مناظرہ جھنگ
تاریخی اور عدیم المثال روئیداد
شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی بریلوی
مابین
مولانا مولوی حق نواز دیوبندی خطیب جھنگ
اہل السنۃ سیالکی شیر دینہ ضلع جہلم

تاریخی اور عدیم المثال روئیداد

مناظرہ جھنگ

شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی بریلوی

مابین

مولانا مولوی حق نواز دیوبندی خطیب جھنگ

Phone: 0483-724695
Mobile: 0321-7641096

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- روئیداد مناظرہ جھنگ

کمپوزنگ ---------- محمد ناصر الہاشمی

تخریج و پروف ریڈنگ ---------- محمد سہیل احمد سیالوی

مناظرین ---------- عمدۃ الاذکیاء محمد اشرف صاحب سیالوی

و مولوی حق نواز صاحب دیوبندی

موضوع مناظرہ ------- ''گستاخ رسول کون ہیں؟ دیوبندی یا بریلوی

تاریخ انعقاد مناظرہ --- 27 اگست 1979، بمقام نول والا بنگلہ جھنگ

منصفین -------- 1۔ پروفیسر تقی الدین انجم، گورنمنٹ کالج جھنگ

2۔ محمد منظور خان، ایڈووکیٹ

3۔ غلام باری، ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ریل بازار

زیر نگرانی -------- ضلعی انتظامیہ جھنگ

﴿فیصلہ منصفین﴾ ہم منصفین بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف سیالوی کو ان کے نسبتاً وزنی استدلال کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں

(نوٹ) منصفین کا دستخط شدہ فیصلہ تفصیلاً کتاب کے آخر میں برائے حوالہ و ملاحظہ منسلک ہے

ملنے کے پتے

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ جہلم۔ فون نمبر: 0483-724695

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا فون نمبر: 0321-7641096

عزیزم محمد ناصر الہاشمی اہل السنۃ پبلی کیشنز منگلا روڈ دینہ جہلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مناظرہ جھنگ میرے ایک علمی مباحثہ کی مکمل روئیداد ہے۔ جو میرے تلمیذ رشید مولانا حافظ رشید الحسن صاحب سیالوی نے بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔

بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کے ڈر سے کہ وہ اس کتاب کو بلا اجازت چھپوانے نہ لگیں اور ردوبدل کر کے فرقہ آمیز نہ بنا لیں، کتاب کا تحفظ ضروری سمجھتا ہوں۔

لہٰذا کتاب "مناظرہ جھنگ" کی حفاظت کے جملہ حقوق کاپی رائٹ ایکٹ 8904 کے تحت مکتبہ اہل السنۃ پبلی کیشنز منگلا روڈ دینہ تحصیل و ضلع جہلم کے سپرد کرتا ہوں، تاکہ کوئی دیگر مکتبہ اس کتاب کو لاوارث سمجھتے ہوئے اشاعت کی جسارت نہ کرے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق کے آپ مکمل طور پر با اختیار محافظ ہیں۔

والسلام

احقر الوریٰ ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی

کان اللہ لہ

عرض ناشر

کتاب ''مناظرہ جھنگ'' اس سے پہلے مولانا حافظ نعمت علی چشتی صاحب کی کاوشوں سے متعدد بار چھپ کر قارئین کے دل ودماغ کو روشنی کا سامان فراہم کر چکی ہے عرصہ دراز سے یہ کتاب مارکیٹ سے مفقود تھی احباب کے اصرار اور قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے فرمان کے مطابق **اھل السنة پبلیکیشنز** نے جدید طرز پر اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اللہ تعالی ہمیں مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں یہ بات ذکر کرنا بھی بے جانہ ہوگا کہ اس کے حقوق قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے کسی ناشر کے ہاتھ فروخت نہیں کئے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی مالی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ آپ کا مقصد صرف اور صرف رضائے الہی کا حصول اور اشاعت دین ہے۔

لیکن ایسے ناشرین جنکی زندگی کا مشغلہ فقط جلب زر ہے سے بچنے کی خاطر جملہ حقوق ناشر کاپی رائٹ نمبر 8904 کے تحت بحق **اھل السنة پبلی کیشنز** دینہ ضلع جہلم محفوظ کر دیئے ہیں میں اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں لہذا کوئی صاحب اس کتاب کو شائع کرنے کی کوشش نہ کرے۔

خیر اندیش
محمد ناصر الہاشمی
مدیر: اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ
فون نمبر: 0321-7641096

انعقادِ مناظرہ کا پس منظر حقائق وواقعات کی روشنی میں

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مناظرہ ومجادلہ سے علمی اور مذہبی زندگی پر خوشگوار اثرات مرتب نہیں ہوا کرتے بلکہ بسا اوقات ملی وحدت اور ملکی سالمیت کا شیرازہ منتشر کرنے کا باعث ہوتا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم خود اس امر کو بلا تامل تسلیم کرتے ہیں تو پھر وہ کونسا باعث تھا جس نے ہمیں اس مناظرہ میں بطور فریق شامل ہونے پر مجبور کر دیا تو اس سوال کا جواب اس مناظرہ کے پس منظر میں مضمر ہے جسکی وضاحت نہ صرف اس اشکال کو رفع کرے گی بلکہ ان تلخ اور ناخوشگوار حقائق کو بھی منظر عام پر لا سکے گی جن کے باعث یہ مناظرہ ناگزیر ہو گیا تھا اور یہ پس منظر اپنی جگہ اہل درد کے لئے دعوت فکر بھی ہے۔

صورت احوال واقعی یہ ہے کہ جھنگ صدر میں دو محلے ''پرانی عیدگاہ'' اور ''پپلیانوالہ'' متصل واقع ہیں جن کا ماحول ایک عرصہ سے تفرقہ وانتشار کا شکار چلا آ رہا تھا پپلیانوالی مسجد میں دیوبندی مسلک کے مولوی حق نواز صاحب خطیب تھے جنہوں نے سستی شہرت وقبولیت اور شہری سطح پر نام نہاد لیڈر شپ کی حرص میں شہر کے پرامن ماحول کو نذر آتش کر رکھا تھا وہ صبح وشام سیاسی اور مذہبی اختلافات کو ہوا دیکر مسلمانوں کو باہم دست وگریباں کر کے چند ناعاقبت اندیش افراد کے ایک مخصوص حلقہ میں ''مجاہد اسلام'' بننے کی فکر میں تھے اور اس مخصوص گروہ کی طرف سے ''محافظ مسلک دیوبند'' کا لقب پا کر وہ ہوش وخرد کے تمام تقاضے فراموش کر چکے تھے۔ جب بھی سٹیج پر جلوہ فگن ہوتے تو پوری تقریر مختلف سیاسی طبقوں اور مذہبی حلقوں پر طعن وتشنیع اور مغلظات سے بھرپور ہوتی اور کسی خطاب میں متانت وشائستگی کا نام تک نہ ہوتا۔ پورا خطاب صرف بلند

بانگ دعووں مناظرانہ تعلیمات، مباہلوں کے چیلنج اور اہل اسلام کی تکفیر پر مشتمل ہوتا۔ جھنگ کی عدالتیں اور تھانے ان امور کی قطعی شہادتیں مہیا کرتے ہیں کہ شہر کے عوام وخاص ان حقائق سے بخوبی آگاہ ہیں۔ الغرض مولوی صاحب موصوف کی وجہ سے جھنگ میں دیوبندی بریلوی فساد کا مستقل ماحول پیدا ہو چکا تھا۔

دونوں مسجدوں کی انتظامیہ کمیٹیاں اس پریشان کن ماحول کو ختم کرنے کے لئے ایک مرتبہ اکٹھی ہوئیں اور بالآخر ایک تحریری معاہدہ پر متفق ہوگئیں جس کے ذریعے اس مکدر فضا کو سازگار بنایا جا سکتا تھا۔ پرانی عیدگاہ کے خطیب مولانا محمد صدیق صاحب نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے مگر مولوی حق نواز صاحب نے یہ کہہ کر کہ "مجھے اپنی مسجد کی انتظامی کمیٹی (بزعم خویش) کلمہ حق بلند کرنے سے نہیں روک سکتی" اس معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور اس مصالحتی کوشش کو بالکل ناکام کر دیا

اسی طرح کئی مرتبہ بریلوی مسلک کے ذمہ دار افراد کی طرف سے فریقین میں صلح وآشتی کی فضا پیدا کرنے کی کوششیں ہوئی مگر مولوی صاحب نے ہمیشہ انہیں سستی شہرت کے حصول میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا کیونکہ دراصل ان کا سارا کاروبار قیادت اسی تفرقہ بازی کا مرہون منت تھا۔ اس لئے وہ کسی قیمت پر اس رویہ سے باز نہیں رہ سکتے تھے اور ان حالات کو برقرار رکھنے میں بالواسطہ ضلعی انتظامیہ بھی ملوث ہوتی ہے کیونکہ اس نے اس سلسلہ میں کبھی قطعاً کوئی ٹھوس قدم نہ اٹھایا حالانکہ اس کے سامنے تمام حقائق وشواہد روز روشن کی طرح واضح تھے۔

پاکستان قومی اتحاد کے قیام سے مولوی صاحب موصوف ذرا ضرورت سے زیادہ چمکے اور ان کو پر پرزے کچھ زیادہ ہی لگ گئے۔ پھر مارشل لاء کے زیر سایہ قائم شدہ قومی اتحاد کی نوماہی حکومت نے اس میں اور زیادہ رنگ بھرا پھر کیا تھا مولوی صاحب سراپا انتشار اور مجسمہ تفرقہ بازی بن گئے۔ پھر فتنہ وفساد، افتراء پردازی اور گالی گلوچ کا سلسلہ زور وشور سے شروع ہو گیا۔ دیگر

مسالک کے علماء بالعموم اور بریلوی مسلک کے قائدین بالخصوص اعلحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب کو سب وشتم اور تبرا بازی کا نشانہ بنایا گیا اعلیحضرت کے مرقد مبارک اور کفن تک کو گالیاں دینے سے گریز نہ کیا گیا۔ روئے زمین کی بریلویت کو مناظرے کے چیلنج ہونے لگے قبروں میں لیٹے ہوئے بزرگوں کو نام لے لے کر کسی کے کفن پھاڑتے کسی کی ہڈیاں بکھیرتے کسی کی میت کو چوک میں لٹکاتے کسی کو سمندر میں غرق کرتے اور کسی کو نذر آتش۔

الغرض مسجد و منبر کا تقدس پامال ہوتا رہا فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی جاتی رہی لیکن ضلعی انتظامیہ خاموش تھی اور سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے ہزاروں افراد ملکی حالات شہری اور امن کی خاطر سب کچھ سن کر سراپا اضطراب والتہاب ہوتے ہوئے بھی خاموش رہے شہر کے بعض علماء نے وفود کی صورت میں ضلعی انتظامیہ سے ملاقاتوں اور تحریری درخواستوں کے ذریعے مولوی صاحب مذکور کو ان تخریبی کارروائیوں سے روکنے کی استدعا کی۔ غالباً ایک آدھ مرتبہ سرکاری طور پر مولوی صاحب کو تنبیہ بھی کی گئی لیکن کون سنتا تھا؟ کیونکہ مولوی صاحب قومی اتحاد کے نو ماہی دور اقتدار کی وجہ سے اپنے آپ کو مطلق العنان حاکم سے بھی زیادہ با اختیار سمجھتے تھے۔

اسی اثناء میں پرانی عیدگاہ کی خطابت کے فرائض استاذ العلماء عمدۃ الافاضل حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے سنبھال لئے۔ مولانا موصوف انتہائی کم گو منکسر المزاج اور صلح پسند شخصیت ہیں۔ شرافت ومتانت کا یہ پیکر اتم اور علم وتحقیق کا یہ ناپیدا کنار سمندر اپنے فکر وعمل میں اسلاف کی سچی تصویر ہے۔

ان کی آمد پر اہلیان جھنگ نے خدا کا شکر ادا کیا اور یہ امید باندھ لی کہ شاید اب مولوی حق نواز صاحب بھی امن وسکون کا ماحول پیدا کرنے کی اجازت دے دیں کچھ عرصہ واقعی ماحول خوشگوار رہا لیکن اسی دوران قومی اتحاد کا دور حکومت ختم ہو گیا اور مولوی حق نواز صاحب کی

عدالتوں کچہریوں سرکاری دفتروں کے چکروں والی مصروفیات کم ہونے لگیں چنانچہ مولوی صاحب کی شعلہ نوائی میں پھر اضافہ ہونے لگا اور تمام تر رخ تنقید علماء اہل سنت کی طرف ہو گیا اور اہل سنت کو کافر و مشرک اور گستاخ رسول کے القاب دیئے جانے لگے علامہ سیالوی صاحب نے صرف اس امید پر کہ لوگوں کے سمجھانے یا سرکاری تنبیہات سے مولوی صاحب کی اصلاح ہو جائے گی خاموشی اختیار کئے رکھی۔ لیکن مولوی صاحب نے جامع مسجد پرانی عید گاہ میں مکمل سکوت کو بریلوی مسلک کے اس عظیم مرکز کی کمزوری پر محمول کیا اور ان کا خطبہ جمعہ اور صبح شام کے درس مستقل شر و فساد کا باعث بن گئے اور مولوی صاحب نے حضرات اہل سنت کو کافر، مشرک، گمراہ، بد باطن، مشرکین مکہ، جہنمی، بے ایمان اور لعنتی جیسے القاب سے پکارنا شروع کر دیا حضور پیر مہر علی شاہ کو مشرکین اور بد باطنوں کا رہنما کہا اور دیگر اکابر کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کیے جن کو زبان پر لایا ہی نہیں جا سکتا اپنے معتقد دیوبندی مسلک کے لوگوں کو شادی بیاہ اور خوشی غمی کے معاملات میں اہل سنت سے قطع تعلقی کی تعلیم دینے لگے۔

پرانی عید گاہ کی انتظامیہ کمیٹی انجمن تبلیغ الاحناف کی طرف سے انفرادی طور پر مسجد پپلیانوالی کی انتظامیہ کے مختلف ذمہ دار افراد سے درخواست کی گئی کہ مولوی صاحب کو اس شر و فساد سے باز رکھیں لیکن یہ سب کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور مولوی صاحب نے باز نہ آنا تھا نہ آئے۔

رمضان المبارک شروع ہوا تو پھر عید گاہ کی انتظامیہ نے پپلیانوالہ کی مسجد کمیٹی کے پاس جا کر اجتماعی سطح پر امن و سکون کی فضا پیدا کرنے کے لئے سلسلہ جنبانی کی اور کمیٹی کے ارکان بالخصوص شیخ محمد فاروق ایڈووکیٹ نے یقین دہانی کرائی کہ ہم مولوی صاحب کو سمجھا کر آپ کی شکایت دور کر دیں گے اور لاؤڈ سپیکر کا ہارن جو بطور خاص پرانی عید گاہ کا سکون برباد کرنے کے لئے لگایا گیا تھا اس کا رخ بھی بدل دیں گے اہل سنت کی طرف سے مستقل مصالحت کے لئے

تین نکاتی فارمولہ پیش کیا گیا۔

1۔کوئی فریق ایک دوسرے کے مسلک پر طعن وتشنیع نہ کرے۔

2۔ایک دوسرے کے اکابر پر زبان طعن دراز نہ کی جائے۔

3۔اختلافی مسائل کو جن کے بیان سے فضاء مکدر ہوتی ہے حتی المقدور نہ چھیڑا جائے۔

لیکن انتظامیہ نے اس فارمولے پر عمل درآمد سے معذرت ظاہر کی۔اس کی افادیت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہا کہ ہمارے مولوی صاحب نہیں مانتے بلکہ وہ اس اختلاف وانتشار کو حق وباطل، خیر وشر، اور کفر واسلام کا معرکہ سمجھتے ہوے (بزعم خویش) کلمہ حق بلند کرنے پر مصر ہیں لاؤڈ سپیکر کا ہارن بھی بدلنے سے انکار کر دیا اور تیسرے دن نماز فجر کے درس سے فارغ ہوتے ہی برملا لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ شیخ الحدیث حضرت علامہ سیالوی صاحب کو مناظرہ کا باقاعدہ چیلنج کر دیا اور کہا کہ ''میرا دعوی ہے کہ بریلوی علماء گستاخان انبیاء ہیں۔'' معاذ اللہ

لاؤڈ سپیکر پر ہی اس کا جواب طلب کیا اور کہا کہ بصورت دیگر میں تمہاری شکست کا اعلان کر دوں گا۔

شیخ الحدیث مدظلہ جھنگ میں تشریف فرمانہ تھے کیونکہ وہ صرف جمعہ پڑھانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجلس انتظامیہ نے مولوی صاحب کا چیلنج قبول کر لیا اور علامہ سیالوی صاحب کو اس امر کی اطلاع دیکر اسی روز جھنگ بلوالیا مولوی صاحب کے ارادتمند مسجد پپلیانوالی میں جمع ہو کر نعرہ بازی کر رہے تھے اور ماحول میں مزید تناؤ پیدا کر رہے تھے اسی شب نماز تراویح سے فارغ ہو کر مولوی حق نواز صاحب نے پھر لاؤڈ سپیکر پر چیلنج کیا اور مطالبہ کیا کہ خطیب مسجد پرانی عیدگاہ خود لاؤڈ سپیکر پر میرے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کرے ورنہ میں ان کی شکست کا اعلان کر دوں گا اور ساتھ ہی یہ شیخی بگھاری کہ ابھی ابھی شرائط طے کر و اور کل مناظرہ ہو گا حضرت

شیخ الحدیث مدظلہ نے بھی لاؤڈ سپیکر پر مولوی حق نواز کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی کہا کہ اگر آپ مناظر ہیں تو بجائے لاؤڈ سپیکر کے اعلانات کے حسب دستور موضوع اور شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے اپنا وفد بھیجیں جس پر مولوی حق نواز نے اپنی تحریر دعوت مناظرہ دو آدمیوں کے ہاتھ بھیجی اور ہمارے وفد کو موضوع و دیگر شرائط مناظرہ کے تعین کے لئے بلوایا ہمارے وفد نے جو چار آدمیوں پر مشتمل تھا محلّہ پپلیانوالہ میں واقع مولوی محمد یوسف چشتی (دیوبندی) کے مکان پر مولوی حق نواز اوران کے رفقاء سے مل کر موضوع مناظرہ اور دیگر شرائط وغیرہ متعین کیں۔ مولوی مذکور صاحب نے جو کہ پہلے صبح ہی سے مناظرہ شروع کرنے کا چیلنج کر رہے تھے۔ بعد اصرار تقریباً بیس (20) دنوں کی مہلت لی کہ رمضان المبارک میں اتنا طویل مناظرہ نہیں ہوسکتا اور اس طرح بتاریخ 27 اگست 1979ء بمطابق شوال ۱۳۹۹ھ بروز سوموار انعقاد مناظرہ طے پا گیا۔ اس کے بعد بھی ہماری طرف سے حالات کو پرسکون رکھنے کی ہر ممکن کوشش ہوتی رہی لیکن مولوی صاحب مذکور نے اپنی ہر تقریر حتی کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے خطبوں میں بھی مناظرے کے موضوع پر اشتعال انگیز دعوے مغلظات اور جھوٹے الزامات کے ذریعے حالات کو خراب تر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا خطبہ جمعۃ الوداع میں اعلان کیا کہ 27 تاریخ کو ہونے والے مناظرے میں اگر بریلویت کے چیتھڑے جھنگ کے چوک میں نہ لٹکا دوں تو مجھے کتیا نے جنا ہے۔

(نوٹ) مندرجہ بالا اعلان کا ریکارڈ محفوظ پڑا ہے۔

دو منصفین کی تبدیلی۔ اس مناظرہ کے لیے تین افراد کو متفقہ طور پر منصف منتخب کیا گیا تھا۔

1۔ جناب پروفیسر تقی الدین انجم صاحب، سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ۔

2۔ جناب پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب، گورنمنٹ کالج جھنگ۔

3۔ جناب پروفیسر محمد حنیف چودہری صاحب۔

مقررہ شرائط کے پیش نظر جب متذکرہ بالا افراد سے رابطہ قائم کیا گیا تو منصف (3) نے معذرت کر دی۔ جبکہ نمبر 2 نے یہ شرط عائد کر دی کہ میں اس صورت میں فرائض منصبی ادا کرنے کے لیے تیار ہوں اگر دونوں فریق تحریری ضمانت نامہ لکھ دیں کہ بعد از مناظرہ وہ منصفین کے فیصلہ کو قطعی طور پر تسلیم کرتے ہوئے باہمی نزاع و جدال ترک کر دیں گے اور بصورت خلاف ورزی متعلقہ امام و خطیب کو مسجد سے الگ کر دیا جائے گا۔ چونکہ یہ شرط محض نیک نیتی اور مصالحت کے جذبے کے پیش نظر عائد کی گئی تھی ہم نے اس شرط کو غیر مشروط طور پر تسلیم کر لیا۔ اور کہا کہ ہم مطلوبہ ضمانت نامہ لکھ دینے کو تیار ہیں۔ لیکن مولوی حق نواز صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس سے ان کے عزائم بخوبی مترشح ہوگئے۔ چنانچہ اندریں صورت شرائط مناظرہ کے تحت دو اور منصفین فریقین نے کامل اتفاق رائے سے منتخب کر لیے۔ اور اس طرح تینوں منصفین (جنہوں نے فیصلہ مناظرہ تحریر فرمایا) متفقہ طور پر تحریری و دستخطی کارروائی کے ذریعے مقرر کر لیے گئے۔

ضلعی انتظامیہ کی مداخلت

26 اگست 1979ء مناظرہ سے ایک روز قبل ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع جھنگ نے فریقین کو طلب کیا اور ان سے مناظرہ منسوخ کرنے کے لئے کہا۔ جس پر ہم نے ڈی سی صاحب کو پوری تفصیلات سے آگاہ کیا اور متذکرہ بالا تین نکاتی فارمولا ان کے سامنے بھی پیش کر دیا۔ ہمارے نمائندوں نے بالصراحت ڈی سی جھنگ پر یہ واضح کر دیا کہ اگر وہ اس فارمولے پر عمل درآمد کی ضمانت مہیا کر دیں تو ہم بلا وجہ ایسی کارروائی میں ملوث نہیں ہونگے۔ لیکن اس امر کی حتمی ضمانت کے بغیر اب ہم مناظرے سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہم نے عرصہ دراز کی فساد انگیزیوں سے تنگ آ کر اس مناظرہ کو

بصورت حل قبول کیا ہے۔ہم انشاءاللہ مولوی حق نواز صاحب کی اصل حقیقت علمی میدان میں بے نقاب کردیں گے۔ان کی شکست فاش ان کے لیے عبرت ناک انجام ثابت ہوگی۔بہرحال ضلعی انتظامیہ نے حکام بالا کو صحیح صورت حال سے آگاہ کردیا۔جس پر حکام بالا نے ڈی سی جھنگ کو یہ ہدایات دیں کہ اگر یہ مناظرہ ناگزیر ہو چکا ہے تو بجائے اسے فریقین کے انتظامات پر چھوڑ دینے کے ضلعی انتظامیہ خود اپنی نگرانی میں پرامن ماحول میں کرائے۔چنانچہ ڈی سی جھنگ نے ایس پی صاحب اور اے سی صاحب جھنگ اور دیگر ضلعی حکام کی موجودگی میں ہمیں یہ حکم دیا کہ آپ کا مناظرہ کل صبح آپ کی مقررہ شرائط ہی کے مطابق ضلعی انتظامیہ کے زیر نگرانی بمقام بنگلہ نول والا (واقع گوجرہ) جھنگ سے تقریبا نو میل دور منعقد ہوگا آپ بسوں پر اپنے علماء، منصفین، سامعین اور کتب وغیرہ لے کر متذکرہ مقام پر پہنچ جائیں۔ضلعی حکام اور پولیس انتظامات کے لئے وہاں موجود ہوگی اور آپ آزادی کے ساتھ اپنا مناظرہ جاری رکھ سکیں گے چنانچہ حسب ہدایات فریقین صبح تقریبا آٹھ بجے بمقام بنگلہ نول والا پہنچ گئے۔جہاں ضلعی انتظامیہ کی زیر نگرانی یہ عظیم تاریخی مناظرہ منعقد ہوا اور بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔حضرات یہ ہیں وہ حالات وواقعات اور مناظرہ کا پس منظر جس میں مناظرہ ایک ناگزیر امر ہو چکا تھا جھنگ کا یہ عظیم تاریخی مناظرہ چند اعتبارات سے ہماری تاریخ کا عدیم المثال مناظرہ ہے اس سے پہلے اس نوعیت کا مناظرہ کبھی منعقد نہ ہوا تھا۔

1۔یہ مناظرہ باقاعدہ طور پر سرکاری حکام کی زیر نگرانی منعقد ہوا جس کا مکمل ریکارڈ ضلعی انتظامیہ نے اپنے پاس محفوظ کیا اور فیصلہ کی اطلاع (بریلوی مسلک کے علماء کی کامیابی کے اعلان کے طور پر) حکام بالا کو حسب ضابطہ ارسال کردی گئی۔

2۔اس مناظرے میں شہر کے انتہائی معزز باحیثیت پڑھے لکھے تین افراد کو متفقہ طور پر منصف منتخب کیا گیا تھا۔جنہوں نے اپنے فرائض منصفی ادا کیے یہ تمام کارروائی تحریری ودستخطی ہوئی۔

3۔ یہ مناظرہ ایک سرکاری ہال (ریسٹ ہاؤس) میں طرفین کے پڑھے لکھے منتخب سامعین اور انتظامی افسران کی موجودگی میں کل چھے 6 گھنٹے تک نہایت پرسکون ماحول میں بغیر کسی ناخوشگوار واقعے کے جاری رہا۔

4۔ اس مناظرہ کی حیثیت روایتی مناظروں کی بجائے ایک شاندار علمی مکالمے کی تھی۔

5۔ مناظرہ باقاعدہ طور پر انجام پذیر ہوا۔ اختتام مناظرہ کے دو گھنٹے بعد فیصلے کا باضابطہ اعلان ہوا اور فریقین بڑے اطمینان سے اعلان فیصلہ سن کر پرامن طریقہ سے واپس چلے گئے۔

6۔ تینوں منصفین نے متفقہ طور پر (بغیر کسی اختلاف کے) بریلوی مسلک کے مناظر حضرت علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی مدظلہ العالی کو کامیاب قرار دیا۔

7۔ بریلویت کی شاندار تاریخی فتح و کامرانی کا یہ متفقہ فیصلہ تحریری صورت میں منصفین کے دستخطوں سے آج تک محفوظ ہے۔

8۔ اس مناظرہ میں دیوبندیت کی باقاعدہ نمائندگی مولوی منظور احمد چنیوٹی (صدر مجلس ختم نبوت) اور مولوی حق نواز جھنگوی سمیت چھ دیوبندی مستند علماء کر رہے تھے جو پاکستان کے مختلف گوشوں سے بلائے گئے تھے۔

9۔ اس مناظرے کے بعد دیوبندی مسلک کے بے شمار افراد دیوبندیت سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی بریلوی بن گئے۔

10 اس مناظرے کے بعد سرزمین جھنگ پر کئی دنوں تک بریلویت کی فتح مبین کا جشن صدقات وخیرات محافل واجلاس اور چراغاں کی صورت میں منایا جاتا رہا۔

﴿ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ﴾

(قادری)

اظہار تشکر

میں اپنے عزیز القدر مولانا خورشید الحسن صاحب سیالوی، مدرس دار العلوم ضیاء شمس الاسلام کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے ٹیپ ریکارڈ سے بمحنت شاقہ اس مناظرہ کو قلمبند فرمایا اور فریقین کی تقاریر کو بالخصوص دیوبندی مناظر کی تقاریر کو حرف بحرف نقل کیا اور اس روئیداد کو انفرادی حیثیت میں پیش کیا کیونکہ بالعموم مناظرہ کی روئیداد میں ہر فریق صرف اپنے مناظر کی تقاریر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور فریق مخالف کے مناظر کے جملہ دلائل و براہین کو گھٹا کر پیش کرتا ہے۔ جس سے حقیقت حال بالکل واضح نہیں ہو سکتی لیکن انہوں نے دونوں طرف کے دلائل بلکہ جملے اور الفاظ بھی حتی المقدور جوں کے توں پیش کئے البتہ بعض مقامات پر بندہ سے صلاح ومشورہ کے بعد بصورت حاشیہ توضیحات وتشریحات درج کیں اللہ تعالی ان کو اس عظیم کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کے ساتھ میں اپنے محسن وکرم فرما حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نعمت علی صاحب کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس روئیداد کو شائع کر کے ایک عظیم تاریخی مناظرہ کی بالکل صحیح اور غیر جانبدارانہ کارروائی کو عوام تک پہنچایا اگر یہ ہمت نہ باندھتے اور اشاعت کے لئے کمر بستہ نہ ہوتے تو ہمارے صاحب ثروت حضرات کی بے حسی اور ہماری بے سروسامانی کے باعث یہ عظیم دستاویز کبھی منظر عام پر نہ آسکتی۔ اللہ تعالی ان کو اجر خیر عطا فرمائے اور میدان اشاعت میں ہر قدم پر کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرمائے رکھے۔ آمین ثم آمین۔

احقر الانام ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ

حرف آغاز

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

﴿اَمَّا بَعْدُ﴾

﴿فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا٥﴾ (احزاب ۳۳:۴۵)

﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾

(الفتح ۴۸:۸،۹)

ترجمہ: اے نبی مکرم ہم نے آپکو شاہد اور مبشر ونذیر بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے ایمان والو) تم اللہ اور اسکے رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح ومساء ان کا ذکر کرو اور ان کی شان والا کا اظہار کرو۔

مقام رسالت کو مختصر لفظوں میں یوں سمجھو کہ رسول زمین میں اللہ تعالی کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے۔ اور اس کے احکام اور اوامر ونواہی کا مظہر اسکی عظمت وابہت کا نمونہ اسکی قدرت کاملہ اور قوت قاہرہ کا آئینہ قول باری تعالی ﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 30 سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالی کے خلیفہ اور جانشین تھے اور فرمان الٰہی ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ﴾ سورۃ ص آیت نمبر: 26 سے واضح ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ رب العزت کے نائب اور قائم

مقام تھے۔ الغرض ہر ایک نبی اور رسول اللہ تعالی کا نائب ہے تو رسولوں کے رسول نبیوں کے نبی اور سب تاجداروں کے تاجدار باعث تکوین عالم وسیلہ دارین سید الثقلین رحمۃ للعالمین سب سے اتم و اکمل جانشین و قائم مقام ہیں انکی نیابت و خلافت صرف زمین اور اہل زمین کے لئے نہیں بلکہ جو کچھ احاطہ ربوبیت باری تعالی میں داخل ہے وہ احاطہ رحمت محبوب میں داخل ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ان سب کو رسالت مصطفوی میں بھی شامل ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ لہذا آپ خلیفہ اکمل اور نائب مطلق اور خلیفہ کا مقام و مرتبہ مستخلف اور اصل کے مطابق ہوتا ہے جس طرح آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ آپ کی نافرمانبرداری اللہ تعالی کی جناب میں عصیان و طغیان ہے ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ اس طرح آپ کی تعظیم و تکریم اللہ تعالی کی تعظیم و تکریم ہے اور آپ کی شان والا کی تحقیر و تنقیص اللہ تعالی کی شان رفیع کی توہین و تحقیر ہے بلکہ اللہ تعالی کی جناب والا اپنی شان صمدیت اور بے نیازی کے باعث اور مقام خالقیت اور مرتبہ ربوبیت کی وجہ سے چونکہ مخلوق کی عیب جوئی سے بالاتر ہے اور اس میں کمی اور نقص کا احتمال ہی نہیں بر خلاف جناب نبوت مآب اور رسالت پناہ ﷺ کے لہذا اس بارگاہ والا جاہ کی نزاکت بہت زیادہ ہے اسی لئے جناب باری میں گستاخی قابل معافی جرم ہے اور حیز توبہ میں ہے لیکن بارگاہ نبوت میں تنقید و تنقیص ناقابل معافی جرم ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

عظمت وجلالت بارگاہِ نبوی کا بیان بزبانِ قرآن وآیاتِ رحمٰن

اللہ رب العزت نے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے ساتھ ہی ان کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا وجوب ولزوم بیان فرمایا!

﴿لِتُؤمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾ اور ایمان کے ساتھ ساتھ ان کی تعظیم وتجیل پر فلاح اخروی کو موقوف فرمایا۔

﴿فَالَّذِینَ آمَنُوا بِهٖ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ یعنی جو لوگ ان پر ایمان لائے انکی تعظیم وتکریم کا حق ادا کیا نصرت واعانت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور ان کے ساتھ اتارے ہوئے نور یعنی کلام مجید کی اتباع کی صرف وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

بنی اسرائیل سے گناہ معاف کرنے اور جنت میں داخل کرنے کے بدلے جو عہد لیا اس میں تعظیم کو بھی بنیادی شرط قرار دیا ﴿لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَیْتُمُ الزَّکٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِی وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾

اے بنی اسرائیل اگر تم نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو میرے رسل کرام کے ساتھ ایمان لاؤ اور انکی تعظیم وتکریم بجالاؤ اللہ تعالی کی راہ میں مال خرچ کرو تو میں ضرور بالضرور تمہارے گناہ معاف کردوں گا اور تمہیں جنات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتکریم لازم نہیں بلکہ ان سے منسوب جملہ اشیاء کی تعظیم ضروری ہے اور مومن کامل ہونے کی علامت ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ

شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ جو شخص اللہ تعالی کی نشانیوں کی تعظیم بجالاتا ہے تو یہ اس کے متقی ہونے کی علامت ہے تو لامحالہ ان کی توہین دل کی کدورت وعداوت اور کفر وضلالت کی علامت ہوگی جو پتھر ان کے مقدس قدموں کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کریں وہ بھی رب تعالی کے شعائر ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ جو خاک پا انکے مقدس جوتوں سے لگ جائے وہ بھی شعائر اللہ سے ہے ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ نیز فرمایا ﴿وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ﴾ بلکہ ان محبوبان کرام کی سواریوں کے سموں سے لگنے والی خاک پتھروں پر ان کے پاؤں پڑنے سے اڑنے والی چنگاریاں اور ان کے پیٹوں سے تیز رفتاری کی وجہ سے ہانپنے کے دوران نکلنے والی آواز بھی شعائر باری تعالی سے ہے اور اس کی قسم کے قابل ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا﴾ قسم ہے ان دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپنے والے ہیں پس پتھروں پر پاؤں مار کر آگ نکالنے والے ہیں دشمنان خدا اور رسول پر بوقت صبح حملہ کر کے انہیں غارت کرنے والے ہیں اور شبنم کی نمی کے باوجود خشک غبار اڑانے والے ہیں اور دشمن کے قلب میں گھس کر تباہی مچانے والے ہیں۔

ان کی بارگاہ اقدس میں آواز بلند کرنا حرام ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اور انکو عامیانہ انداز تخاطب سے خطاب کرنا جرم عظیم ﴿وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ ان کے پکارنے کو عام لوگوں کی ندا و خطاب کی مانند غیر اہم سمجھنا سخت ممنوع ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور جو اس تادیب اور تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے اسکی تمام تر نیکیاں حبط اور ضائع ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ﴾ اور ان پر اس خسران عظیم کے تدارک کی تمام راہیں مسدود ﴿وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ اور جو اخلاص ونیاز

مندی کا مظاہرہ کرتے ہوے آوازوں کو ان کی جناب میں پست رکھیں انہی کے قلوب اور سینے تقوی کی عظیم دولت کے اہل ہیں اور وہی لوگ مغفرت اور اجر عظیم کے حقدار ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾

ایسا کلمہ جو غیروں کی گستاخی کا وسیلہ و ذریعہ بن سکے اور وہ اہل اسلام کے اس انداز کلام کو آڑ بنا سکیں اس کا استعمال بھی ممنوع و حرام چہ جائیکہ خود اہل اسلام صراحۃً گستاخی و بے ادبی پر مشتمل کلمات جناب رسالت مآب میں استعمال کر سکیں ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ اے ایمان والو (جب تمہیں میرے حبیب کی کوئی بات سمجھ نہ آئے اور دوبارہ کہلوانا چاہو تو ﴿رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ نہ کہو یعنی اے رسول ہماری رعایت فرماویں بلکہ یوں کہو اُنْظُرْنَا ہم پر نظر عنایت فرماویں اور غور سے سنو (تا کہ دوبارہ کہلوانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے)اور بے ادب و گستاخ منافقین و کفار یعنی جو اس کلمہ کو ذرا زبان میں لچک دے کر گالی بنا لیتے ہیں اور اہل اسلام کے استعمال کو اپنی گستاخی کے لئے آڑ بنا لیتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے اگر آپ محو استراحت ہوں تو آپ کو جگانا اور آپ کے آرام میں خلل انداز ہونا اتنا برا ہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو بے وقوف قرار دیتا ہے اور یہ سبق دیتا ہے کہ صبر وسکون سے کام لیجئے اور جب آپ اپنی مرضی سے حجرات مبارکہ سے باہر تشریف لائیں تب اپنا مدعا عرض کیجئے فرمان خدائے ذوالجلال ملاحظہ ہو۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ﴾

حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح فرمانے پر دعوتِ ولیمہ میں شریک بعض صحابہ جب باہم باتوں میں مصروف ہو گئے اور ذرا دیر لگ گئی جو محبوب کریم اور ازواج مطہرات کے لیے تکلیف کا باعث بن گئی تو فوراً متنبہ کرتے ہوئے فرمایا

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ﴾

اے ایمان والو نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں اتنے وقت تک قدم نہ رکھو جب تک تمھیں کھانے کے لیے بلایا نہ جائے اور اس کے تیار ہونے کے انتظار میں نہ رہو بلکہ جب بلائے جاؤ تو اندر آؤ اور کھانے سے فارغ ہو کر فوراً اٹھ جایا کرو اور باہم گفتگو میں مست نہ ہو کر بیٹھے رہا کرو۔ ﴿اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ﴾ کیونکہ تمھارا یہ انداز اور طور طریقہ نبی اکرم ﷺ کے لیے موجب ایذاء و تکلیف ہے لیکن وہ بوجہ شرم و حیا تمھیں کچھ نہیں کہتے لیکن اللہ تعا لی ایسے امور کے اندر ضرور رہنمائی فرماتا ہے اور حق و صواب واضح فرماتا ہے۔

آنسرور علیہ السلام کو ایذاء دینے اور تکالیف پہنچانے کی وعید

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچاتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا اور ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ جو لوگ رسول خدا ﷺ کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ فرمان خداوندی ہے

﴿وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ اَبَدًا. اِنَّ

ذَالِکُمْ کَانَ عِنْدَاللّٰہِ عَظِیْمًا﴾ تمھیں یہ زیبا نہیں اور نہ تمھارے لیے جائز کہ رسول اکرم ﷺ کو دکھ پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کے ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرو یہ امر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے (لہذا تم اس کو کیونکر معمولی اور غیر اہم سمجھ سکتے ہو)

جو لوگ رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کو پریشان کرتے ہیں ان کے لئے ذلت اور رسوائی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ﴾ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل و رسوا لوگوں کے زمرہ میں داخل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ﴾ کیا انہیں معلوم نہیں ہو چکا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب ﷺ کو ایذاء پہنچائے گا اور ان کی مخالفت کرے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے۔ جس میں ہمیشہ کے لیے رہیگا اور یہ بہت بڑی رسوائی اور ذلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں مومنین کاملین کی علامت اور نشانی یہ بتلائی کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی اور قلبی ربط و تعلق بھی رکھنا جائز نہیں سمجھتے جو رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کریں۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآئَھُمْ اَوْ اَبْنَآئَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.﴾

آپ نہ دیکھو گے اس قوم کو جس کا اللہ اور یوم آخر پر ایمان ہے کہ ان لوگوں سے باہمی

محبت اور ربط و تعلق رکھیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اگر چہ وہ ان کے آباء ہوں یا ابناء بھائی ہوں یا قریبی رشتہ دار انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو راسخ فرما دیا ہے اور انہیں اپنے مخصوص روح سے تائید وتقویت بہم پہنچائی ہے انہی کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہنے والے ہوں گے اللہ تعالی ان سے راضی ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالی سے راضی ہو چکے ہیں یہ اللہ کا لشکر ہیں اور غور سے سنو کہ اللہ کا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

الحاصل اللہ رب العزت نے مالک و خالق ہونے کے باوجود اپنے حبیب پاک صاحب لولاک اور جملہ انبیاء و مرسلین کی عزت و عظمت اور تکریم و تعظیم کا درس دیا اور علی الخصوص سید الرسل ﷺ کی امتیازی حیثیت کو امت پر واضح کر دیا لہذا ان کی جناب پاک میں گستاخی و بے ادبی موجب ایذاء ہے اور وہ صرف حرام ہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں ملعون ہونے کا باعث اور ذلت ورسوائی اور خِزی و خذلان کا موجب۔

جب اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک علیہ افضل الصلوات کی آواز پر کسی کی آواز کا اونچا ہونا برداشت نہ کرے ان کو بے پرواہی سے ندا و خطاب کرنا پسند نہ کرے اور تمام اعمال خیر کو اس جسارت کے سبب برباد کر دے ان کے دولت کدہ میں غیر ضروری بیٹھنا اسے پسند نہ ہو اور محبوب کریم اور ان کے ازواج مطہرات کی یہ تھوڑی سی تکلیف بھی اسے گوارا نہ ہو آرام میں خلل انداز ہونے والوں کو بیوقوف قرار دے بلکہ جس کلام میں حبیب کریم کی بے ادبی کا شائبہ ہو اور اسے بد باطن آڑ بنا کر بے ادبی کر سکتے ہوں اسے بھی حرام قرار دے تو حبیب کریم کا وہ کریم و رحیم خدا اور محبّ و محبوب رب یہ کیونکر برداشت کر سکتا ہے کہ اس کے محبوب کی شان میں ایسے لفظ استعمال کئے جائیں جو صریح دلالت اور واضح مفہوم کے اعتبار سے بے ادبی شمار کئے جاتے ہوں

اور بارگاہ نبوت میں استخفاف اور استحقار کی طرف مشعر ہوں لہذا انکی ایذاء اللہ تعالیٰ کی ایذاء ہے ان کی بے ادبی و گستاخی اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی و گستاخی ہے اور ان کا استخفاف و استحقار اللہ کے ساتھ استخفاف و استحقار ہے۔

گستاخ بارگاہ نبوی کا حکم از روئے سنن اور آثار

1۔امام حسین بواسطہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما راوی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاضْرِبُوْهُ﴾۔جو شخص کسی نبی کی جناب میں دریدہ دہنی سے کام لے اس کو قتل کر دو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے اس کو کوڑے لگاؤ۔

2۔رسول اکرم ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا ﴿مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ یُؤْذِی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ کوئی ہے جو کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتا ہے (اس کے قتل کا موجب فقط کفر نہیں بلکہ ایذاء رسول اکرم ﷺ ہے) چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے چار ساتھیوں نے اس کو شب خون مار کر قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا۔

3۔ابورافع ابن ابی الحقیق یہودی نبی کریم ﷺ کی ہجو اور سب وشتم کرتا اور آپ کے مخالفین کی اعانت وسرپرستی کرتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے پانچ ساتھیوں کی معیت میں ارشاد نبوی کے مطابق اس کو قتل کر دیا اور اسے جناب مصطفوی میں جسارت و بے باکی اور بے ادبی و گستاخی کے باعث قتل کر کے واصلِ جہنم کر دیا۔

4۔عبداللہ بن اخطل نبی اکرم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور اسکی دو لونڈیاں بھی بارگاہِ نبوی میں گستاخی کیا کرتی تھیں فتح مکہ کے بعد وہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا مگر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

اسے قتل کر دو اگر چہ کعبہ مبارک کے پردوں کے نیچے ہی کیوں نہ ہو۔

5۔ابن قانع نے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو آپکی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا ہے اور اس وجہ سے اسے قتل کر دیا ہے تو آنحضرت ﷺ پر اسکا اپنے والد کے ساتھ یہ سلوک گراں نہ گزرا حالانکہ آپ نے ماں باپ خواہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ بر و احسان کا حکم دیا ہے لیکن گستاخ و بے ادب باپ کے قتل پر بھی افسوس کا اظہار نہ فرمایا)

6۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد (لونڈی) بارگاہ نبوی میں گستاخی اور دریدہ دہنی سے کام لیتی تھی۔ چنانچہ اس نے رات کے وقت اس کو قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ لازم نہ فرمائی بلکہ اس کا خون بے قدر و قیمت ٹھہرایا اور رائیگاں قرار دیا۔

7۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے ناراض کیا تو عرض کیا گیا اجازت دو اس کا سر قلم کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا ﴿لَیْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ﴾ کہ یہ منصب و مقام (کہ ناراض کرنے والے اور سخت کلامی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے) سوائے رسول اللہ کے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔

8۔حضرت عمر بن عبد العزیز سے کوفہ کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا صرف نبی پاک ﷺ کی جناب میں سب و شتم کرنے والے کا خون حلال ہے دوسرے کسی کا یہ مقام نہیں (البتہ کوڑے لگائے جائیں) ﴿فَمَنْ سَبَّهُ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ﴾ جو شخص سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے۔

ملاحظہ ہوں شفاء جلد ثانی صفحہ 192,194 الصارم المسلول لابن تیمیہ جواهر البحار للعلامه یوسف بن اسماعیل نبهانی وغیرهم۔

الحاصل رسول اکرم ﷺ کی ایذاء اور اس جناب والا کی بے ادبی چونکہ اللہ کی جناب میں گستاخی و بے ادبی ہے لہذا رسول اکرم ﷺ نے محض اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ عظمت خداوندی کے تحفظ کے لئے ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزا دلوائی اور یہی صحابہ کرام اور اسلاف کرام کا طرز عمل رہا ہے اور آئمہ کرام کی عظیم اکثریت کا مختار یہ ہے کہ بارگاہ نبوی کا گستاخ اگرچہ توبہ بھی کرے تو وہ بھی دنیوی احکام کے لحاظ سے قابل قبول نہیں بلکہ بطور حدود تعزیراس کو قتل کر دیا جائے ورنہ ہر شخص گستاخی کرنے کے بعد کہہ دے گا کہ میں توبہ کرتا ہوں لہذا اس کی توبہ کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے گا اس کی مرضی قبول کرے یا نہ۔ دنیا میں ایسے شخص کا ناپاک وجود قابل برداشت نہیں ہے۔

بارگاہ نبوی میں گستاخی و بے ادبی آئمہ اسلاف کی نظر میں

کلام مجید اور سنت رسول ﷺ کے واضح ارشادات کے بعد اب ملاحظہ فرمایئے کہ اس معاملہ میں آئمہ دین اور مقتدایان امت کا مذہب و مسلک کیا ہے۔

امام ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں۔

1 ﴿اَجْمَعَ عَوَامُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ یُقْتَلُ وَمِمَّنْ قَالَ ذَالِکَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَاللَّیْثُ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ قَالَ الْقَاضِیْ اَبُو الْفَضْلِ وَهُوَ مُقْتَضٰی قَوْلِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا یُقْبَلُ تُوْبَتُهٗ عِنْدَ هٰؤُلَاءِ﴾

شفاء جلد ثانی صفحہ 189 رد المحتار جلد ثالث صفحہ 400 تنبیہ الولاۃ جلد اول صفحہ 316 کلاھما للعلامہ شامی مواہب مع الزرقانی جلد خامس صفحہ 318 الصارم المسلول لابن تیمیہ صفحہ 3۔

ترجمہ:

جمہور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کو جو شخص نبی اکرم ﷺ کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے من جملہ ان اہل علم کے امام مالک بن انس، لیث احمد بن حنبل اور اسحاق ہیں یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں کہ یہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا مقتضی ہے جو احادیث اور آثار وسنن کے ضمن میں درج ہو چکا ہے۔

2۔ امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں ﴿اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ الْمُنْتَقِصَ لَہٗ کَافِرٌ وَالْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ وَحُکْمُہٗ عِنْدَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ کَفَرَ﴾

تمام علماء کا اس امر پر اجماع واتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ کی شان اقدس میں نقص نکالنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے تمام امت کے نزدیک اسکی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے جو شخص ایسے ذلیل اور خائب وخاسر کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ملاحظہ ہو

رد المحتار جلد ثالث صفحہ 400 تنبیہ الولاۃ جلد اول صفحہ 316، 327 مواب مع الزرقانی جلد خامس صفحہ نمبر 319، الصام المسلول صفحہ 4

3۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں ﴿ اَیُّمَا رَجُلٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ امْرَئَتُہٗ فَاِنْ تَابَ وَ اِلَّا قُتِلَ﴾

جو مسلمان شخص نبی پاک ﷺ کو گالی دے آپ کی تکذیب کرے عیب لگائے یا نقص نکالنے کی سعی ناپاک کرے تو وہ کافر ہو گیا اور اسکی بیوی اس سے جدا ہو گئی اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

شامی جلد ثالث صفحہ 403 تنبیہ الولاۃ والحکام جلد اول صفحہ 324

ان اقوال سے واضح ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ کی جناب اقدس میں سب وشتم اور تنقیص و عیب جوئی بالاتفاق کفر ہے اس میں کسی امام اور محدث مفسر کا اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں کہ فوراً قتل کر دیا جائے یا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ کا معاملہ آخرت پر چھوڑ دیا جائے۔

4۔ ابن حاتم طلیلی اندلسی نے دوران مناظرہ حضور اکرم ﷺ کو از راہ استحقار و استخفاف یتیم ابی طالب اور علی حیدر کے سسر سے تعبیر کیا اور کہا کہ آپ کا زہد و فقر بوجہ مجبوری تھا ورنہ عمدہ اشیاء میسر ہوتیں تو ضرور استعمال کرتے لہذا یہ زہد و فقر اختیاری نہیں تھا اضطراری تھا تو تو اندلس کے تمام فقہاء نے متفقہ طور پر اس کے واجب القتل ہونے اور اس کے سولی پر لٹکائے جانے کا فتویٰ دیا ملاحظہ ہو

شفا شریف جلد ثانی صفحہ 192 نسیم الریاض مع شرح شفاء لعلی قاری جلد رابع صفحہ 344

5۔ امام ابو عبداللہ بن عتاب مالکی سے ایک شخص کے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا جس نے جبراً ٹیکس وصول کرنا چاہا تو مظلوم شخص نے کہا کہ میں بارگاہ رسالت مآب علیہ افضل الصلوۃ میں تیری شکایت کروں گا تو اس نے کہا کہ مجھے ٹیکس دے اور بعد میں وہاں شکایت کر لینا اگر میں نے مال کا مطالبہ کیا ہے تو خود نبی کریم ﷺ نے بھی کیا ہے اگر میں بعض امور میں جاہل ہوں تو (العیاذ

بـالله) نبی علیہ السلام بھی بعض امور میں جاہل تھے تو امام ابوعبداللہ نے اس شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے سوال اور جہل کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی ہے نیز اس نے اپنے اور نبی کریم ﷺ کے مابین سوال اور جہل میں برابری پیدا کر دی اور یہ کہہ کر کہ'' ہاں بارگاہ نبوی ﷺ میں شکایت کر لینا'' کمال بے نیازی بلکہ مکمل بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے متعلق ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔

شفا جلد ثانی صفحہ **191** نسیم الریاض جلد رابع صفحہ **344**

6۔ فقہاء قیروان اور اصحاب سحنون نے ابراہیم فزاری شاعر کے مرتد اور واجب القتل ہونے کا فتوی دیا بلکہ اس کے متعلق شہادت مل گئی کہ وہ اللہ تعالی اور انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیاء علیہ السلام کی شان اقدس میں استہزاء اور ٹھٹھہ بازی سے کام لیتا تھا۔

چنانچہ اسے قتل کر کے سولی پر الٹا لٹکا دیا گیا اسی دوران اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا تو سب مجمع نے فتوی کفر کی صحت اور درستگی ظاہر ہونے پر نعرہ تکبیر بلند کیا ایک کتے نے آ کر اس کا خون پینا شروع کیا تو یحیی بن عمر فقیہ نے کہا الحمد للہ سرکار دو عالم ﷺ نے سچ فرمایا کہ کتا مومن کے خون میں منہ نہیں ڈالتا (اور یہ شخص کیونکہ مرتد اور کافر تھا لہذا اس کا خون پینا شروع کر دیا) اور اللہ تعالی نے ہمارے فتوی کی صحت کی تائید فرما دی۔

7۔ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص کے متعلق فتوی طلب کیا جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سب وشتم سے کام لیتا ہو اور ساتھ ہی یہ ذکر کیا کہ بعض عراقی فقہاء نے کہا ہے کہ اسے صرف کوڑے لگائے جائیں تو امام مالک سخت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا!

﴿یا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ مَا بَقَاءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَشَتْمِ نَبِیِّهَا، مَنْ شَتَمَ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَمَنْ شَتَمَ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ جُلِدَ﴾ صفحہ **2** شفا وغیرہ۔

اے امیر المومنین نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیئے جانے کے بعد (بھی اگر گالیاں دینے والے زندہ رہیں) تو اس امت کو زندہ رہنے کا کیا حق ہے جو انبیاء علیہم السلام کو سب وشتم کرے اسے قتل کر دیا جائے اور جو اصحاب کرام کو گالیاں دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔

سب وشتم اور نقص وعیب کے کلمات میں ارادہ اور قصد قائل کا اعتبار نہیں بلکہ عرف اور تبادر کا اعتبار ہے

اب ذرا یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ سب وشتم والے کلمات میں قائل کا اردواہ اور قصد معتبر نہیں ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں!

1. ﴿ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِهَازِلاً اَوْ لاَ عِبًا كَفرَ عِنْدَ الْكُلِّ وَالْاِعْتِبَارُ بِاعْتِقَادِهٖ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِى الْخَانِيَةِ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَامُخطِأً وَّمُكْرِهًا لاَ يُكَفَّرُ عِنْدَ الْكُلِّ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَا عَامِدًا كُفِرَ عِنْدَ الْكُلِّ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَااخْتِيَارًا جَاهِلاً بِاَنَّهَا كُفْرٌ فَفِيْهِ اخْتِلاَفٌ ﴾ شامی جلد ثالث صفحہ 393,394

ترجمہ : خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص کلمہ کفر زبان پر لائے اگر چہ ہزل ومزاح اور لہو ولعب کے انداز میں ہی ہو تو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور خانیہ کی تصریح کے مطابق اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے اور جس کی زبان سے کلمات کفریہ کا صدور ہو مگر خطا یا اکراہ کی صورت میں تو وہ بالا تفاق کافر نہیں ہوگا اور جس شخص نے عمداوہ کفریہ کلمات زبان سے ادا کیے اور ان کا کفر ہونا اسے معلوم ہے تو وہ بھی بالا تفاق کافر ہو گیا اور جس شخص نے کلمات کفر زبان پر بالا ختیار بلا جبر واکراہ جاری کیے مگر اس کو ان کا کفر ہونا معلوم نہیں تو اس کے کافر ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

2. ﴿مَنْ هَزَلَ بِلَفْظِ كُفْرٍ ارْتَدَّ وَاِنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ لِلْاِسْتِخْفَافِ فَهُوَ كَكُفْرِ الْعِنَادِ﴾

در مختار مع رد المحتار جلد ثالث صفحہ392

ترجمہ: جس نے بطور ہزل بلا ارادہ معنی لفظ کفر زبان سے ادا کیا اگر چہ اس امر کا اعتقاد نہ بھی رکھتا ہو وہ بوجہ استخفاف اور بے پرواہی کے کافر ہو جائے گا یہ کفر کفر عناد کی مانند ہو گا (جیسے ان کفار کا کفر جو دل سے صداقت نبوی اور حقانیت اسلام کو تسلیم کرتے تھے بوجہ بغض و عناد زبانی انکار کرتے تھے)

3. ﴿اِنَّ مَنْ سَبَّ اَوِ انْتَقَصَهٗ بِاَنْ وَضَعَهٗ بِمَا يُعَدُّ نَقْصًا عُرْفًا قُتِلَ بِالْاِجْمَاعِ﴾

مواہب مع زرقانی جلد خامس صفحہ315

ترجمہ: بے شک جو شخص آنحضرت ﷺ کو سب و شتم کرے یا عیب لگائے بایں طور کہ آپ کو ایسے امور کے ساتھ متصف ٹھہرائے جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہوں تو اس امر پر اجماع ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ قائل نے ارادہ سب و شتم نہ بھی کیا ہو کیونکہ ایسے امور کے صادر ہونے پر کارروائی نہ کی جائے تو بارگاہ نبوی ﷺ کی جلالت و حرمت لوگوں کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی لہذا دنیوی سیاست کا تقاضا باجماع یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا قلبی معاملہ اور اخروی انجام اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے۔

4. ﴿قَالَ حَبِيْبُ ابْنُ الرَّبِيْعِ اِدِّعَاءُ التَّاْوِيْلِ فِيْ لَفْظٍ صَرَاحٍ لَاْ يُقْبَلُ﴾

مواہب مع زرقانی جلد خامس صفحہ316

حبیب ابن ربیع فرماتے ہیں کہ صریح الدلالت لفظ میں تاویل و توجیہ کا دعوی ناقابل قبول و اعتبار ہے ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ کہ صریح الدلالت الفاظ جو بے ادبی و گستاخی پر دلالت کریں ان کا عمداً اور بلا جبر و اکراہ بارگاہ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ یہ الفاظ توہین و تحقیر پر دال ہیں کفر ہے۔ ان میں توجیہ و تاویل کا کوئی جواز نہیں اور اس میں مراد

متکلم نہ ہونے والا عذر قابل قبول نہیں ہے نیز الفاظ میں معانی وضعیہ کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ عرف عام میں ان کا جو مطلب ومفہوم ہوگا اسی پر حکم صادر ہوگا۔ ہاں جبر واکراہ کی صورت میں ان کلمات کے زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوگا لہذا اس موقعہ پر بھی کوئی ایسا شخص یہودی یا نصرانی وغیرہ ذہن میں آجائے جس کا نام محمد یا احمد ہو مگر وہ اس نصرانی کو سب وشتم کرنیکی بجائے رسول اکرم ﷺ کو سب کرے اور عیب جوئی کرے تو قضاء اور دیانۃً کافر ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس نے آنحضرت ﷺ کو عمداً سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے نہ کہ ﴿جبراً و اکراھاً﴾ ملاحظہ ہو عالمگیری جلد دوم ص 283 مطبوعہ ہندوستان، جامع الفصولین جلددوم ص 221

5۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا۔

﴿بِالْجُمْلَةِ مَنْ قَالَ اَوْ فَعَلَ مَا هُوَ كُفْرٌ كَفَرَ بِذَالِكَ وَاِنْ لَمْ يَقْصُدْ اَنْ يَّكُوْنَ كَافِرًا اِذْلَا يَقْصُدُ الْكُفْرَ اَحَدٌ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ الصارم المسلول ص 178

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص نے ایسے قول یا فعل کا ارتکاب کیا جو کہ کفر ہے تو وہ اس قول وفعل کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اگرچہ کافر ہونیکا ارادہ نہ ہو کیونکہ کوئی شخص کفر کا ارادہ نہیں کرتا الا ماشاء اللہ۔ و کذا فی نسیم الریاض شرح شفاء جلد چہارم صفحہ 387،388

کلمات سب وشتم اور الفاظ تحقیر واستخفاف

1۔ ﴿مَنْ قَالَ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ﴾

شرح شفا للتلمسانی حاشیہ جامع الفصولین جلد دوم صفحہ 220

ترجمہ : جو شخص یہ کہے کہ رسول اکرم ﷺ عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوئے تو اسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے

2۔ ﴿لَوْ قَالَ لِشَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ شُعَيْرًا بِالتَّصْغِيْرِ كُفِرَ وَقِيْلَ لَا اِلَّا اَنْ قَالَهُ عَلٰى وَجْهِ الْاِهَانَةِ﴾ عالمگیری جلد دوم صفحہ 282 جامع الفصولین جلد دوم صفحہ 220

ترجمہ: اگر نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کو شعر کے لفظ سے تعبیر کرنے کی بجائے تصغیر سے شعیر کہہ دے تو کافر ہو جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اسے از راہ اہانت وتحقیر شعیر کہے گا تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

3. ﴿مَنْ قَالَ محمد ﷺ درویش بود وجامه پیغمبر ریمناک بود. اَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ طَوِيْلَ الظُّفْرِ قِيْلَ كُفِرَ مُطْلَقًا وَقِيْلَ لَوْ قَالَ عَلٰى وَجْهِ الْاِهَانَةِ﴾

عالمگیری اور جامع الفصولین

ترجمہ: جو شخص کہے کہ محمد عربی ﷺ درویش تھے اور پیغمبر علیہ السلام کا کپڑا میلا کچیلا تھا یا نبی اکرم ﷺ لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقا کافر ہے خواہ بطور اہانت کہے یا نہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ بطور اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہوگا ورنہ نہیں۔

4. ﴿لَوْ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ذَاکَ الرَّجُلُ قَالَ كَذَا وَكَذَا قِيْلَ كُفِرَ﴾

عالمگیری و جامع الفصولین

ترجمہ: اگر نبی کریم ﷺ کے بارے کہے کہ اس شخص نے ایسے کہا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائے گا۔

5. ﴿مَنْ قَالَ اِنَّ رِدَاءَ النَّبِيِّ ﷺ اَوْزِرَّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَام وَسِخٌ اَرَادَبِهٖ عَلَيْهِ قُتِلَ﴾ شفا شریف جلد دوم صفحہ 191

ترجمہ: جو شخص یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

6. ﴿قَالَ بِحُرْمَتِ جَوانکِ عَرَبِی یَعْنِی النَّبِیَّ یُکَفَّرُ﴾

عالمگیری جلد دوم صفحہ283

ترجمہ: کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جوانک عربی کی حرمت وعزت کا واسطہ تو کافر ہو جائے گا(کیونکہ جوانک جوان کی تصغیر ہے جس میں استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے اگرچہ بوجہ توسل ان کی عظمت بھی ظاہر کر رہا ہو۔)

7. ﴿لَوْقَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَدْ عَابَهٗ وَتَنَقَّصَ﴾

مواهب مع زرقانی جلد خامس صفحہ315،نسیم الریاضجلد 4صفحہ 335۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی اکرم ﷺ سے علم میں زائد ہے تو اس شخص نے نبی کریم ﷺ کو عیب لگایا اور آپ میں نقص نکالا (اور عیب لگانا یا نقص نکالنا بالاتفاق کفر ہے لہذا یہ شخص بھی کافر ہو جائے گا۔

8. ﴿قَالَ اِنَّ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَسَجَ الْکِرْبَاسَ فَقَالَ الْاٰخَرُ" پس ماهمه جولاهه بچگان باشیم" کُفِرَ اِذْ اسْتَخَفَّ بِنَبِیِّ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ﴾

ترجمہ: ایک شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا کہ ہم سب جولاہے کی اولاد ٹھہرے تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالی کے نبی کے ساتھ استخفاف واستحقار والا انداز واسلوب اختیار کیا۔ یہ وہ معدودے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبران کرام کی ذوات مقدسہ سے ہے اور ان کو بوجہ استخفاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

اب وہ کلمات ملاحظہ فرمائیں جن کا تعلق کسی پیغمبر کی ذات سے نہیں بلکہ لفظ رسول اور منصب رسالت سے ہے یا سنت نبوی یا آپ کی پسندیدہ چیز سے ہے

9. ﴿لَوْقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَعْنِی "پیغام می برم "کُفِرَ﴾

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور لغوی معنیٰ مراد لے یعنی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا۔ (کیونکہ ظاہر و متبادر معنیٰ منصب رسالت و نبوت پر فائز ہونا ہے لہذا یہ توجیہہ لغو و عبث ہوگی۔

10۔﴿قَالَ رَجُلٌ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُحِبُّ كَذَا مَثَلًا نِ الْقَرْعِ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا لَا اُحِبُّهُ كُفِرَ عِنْدَ اَبِی يُوْسُفَ وَقَالَ بَعْضُ الْمُتَاَخِرِيْنَ لَوْ قَالَهُ عَلٰی وَجْهِ الْاِهَانَةِ وَالَّا لَا﴾

عالمگیری جامع الفصولین

ترجمہ: ایک شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہ توہین کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص وغیرہ بیان کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

11.﴿قَالَ رَجُلٌ كُلَّمَا كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَاْكُلُ يَلْهَسُ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ فَقَالَ الْاٰخَرُ "ایں بے ادبیست" كُفِرَ اِذَا اسْتَخَفَّ بِسُنَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾

عالمگیری صفحہ 283 اور جامع الفصولین صفحہ 221

ترجمہ: ایک شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے تھے اور دوسرا شخص کہے یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا استخفاف کیا اور اس کی تحقیر کی ہے

یہ چند عبارات بطور نمونہ ذکر کی ہیں ورنہ ایسے امور کا حصر و قصر اور احصاء و احاطہ ممکن نہیں جو نگاہ شرع میں موجب توہین و تحقیر اور باعث استخفاف و استحقار ہونے کی وجہ سے کفر و ارتداد ہیں۔ ہر عقل سلیم اور قلب مستقیم کا مالک اپنے محاورات اور عرف کے لحاظ سے با آسانی ان کا تعین کر سکتا ہے۔

تنبیہ

قارئین کرام نے ہماری سابقہ نگارشات سے بارگاہ نبوت ورسالت کی وقعت وعظمت اور اسکی نزاکت کا قدرے اندازہ لگا لیا ہوگا۔آیات واحادیث صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اسلاف کرام کے ارشادات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ بارگاہ نبوت و رسالت میں ادنی گستاخی اور بے نیازی و بے پرواہی بہر حال کفر ہے اور نا قابل معافی جرم۔

لیکن متحدہ ہندوستان میں سب سے پہلے مولوی اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک وہابیت سے متاثر ہو کر اس وادی ضلالت وگمراہی میں قدم رکھا اگر اس کے نظریات میں اس انقلاب اور تاثر کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسی کی کتاب صراط مستقیم کو تقویۃ الایمان کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھیں جو کچھ صراط مستقیم میں عین اسلام وایمان ہے وہی تقویۃ الایمان میں کفرو شرک ہے۔ چنانچہ اسی ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کو اردو زبان میں تبدیل کر کے ہندوستان میں فتنہ وفساد کا بیج بویا۔اور اسی طرح گندی زبان استعمال کی جو نجدی نے استعمال کی تھی اور اہل اسلام وایمان کو سخت مشتعل کر دیا۔اسے خود بھی اس فتنہ وفساد اور نزاع واختلاف کے شروع ہونے کا اندازہ تھا مگر مصلحت اس میں سمجھی کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے

ملاحظہ ہو حکایات اولیاء ص 103,104 مولفہ اشرفعلی صاحب تھانوی۔

''میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود

ٹھیک ہو جائیں گے"۔

اور اس خیال خام پر فی سبیل اللہ فساد کا وہ بیج بویا جو قیام قیامت تک ختم ہونا ممکن نہیں۔

پورے ہندوستان کے اکابر علماء نے اس کتاب سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا اور تقریر و تحریر سے اس کارد بلیغ کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ فضل حق خیر آبادی، شاہ فضل رسول بدایونی اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی وغیرہم اکابر اس کتاب کی اشاعت پر سخت برافروختہ ہوئے اور دہلی، بدایون اور خیر آباد جیسے مراکز علم و فضل سے مؤلف تقویۃ الایمان کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا

لیکن اس کے برعکس صرف دیوبند کی طرف سے اس کو اور اس کے امام محمد بن عبد الوہاب کو پذیرائی نصیب ہوئی اور علمائے دیوبند نے حنفی اور مقلد ہونے کے باوجود اس غیر مقلد کی تقلید کی اور امت مسلمہ میں تفریق و انتشار کا باعث بن گئے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی محمد بن عبدالوہاب کے متعلق رقم طراز ہیں۔

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے

فتاویٰ رشیدیہ ص **235**

"محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا"۔۔۔ ص **237**

مولوی اسمعیل صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں۔

"وہ ولی اللہ اور شہید ہے وہ قطعی جنتی اور مخلص ولی تھے۔ ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔ ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے مولوی اسمعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں

فتاویٰ رشیدیہ ص **41** تا **42** پر یوں لکھا ہے تقویۃ الایمان کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا جو اس کو کافر یا برا جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔ انتھی ملخصاً۔

تقویۃ الایمان کی تعریف و توصیف میں فرمایا!

1۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت واصلاح ایمان کی ہے ص 41

2۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردشرک وبدعت میں لاجواب۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ صفحہ 41,42

3۔ اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے وہ خود کافر ہے یا فاسق بدعتی۔ صفحہ 42

4۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔ صفحہ 44

الغرض دیوبندی مکتب فکر نے اس کتاب کو سینے سے لگایا اور اس کے مؤلف کو آسمان پر چڑھایا اور آہستہ آہستہ خود بھی وہی زبان استعمال کرنے لگے جو ان کے اس مقتدا و پیشوا نے استعمال کی تھی جیسا کہ عنقریب وہ دلخراش عبارات ذکر کر کے ان کی اور ان کے روحانی پیشوا کی باطنی کیفیت ظاہر کی جائے گی۔

مگر ان عبارات سے قبل یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے دوران درس تو حنفیت اور سنیت کا لبادہ اوڑھے رکھا اور جمہور اہل اسلام کے ہمنوا رہے بلکہ مسلک اہل سنت کے داعی اور مبلغ نظر آتے رہے لیکن ایک مخصوص حلقہ میں تقویت الایمانی اسلام اور مذھب پروان چڑھاتے رہے اور مختلف رسائل اور فتاوی میں اندرونی کیفیت کا اظہار بھی کرتے رہے اس لئے ان کے حلقہ درس میں آنے والے بعض انتہائی متشدد نظر آتے ہیں جیسے مولوی حسین علی صاحب واں بھچری اور ان کے متبعین کشمیری اور بعض خالصتاً سنی بریلوی جیسے حضرت مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی اور مولانا سلطان اعظم چھچھ شریف اور بعض درمیانہ رو جیسے مولانا انور شاہ صاحب۔

بہر کیف ان کا قلبی معاملہ منظر عام پر آتے آتے کافی وقت صرف ہو گیا کیونکہ ان اردو

رسائل کو پڑھنے کی علماء کرام کو نہ ضرورت تھی اور نہ ہی فرصت اور نہ ہی وہ فتاوی وغیرہ مطبوعہ شکل میں ان کے سامنے آئے۔ اسی لئے بعض اکابر نے ان کے ساتھ حسن ظن سے کام لیا ہے تو وہ معذور سمجھے جائیں گے۔

اللہ تعالی حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کا بھلا کرے انہوں نے ان حضرات کے رسائل اور فتاوی کا مشاہدہ کر کے اور ان کے غلط نظریات اور بارگاہ رسالت مآب علیہ افضل الصلوات میں جسارت آمیز اور گستاخانہ کلمات کی نشاندہی فرمائی اور حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور مولانا فضل حق خیر آبادی کے مشن کی تکمیل فرمائی انہوں نے تقریر و تحریر کے میدان میں مولوی اسماعیل کا ناطقہ بند فرمایا تھا اور انہوں نے ان اہل دیوبند کا۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

آج تک اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات زیر بحث رہیں اور ان کے ممدوح و مخدوم جناب اسماعیل صاحب کی عبارات۔ ان میں سے کسی نے یہ جرأت نہ کی کہ اہل سنت کو گستاخ ہونے کا طعنہ دے سکیں لیکن جھنگ کے مولوی حق نواز نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ دراصل سنی بریلوی گستاخ ہیں ہم تو قطعاً گستاخ و بے ادب نہیں ہیں حالانکہ اہل سنت کا بنیادی جھگڑا ہی علمائے دیوبند سے یہی تھا اور ان پر حنفیت اور سنیت کے دعوی کے باوجود غیظ و غضب اور ان سے نفرت و بیزاری صرف اور صرف گستاخانہ انداز تحریر کی وجہ سے ہی تھی تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ خود علمائے اہل سنت اس امر قبیح اور فعل شنیع کا ارتکاب کرتے۔ الغرض مولوی صاحب اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اکابر اہل سنت علی الخصوص مولانا فضل رسول بدایونی شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی حضرت پیر مہر علی شاہ دامت فیوضہم القدسیہ امام اہل سنت حضرت مولانا احمد

رضا خانصاحب بریلوی۔ حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔ حضرت مولانا امجد علی خانصاحب حضرت مولانا ظفرالدین صاحب بہاری حضرت علامہ مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی وغیرہم کی کوئی عبارت پیش نہ کرسکے۔

جو عبارات پیش کی گئیں وہ بھی محض اپنی حاشیہ آرائی سے گستاخانہ بنانے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ ورنہ دراصل عبارات میں کوئی ایسا صریح یا ضمنی مضمون ومفہوم نہ تھا جیسے کہ مناظرہ کی تفصیلات سے ناظرین کو اندازہ ہوجائے گا۔

حرف آخر

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی گستاخی کرنے والوں کے متعلق ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ وہ کافر ہیں خواہ کسی بھی مذہب ومسلک سے ہوں اور یہاں اپنے اور پرائے کا مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جو گستاخ ہے اس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ اس کے ساتھ کسی ربط وتعلق کے روادار ہیں غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ''الحق المبین'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے فعل سے التزام کرے تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی۔ نیچری ہو یا مودودیہ اور مسلم لیگی ہو یا کانگرسی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے

بلکہ خود امام اہل سنت حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ہاں ہاں اللہ اور رسول کی شان میں جو شخص گستاخی کرے گا اسے کافر ضرور کہا جائے گا

کسے باشد۔

ملفوظ حصہ دوم صفحہ 55

جن علمائے دیوبند کی عبارات سے یہ سلسلہ اختلاف ونزاع شروع ہوا اور اہل سنت دیوبندیت و بریلویت میں منقسم ہوئے تو اس کا صرف اور صرف یہی سبب تھا کہ امام احمد رضا نے ان عبارات کو گستاخانہ سمجھا اور ہر ممکن طریقہ پر ان علماء کو توبہ کی ترغیب دلائی اور جب ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے توبہ واستغفار اور رجوع الی الحق ناممکن نظر آیا تو کفر کا فتوی دیا اور وہ اس فتوی میں منفرد نہیں بلکہ علمائے عرب وعجم نے ان سے مکمل اتفاق کیا جیسے کہ حسام الحرمین کی تصریحات وتقریظات سے ظاہر ہے۔

بلکہ اس حقیقت کو علمائے دیوبند بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے کہ جب فاضل بریلوی نے ان عبارات میں گستاخی و بے ادبی محسوس کی تو ان پر لازم تھا کہ ان کے مؤلفین وقائلین پر کفر کا فتوی دیتے

مولوی مرتضی حسن صاحب اشد العذاب صفحہ 13 پر فرماتے ہیں۔

اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔

لہذا علمائے دیوبند سے یہی اپیل ہے کہ وہ اپنے اور پرائے کی تفریق سے بالاتر ہو کر ان مضامین پر غور کریں اور قبول حق میں کسی قسم کا تأمل وتردد کو روانہ رکھیں اور خواہ مخواہ حضرات بریلوی کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائیں۔

فیصلہ کن اقدام

اگر علمائے دیو بند مناسب سمجھیں تو ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ کے غیر جانبدار جج صاحبان کا فل بنچ بطور ثالث مقرر کرلیا جائے اور جس فریق کی بھی عبارت قابل اعتراض نظر آئے اسکو ﴿بمع مالھا وما علیھا﴾ ان کے سامنے بیان کر کے فیصلہ کرالیا جائے اور حکومت وقت کو اس فیصلہ کے نفاذ کا مکمل اختیار دیا جائے ہم اہل سنت بریلوی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس فیصلہ کن اقدام کے لئے تیار ہیں کیا علمائے دیو بند بھی اس کار خیر کے لئے تیار ہو سکتے ہیں تاکہ یہ سلسلہ اختلاف ونزاع ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور ملت کا شیرازہ بکھرنے کا مکمل سد باب ہو سکے۔

مدت سے اس کار خیر کی دعوت کے قبول ہونے کا انتظار ہے۔ ہے کوئی سعادت مند دیو بندی جو اس دعوت کو شرف قبولیت بخشے اور امت کی بھلائی کا سامان کرے اور انہیں اس اختلاف ونزع اور جنگ وجدل سے بچائے۔

بنگلہ نول والا نزد جھنگ میں ہونے والے تاریخی مناظرہ کی مکمل کارروائی

صدر منصف جناب تقی الدین انجم صاحب کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حضرات گرامی! میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس مناظرہ میں منصف کے فرائض سرانجام دینے کے لئے میرا نام بھی منتخب کیا گیا ہے میں ایک لحاظ سے تو اس کو اپنے لئے باعث رحمت سمجھتا ہوں کہ جانبین نے مجھ پر اعتماد کیا لیکن اس کو ایک لحاظ سے بہت بڑی آزمائش بھی سمجھتا ہوں اور جب سے یہ مسئلہ میرے سامنے آیا ہے تو اس کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ میرے کسی گوشہ خیال میں کوئی تعصب، کوئی پاسداری، کوئی طرفداری یا اس قسم کا خیال نہ آنے پائے اور تو مجھے ہدایت اور توفیق عطا فرما کہ میں اپنے ذہن اور ضمیر کی روشنی اور پوری صفائی قلب کے ساتھ اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونے کی حیثیت سے صحیح فیصلے کا اعلان کر سکوں۔

یہ میں نے گزارش کی ہے ویسے میں اپنا ذاتی بیان مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔ کہ ملت اسلامیہ قرآن وسنت تمام چیزوں کا لب لباب نکالا جائے تو ہمیں اتحاد اور فکر کا اتحاد اور عمل کا اتحاد اسلام نے سکھایا انتشار اور افتراق ہمارا فیصلہ اور شیوہ نہیں لیکن کبھی کبھی چونکہ ہم انسان ہیں ہماری کمزوری کی وجہ سے ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ جانبین میں یا بعض افراد میں کچھ غلط

فہمیاں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ ایک ایسا دعویٰ پیش کر دیتے ہیں کہ جو متنازعہ فیہ ہو جاتا ہے لہذا یا اللہ تعالیٰ اگر یہ ہم سے خلوص نیت سے ہوا ہے تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور اگر ہم نے اس کو اپنے ذہنوں میں فساد فی الارض کے لئے پیدا کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی غلطیوں کا سر عام کھلے دل سے اعتراف کر سکیں۔

حضرات گرامی!

اس معاملہ میں آج جو مناظرہ ہے۔ بڑے بڑے علماء یہاں موجود ہیں۔ اور میں نے اپنی ساری زندگی بحیثیت ایک ٹیچر گزاری ہے اور دینی علم کا کوئی اتنا بڑا ذخیرہ میرے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس اتنی معلومات ہیں جتنی آپ حضرات کو ہونگی لیکن تجزیہ (Analeses) کی کیفیت کو اپنے ذہن میں رکھوں گا۔ آپ کے استدلال دیکھوں گا۔ شرائط آپ کے درمیان طے ہو چکی ہیں وہ میرے سامنے بھی موجود ہونگی اور ان کے مطابق ہم تمام حضرات مل کر فیصلہ کر لیں گے اور ان شاء اللہ آپ اس بات کا یقین رکھیے کہ ظاہری طور پر تو ہمیں یہ فیصلہ آپ کے روبرو سنانا ہے لیکن درحقیقت ہم یہ فیصلہ اللہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو دلوں کے خیال کی باریک سے باریک لہر کو بھی جانتا ہے جو لطیف و خبیر ہے جبکہ خبر کی انتہائی لطافت انسانی ذہن میں نہیں آسکتی لہذا ہم اس اللہ سے کہیں فرار نہیں کر سکتے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو شرائط فریقین میں طے ہوئی ہیں ان کی پابندی کی جائے گی اور نہایت خلوص کے ساتھ علمی اور ادبی گفتگو کے ساتھ یہاں پر تحقیق ہو گی اور کوئی ایسی بات نہیں ہو گی جس سے دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو اور اگر اس قسم کی بات کسی سے بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے تو میں اپنی رائے کے طور پر ایک بات اور عرض کر دوں کہ میں آپ حضرات علماء کرام سے متعارف نہیں ہوں نہ آپ سے اور نہ ان سے لیکن میں جس کو بھی کہوں گا آپ یہاں پر خاموش رہیے یا اس چیز

کوڈراپ کردیجیے گایااس کوروک دیجیے یہ استدلال سے باہر ہے یا خارج عن البحث ہے وہ اسے محسوس نہ فرمائے۔ بہرحال اس چیز کا برملا اظہار کردوں گا۔

مولوی منظور احمد چنیوٹی:۔

انجم صاحب کی تقریر کے بعد علمائے دیوبند کی طرف سے مولوی منظور احمد چنیوٹی جو کہ دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے صدر مناظرہ بھی تھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں منظور احمد چنیوٹی مناظرہ کا آغاز کرانے سے پہلے شرائط ایک دفعہ پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ فریقین شرائط کو سن لیں اور منصفین حضرات کے سامنے بھی شرائط موجود ہیں۔

صدر مناظرہ کا صرف اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مناظرین سے شرائط کی پابندی کرائے اور انتظام کو بحال رکھے اگر فریق مخالف کا مناظر خلاف ورزی کررہا ہوتو اس کی نشاندہی کرے گا اور منصفین حضرات اس کے مطابق اس کو ہدایت کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آج مورخہ 6.8.1979۔ بوقت 12 بجکر 45 منٹ شب بمقام مکان محمد یوسف صاحب چشتی واقعہ محلہ پپلانوالہ جھنگ صدر مابین فریقین درج ذیل امور برائے مناظرہ طے ہوئے۔

موضوع مناظرہ:۔

دیوبندی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علماء بریلی کی عبارات جوان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیا پر مبنی ہیں جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے دیوبند کی عبارات جوان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔

طریق کار:۔

1۔مناظرہ کا کل وقت آٹھ گھنٹے ہو گا جس میں دو گھنٹے کا وقفہ ہو گا یہ وقفہ پہلے چار گھنٹے کے بعد ہو گا طریق کار یہ ہو گا کہ دیوبندی مناظر اپنی گفتگو سے مناظرے کا آغاز کرے گا اور پہلے دس منٹ میں دیوبندی مناظر موضوع مناظرہ کے مطابق اپنے موقف کو بیان کرے گا اور اگلے دس منٹ میں بریلوی مناظر اس کا رد کرے گا اور ان عبارات کی صفائی دے گا یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہے گا۔

2۔دوسرے گھنٹہ میں بریلوی مناظر دیوبندی مکتب کی عبارات پیش کرے گا اور اپنا موقف موضوع مناظرہ کے مطابق ثابت کرے گا جبکہ دیوبندی مناظر ان کا رد کرے گا اور ان کی صفائی پیش کرے گا یہ سلسلہ بھی دس دس منٹ کی تقسیم کے مطابق ایک گھنٹہ جاری رہے گا یہ ترتیب بقایا وقت مناظرہ میں بھی اسی طرح جاری رہے گی۔

3۔ہر دو فریق کے صدر مناظرہ کو دوران مناظرہ نظم ونسق خراب کرنے والے شخص کو باہر نکال دینے کا حق ہو گا

4۔اگر ایک مناظر کی گفتگو کے دوران دوسرا مناظر دخل اندازی کرے گا تو منصفین مناظرہ اسے ایک مرتبہ تنبیہ کریں گے اور اگر وہ اس کے باوجود باز نہ آئے تو منصفین اس کی شکست کا اعلان کر دیں گے۔

(یہ نہایت اہم شق ہے کہ کوئی مناظر جب اپنا بیان کر رہا ہے تو اس وقت دوسرے مناظر کو بولنے کا حق نہیں ہے اور اگر وہ دخل اندازی کرے تو ایک بار تنبیہ کے بعد اس کی شکست کا اعلان ہو گا)

5۔مقام مناظرہ:۔

جو یہاں مرقوم ہے وہ تبدیل ہو کر انتظامیہ کے حکم کے مطابق ریسٹ ہاؤس بنگلہ نول والا ہو گیا ہے۔

6۔وقت مناظرہ اور تاریخ مناظرہ:۔

مناظرہ متذکرہ 27,8,79 بروز سوموار بوقت 8 بجے صبح شروع ہو جائیگا لیکن چونکہ انتظامی امور کی وجہ سے تاخیر ہو گئی ہے لہذا اب مناظرہ شروع کرنے کا وقت نئے سرے سے متعین ہو گا یعنی عملاً جس وقت شروع ہو گا وہی وقت آغاز قرار پائے گا۔

7۔ منصفین مناظرہ:۔

درج ذیل افراد متفقہ طور پر منصفین قرار دیئے گئے ہیں یہ پہلے کچھ اور حضرات لکھے ہوئے تھے اس کے بعد کچھ ترمیم ہو کر منصفین کی ایک فہرست اور آ گئی ہے جو اس وقت آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں میں بھی ان حضرات سے واقف نہیں بہر حال متفقہ طور پر فریقین نے ان تین حضرات کو منصف قرار دیا ہے اور صدر منصفین نے اپنا بیان بھی فرما دیا ہے۔

1۔ پروفیسر تقی الدین صاحب انجم — صدر منصفین

2۔ جناب منظور حسین خان صاحب — ایڈووکیٹ

3۔ جناب ماسٹر غلام باری صاحب

8۔صدر مناظرہ:۔

دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے صدر مناظرہ منظور احمد چنیوٹی اور بریلوی مکتب فکر کی

طرف سے علامہ مولانا عبدالرشید صاحب رضوی جھنگوی ہوں گے۔

9۔ ہر دو فریق کے صدر مناظرہ حسب ضرورت اپنے اپنے مناظر کو مشورہ دے سکیں گے تعداد معاونین مناظرہ ہر دو فریق چار چار تک رکھنے کی اجازت ہوگی اور چار چار موجود ہیں ہر دو فریقین کے صدر مناظرہ مخالف فریق کے مناظر کی عبارت یا ترجمہ کی غلطی کی نشاندہی کرنے کے مجاز ہوں گے۔

10۔ دیوبندی مناظر مولوی حق نواز ہوں گے جبکہ بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی ہوں گے۔

11۔ تعداد سامعین: اس میں بھی تعداد سامعین کے فیصلہ کے مطابق کمی کر دی گئی ہے پچاس پچاس افراد کی بجائے پچیس پچیس افراد ہوں گے۔

12۔ ہر مناظر منصفین کے فیصلہ کے مطابق بصورت شکست اپنی شکست کا اعلان نماز جمعہ میں برملا کرے گا۔

13۔ ہر دو فریقین کے مناظرین میں سے جو بھی مندرجہ بالا شرائط میں کسی ایک سے بھی انحراف کرے گا تو درج ذیل افراد اس کی شکست کا برملا اعلان کریں گے اور اگر چاہیں تو اسے تحریری صورت میں شائع کیا جاسکے گا۔

1 شیخ محمد فاروق صاحب	ایڈووکیٹ	
2 حاجی اللہ دسایا صاحب	صدر انتظامیہ	دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے
3. جی ایم نظامی صاحب	ایڈووکیٹ	
4 ملک محمد اقبال صاحب	سیکرٹری	

1 محمد طاہر القادری صاحب ایڈووکیٹ

2 شیخ محمد وارث صاحب صدر انتظامیہ بریلوی مکتب فکر کی طرف سے

3 قاری محمد طیب صاحب

4 منظور اکبر حیدری صاحب

یہ شرائط ہیں اور اس کے مطابق اب مناظرہ شروع ہوگا حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایک تلخ سا موضوع ہے اور دونوں ہی فریق اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کی گستاخی سلب ایمان اور کفر کا موجب ہے۔ایک دوسرے کا الزام یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ان کی طرف سے گستاخی ہے اور وہ کہتے ہیں ان کی طرف سے گستاخی ہے تو یہ ایک ناخوشگوار سا موضوع ہے لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر دونوں فریق میں سے ایک کو غلط فہمی ہے تو وہ دور ہو جائے اور دونوں اس دعوے میں کہ ہم حضور سے محبت رکھتے ہیں اور حضور کی گستاخی کو ہم کفر اور خروج عن الاسلام سمجھتے ہیں تو ممکن ہے کہ غلط فہمی دور ہو کر آپس کے اندر اتفاق و اتحاد کہ جس کی اس وقت ملک کو اشد ضرورت ہے کر لیں ملک کے موجودہ حالات درحقیقت ایسے مناظروں کے متقاضی نہ تھے لیکن یہ ایک مجبوری امر سمجھئے کہ بہر حال ہمارے ضلع کے اندر ایک تلخ سا موضوع شروع ہوا اللہ کرے کہ یہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے۔

پروفیسر تقی الدین صاحب انجم :۔

انجم صاحب نے کہا کہ جناب دوران مناظرہ اگر کوئی مناظر ایسی زبان استعمال کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دل آزاری کا باعث ہو جائے تو آپ ہمیں قانون بتائیں کہ کیا منصفین کو اختیار ہے کہ اسے خاموش کرائیں۔

مولوی منظور احمد نے کہا یہ تو جو صدر اور منصفین حضرات ہیں وہ نظم ونسق خراب کرنے والے شخص کو باہر نکال دینے کے مجاز ہوں گے اور اگر کوئی مناظر دوسرے مناظر کی تقریر کے دوران دخل اندازی کرے گا تو منصفین مناظرہ ایک بار اسے تنبیہ کریں گے اور اگر وہ باز نہ آئے تو منصفین مناظرہ اس کی شکست کا اعلان کر دیں گے۔

انجم صاحب :۔

یہی چیز باعث جھگڑا بن جاتی ہے کہ حقیقی موضوع سے ہٹ کر ذاتی عناد آجاتا ہے اور معاملہ بجائے فیصل ہونے کے بہت دور تک چلا جاتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں اور ہم سب کے مفاد میں یہ بات ہے کہ ہم ایسی گفتگو سے حتی الامکان پرہیز کریں اور اگر جوش میں آکر کہیں ایسے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں تو کم از کم منصفین کی التجا کو ملحوظ رکھا جائے۔

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب :۔

جو دلائل پیش کئے جائیں گے اور جو عبارات پیش کی جائیں گی ان پر دلائل کی قوت جتنی ہو استعمال کریں لیکن ان کو ایسے الفاظ سے بیان نہ کریں جن سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو۔

انجم صاحب :۔

مثال کے طور پر ہم کسی کی عبارت پیش کرتے وقت کہتے ہیں کہ وہ ایسا تھا اب یہاں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے لئے خواہ وہ اچھا ہو یا برا اس کی عزت کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کر لیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مولوی حق نواز:۔

آپ کے پاس گھڑی ہوگی ٹائم دیکھ لیں اتنے میں کسی نے کہا کہ حلف غیر جانبداری منصفین سے تو لے لیا جائے تو منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ شرائط میں نہیں ہے کہ منصفین سے غیر جانبداری کا حلف ہوگا۔

منظور خانصاحب ایڈووکیٹ:۔

اگر حلف نامہ کی کوئی مخصوص عبارت ہے تو آپ ہمیں دے دیں وہی سنا دیتے ہیں۔

منظور احمد صاحب چنیوٹی:۔

یہاں تو اس میں کوئی عبارت نہیں ہے۔

مولانا عبدالرشید صاحب رضوی:۔

اگر ان کو منصف ہی قرار دیا گیا ہے تو پھر حلف لینے کی کیا ضرورت ہے۔

انجم صاحب:۔

حضرات میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ دراصل خدا کے ہاں دینا ہے، ہم جو کچھ فیصلہ کریں گے ہمیں خدا کے روبرو ہی فیصلہ دینا ہوگا اور اس فیصلہ میں کسی قسم کی طرفداری، تعصب اور جانبداری نہیں ہوگی اور ہماری زبان و قلم سے جو کچھ نکلے گا وہ حق ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالی

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب:۔

ہمیں کوئی شک نہیں ہے جب کہ ہم نے منظور کر لیا ہے کہ ہم ان کا فیصلہ مان لیں گے تو

اب ان پر ایک شرط عائد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی:۔

ٹھیک ہے جی ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے اور ساتھ ہی اپنے مناظر کو تقریر شروع کرنے کے لئے کہا۔

دیوبندی مناظر مولانا حق نواز صاحب

﴿نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ﴾

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ.

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

﴿یٰآَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْالَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.﴾

قابل صد احترام جج صاحبان اور صدر اجلاس۔ دنیائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کے کسی بھی سچے پیغمبر کی توہین کرنے والا اس پیغمبر کا امتی شمار نہیں ہوتا اور اسی طرح عالم اسلام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جتنے اللہ رب العزت کے سچے نبی اور رسول ہیں ان پر ایمان لانا ان کی عزت اور ان کا احترام کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! آج کے اس مناظرہ میں جس کے شرائط آپ نے سن لئے ہیں میرے ذمہ یہ بات لگائی گئی ہے اور میرا یہ دعوی ہے کہ علمائے بریلی اپنی تحریرات میں سرور دو عالم سمیت دیگر بعض انبیاء کی گستاخی کا ارتکاب فرما چکے ہیں چنانچہ اس ثبوت کے لئے

میں مولانا احمد یار خانصاحب گجراتی کی کتاب المعروف ''جاء الحق'' پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں وہ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں اعتراض یہ ہوا کہ قرآن میں آتا ہے کہ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ اور آپ حضرات مثلیت کے قائل نہیں اس اعتراض کا جواب کیا ہے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مفتی احمد یار خانصاحب جاء الحق صفحہ نمبر 175 (دوسرا باب بحث مسئلہ بشریت پر اعتراضات کے بیان میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے یہ فرمایا گیا ﴿ایکم مثلی﴾ میرا اس پر اعتراض یہ ہے کہ کائنات میں آج تک سرور دو عالم سے زیادہ سچا کوئی نہیں آیا سچے اور بھی بہت ہیں انبیاء سب سچے ہیں جیسے جیسے انبیاء میں درجات کا فرق ہے آپ سے زیادہ سچا آج تک ماں نے نہیں جنا اور آپ نے پتھر کھائے تلواروں کے سائے میں آپ نے سچ کہا ہر وقت آپ کی زبان سے سچ نکلتا رہا اور یہی ایک صادق مصدوق پیغمبر کی شان اور عزت ہو سکتی ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے اس تحریر میں معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد آپ ﷺ کو دھوکے باز ثابت کیا ہے آپ ﷺ مسلمانوں سے اور الفاظ میں خطاب فرما رہے ہیں اور کفار کو اور الفاظ سے کفار کو فرماتے کہ میں تمہاری جنس سے ہوں میرے قریب آجاؤ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم سے کوئی میری مثل نہیں معاذ اللہ پیغمبر کی دو زبانیں اور دوغلی پالیسی بتائی گئی ہے کہ آپ نے کفار سے کچھ کہا اور مسلمانوں سے کچھ پھر اس عبارت میں یہ مثال کہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ امام الانبیاء کی عظمت کے اور زیادہ خلاف بنا رہی ہے دنیا جانتی ہے

کہ شکاری جب کوئی بٹیر پکڑنے کے لئے جاتا ہے تو وہ بٹیرے جیسی آواز بناتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ خود بٹیرا نہیں بلکہ وہ شکار کو دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ شکار سمجھے کہ وہ میری جنس ہے حالانکہ وہ اس کی جنس نہیں ہوتا اور وہ یہ سمجھ کر کہ مجھے میری جنس آواز دے رہی ہے بھاگ کے آتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے اس طرح وہ اس کو شکار کر لیتا ہے گویا شکاری کی مثال دے کر یہ بتلایا گیا ہے کہ آنخضرت ﷺ نے کفار کو ابتدأنہ بتلایا کہ میں کس جنس سے ہوں اور میری حقیقت کیا ہے بلکہ کہا کہ میں تمہاری جنس سے ہوں واقعہ اس کے خلاف تھا واقعۃً آپ انسان اور بشر نہیں تھے یہ محض کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہا چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے نہیں ہو سکتا یعنی کفار کے لئے آپ نے یہ خطاب کیا ہے ہم مسلمانوں سے یہ خطاب نہیں ہو سکتا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میرا یہ دعوی ہے کہ اس عبارت میں معاذ اللہ آنخضرت ﷺ کو دھوکے باز اور جھوٹ بولنے والا ثابت کیا ہے۔ اور معاذ اللہ آپ کفار کو اپنے معجزات کے ساتھ اپنے اخلاق و تقدس کے ساتھ اپنی طرف مائل نہ کر سکے بلکہ آپ کو ایسا طریقہ استعمال کرنا پڑا جو ایک عام شریف آدمی کے تقدس کے بھی خلاف ہے پیغمبر کو در کنار بلکہ وہ پیغمبر جسے تو سر تاج الانبیاء فخر الرسل۔ خاتم النبین۔ سلطان الرسل جیسے مقامات اور شرف حاصل ہیں اس ذات گرامی کی طرف یہ بات منسوب کر دی جائے کہ آنخضرت کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اور اسلام میں لانے کے لئے فرماتے تھے کہ میں بشر ہوں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ جیسا کہ شکاری شکار کرنے کے لئے ایسا کرتا ہے میرا اس پر یہی الزام اور اعتراض ہے کہ اس عبارت میں فخر دو عالم ﷺ کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے امام الانبیاء کو دھوکے باز ثابت کیا گیا ہے اور آپ کو شکاری اور دھوکے باز سے تشبیہ 1 دے کر آپ کے اور آپ کے تقدس کے خلاف بات کی گئی ہے اور اس

اردو عبارت میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

جناب منظور خان صاحب ایڈووکیٹ:۔

عبارت ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔ چنانچہ مولانا حق نواز صاحب نے دوبارہ اس عبارت کو اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے لیکر اَيُّكُمْ مِثْلِىْ تک پڑھ دیا۔

منصفین نے کہا کہ ابھی آپ کے دو تین منٹ باقی ہیں کچھ اور بیان کرلیں چنانچہ مولانا صاحب دوبارہ یوں گویا ہوئے اس موضوع کے سلسلہ میں میرا دوسرا اعتراض مفتی صاحب پر ہی ہے وہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 91 پر قرآن حکیم کی ایک اور آیت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں آیت یہ ہے۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ﴾

حاشیہ 1 شکاریوں کی بالعموم عادت یہی ہوتی ہے کہ وہ شکار جیسا آواز نکالتے ہیں اور بقول مولانا صاحب دھوکہ ہے اور شکاری دھوکہ باز ہیں تو آیا مولانا صاحب اس کی وضاحت فرما سکیں گے کہ دھوکہ دینا شرعا حرام ہے تو کیا اس فعل کی وجہ سے سارے شکاری فعل حرام کے مرتکب ہو کر فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور ان کی شہادت وغیرہ مردود ہو جائے گی یا نہیں اگر وہ فاسق و فاجر بھی نہ بنیں اور ان کی شہادت وغیرہ بھی شرعا مردود نہ ٹھہرے تو انکو دھوکے باز اور انکے اس فعل کو دھوکہ قرار دینے کی شرعا کوئی حیثیت نہیں لہذا یہ سب بیہودہ اور لغو بحث ہوئی۔

اس آیت پر اعتراض ہوا کہ اس میں آنحضرت فرما رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں اور آپ کا عقیدہ ہے کہ آپ مختار کل ہیں اور یہ آیت اس کے خلاف بن جاتی ہے۔ مفتی صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ "لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو اور چوروں کو خزانے نہیں بتائے جاتے تم شیطان کی طرح اسرار کی چوری نہ کرلو۔

میرے واجب الاحترام بزرگو اس میں بھی میرا یہی اعتراض ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خزانے بچانے کے لئے کفار سے معاذ اللہ جھوٹ بولا خزانے تو تھے لیکن فرمایا کہ میرے پاس نہیں ہیں تاکہ کفار چوری کر کے نہ لے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پیغمبر کی عظمت کے خلاف ہے کہ وہ خزائن کی حفاظت کے لئے خلاف واقعہ بات کہے مجھے بار بار لفظ جھوٹ کہتے ہوئے زبان لرزتی ہے اللہ معاف کرے مجھے مجبوراً ان تحریروں سے پردہ اٹھانا پڑا ایسی بات پیغمبر کی عظمت کے سراسر خلاف ہے کہ امام الانبیاء جیسی ذات گرامی جس نے بدر واحد کی جنگ میں تلواروں کے سائے میں کلمہ حق کہا اسے یہ ثابت کیا جائے کہ انہوں نے اپنے خزانے بچانے کے لئے کفار سے یہ کہا میرے پاس خزانے نہیں یعنی تھے تو سہی لیکن چوری کے ڈر سے کہہ دیا کہ میرے پاس خزانے نہیں اس عبارت میں بھی بعینہ اس عبارت کی طرح آپ کے تقدس کے خلاف بات کہی گئی ہے اور آپ کو جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور آپ کو کفار کے ساتھ اس قسم کی کارروائیوں میں کہ آپ ان کو دھوکہ دیکر اس قسم کی تبلیغ کیا کرتے تھے ثابت کیا گیا ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی

﴿نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ !﴾

﴿فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ﴾

حضرات گرامی ! آپ نے میرے مدمقابل فاضل گرامی کے ارشادات سنے۔ انہوں نے ہمارے مسلک کے ایک عالم کی عبارت پر اعتراض فرمایا۔ پہلا اعتراض اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں ہے کہ ﴿اِنَّمَا اَنَابَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ میں کفار کے ساتھ خطاب قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان سے مختلف تھے اور یہ ایک دوغلی پالیسی ہے۔ میں اس میں اپنے فاضل مناظر سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد ﴿اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ کے ساتھ ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کا یہی ارشاد کہ ﴿اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ﴾ موجود ہے کہ نہیں ہے۔

تفصیلی روایت عرض کر دوں جب رسول اکرم ﷺ نے صوم وصال یعنی مسلسل روزہ رکھنا شروع کیا تو صحابہ نے بھی آپ کی اتباع کے شوق میں مسلسل روزہ رکھنا شروع کر لیا۔ لیکن وہ اسکی قوت نہیں رکھتے تھے۔ جب ان کی قوتیں جواب دے گئیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿مَالَکُمْ ؟﴾ اے صحابہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟۔ انہوں نے عرض کی ﴿رَاَیْنَاکَ تُوَاصِلُ فَوَاصَلْنَا﴾ ہم نے آپ کو صوم وصال رکھتے دیکھا ہے تو ہم نے بھی صوم وصال رکھ لیا ہے۔ اس

لیے ہماری قوتیں جواب دے گئی ہیں اور ہم کمزور ہو گئے ہیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے اس اتباع کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اس موقعہ پر بخاری شریف کے اندر مختلف قسم کے الفاظ موجود ہیں ﴿لٰكِنِي لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ﴾ کہ میں تم میں سے کسی اک کی مانند نہیں ﴿لَسْتُمْ مِثْلِيْ اور لَسْتُ مِثْلَكُمْ﴾ یہ سب الفاظ بخاری شریف میں موجود ہیں ایسی صورت میں اگر یہ دوغلی پالیسی ہے کہ کفار کو ﴿مِثْلُكُمْ﴾ کہا جائے حالانکہ آپ ان کی جنس سے نہ ہوں تو فاضل مناظر ہمیں یہ بتائیں کہ قرآن کی وہ آیت قل کے ساتھ شروع ہوتی ہے جو کلام مصطفے ﷺ کے حکم میں ہے اور یہ حدیث بھی خود ارشاد مصطفے علیہ الصلوۃ والسلام ہے اور بخاری شریف اور مسلم شریف کے اندر متفق علیہ طور پر موجود ہے جس کی صحت سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

پھر بقول مناظر صاحب دوغلا پن خود نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے لازم آئے گا یا نہیں؟

رہی یہ بات کہ آپ نعوذ باللہ دھوکہ باز ہیں منصفین حضرات کو اگر مفتی احمد یار خاں صاحب کی عبارت میں یہ الفاظ نظر آ جائیں تو ہم ابھی لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اور اگر یہ الفاظ نہیں بلکہ یہ تمہاری حاشیہ آرائی ہے تو تمہاری حاشیہ آرائی یا تمہاری سمجھ کی غلطی کے مفتی صاحب جوابدہ نہیں ہو سکتے اسالیب کلام کے ماہر جانتے ہیں کہ فصل کیا ہوتا ہے وصل کیا ہوتا ہے یہاں بالکل کلام کو الگ کر دیا گیا ہے۔

لہذا اس جگہ سرکار دو عالم ﷺ کو شکاری نہیں کہا گیا بلکہ سرکار دو عالم کے اس منصب کو کہ آپ نے ان لوگوں کو جو جہنم میں گر رہے تھے بچا کر اللہ کی راہ میں چلانا تھا اور اللہ سے واصل کرنا تھا کو واضح کرنے اور سمجھانے کے لئے یہ مثال ذکر کی گئی ہے شکاری شکار کو قابو کرتا ہے تو سرکار نے ان لوگوں کو قابو کیا ہے جو جہنم کے گڑھے میں گر رہے تھے اور سرکار دو عالم ﷺ نے خود

یہ ارشاد فرمایا ہے ﴿اِنِّیْ آخِذٌ بِحُجَزِکُمْ﴾ کہ میری تمہاری کمروں کو پکڑ پکڑ کر جہنم سے پیچھے گھسیٹ رہا ہوں 1۔

میں اپنے فاضل منصف سے اجازت چاہوں گا کہ اگر اس عبارت میں آپ کو گستاخی نظر آتی ہے اور آپ نے اسے گستاخی سمجھ لیا ہے تو ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے میں اس سلسلے میں آپ کے مولانا رشید احمد صاحب کی ایک عبارت پیش کرنا چاہتا ہوں انہوں نے ''تقویۃ الایمان'' کی ایک عبارت ''سب مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے'' کی توضیح و توجیہہ کے لئے ایک مثال نقل فرمائی ہے اگرچہ ''تقویۃ الایمان'' کی اس عبارت میں سرکار دو عالم ﷺ جملہ انبیاء کرام جملہ اولیاء عظام صدیقین اور شہداء آچکے ہیں۔ اور ان کی توہین و تنقیص صراحتاً لازم آرہی ہے مگر مولانا رشید احمد صاحب کے نزدیک یہ عبارت بالکل درست ہے اسکی تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی

حاشیہ 1: ہر ادنیٰ سمجھ رکھنے والا شخص اس حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔ ورنہ جب ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری کو واضح کرنے کے لئے ان کو شیر خدا کہتے ہیں تو کیا کوئی کم بخت خارجی کہہ سکتا ہے اور مولوی صاحب اس کو یہ کہنے کا حق دے کہ شیر کا دم ہوتا ہے پنجے ہوتے ہیں اور چار پاؤں نیز داڑھیں ہوتی ہیں جن سے چیرتا پھاڑتا ہے تو نعوذ باللہ جس شخص نے انہیں شیر کہا اس نے ان کی سخت بے ادبی کی ہے شیر کمزور جانوروں کو اپنا لقمہ بناتا ہے ان پر دست ظلم و تعدی دراز کرتا ہے تو کیا آپ کے متعلق بھی یہی گمان کیا جائے گا وہ جانور ہوتا ہے اور علم و معرفت سے عاری تو کیا جن کو شیر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو ان کو بھی علم و معرفت سے عاری تسلیم کرلیا جائے گا نعوذ باللہ۔

ظاہر کرنا ہے اور اسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی کمہار لوٹا مٹی کا بنادے اگرچہ خوبصورت وپسندیدہ ہو مگر توڑنے پر بھی مختار ہے اور کوئی مناسبت کی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ بس حق تعالی کی ذات جو خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت ودرجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے۔''

اس عبارت میں نبی مکرم کی تمثیل لوٹے کے ساتھ اور اللہ تعالی کی تمثیل کمہار کیساتھ بیان کی گئی ہے تو کیا اس میں بے ادبی نہیں ہے اگر یہ تمثیل گستاخی اور بے ادبی پر مشتمل نہیں ہے تو وہ کیونکر بے ادبی اور گستاخی پر مشتمل سمجھ لی گئی ہے۔

نیز علمائے دیوبند کے پیرومرشد نے نبی مکرم ﷺ پر پہلی وحی کے نزول کے بعد لرزہ اور کپکپی طاری ہونے والے استبعاد کو دور کرتے ہوئے اور اس کا سبب حقیقی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ پر کپکپی کیوں طاری ہوئی یہ امر کیسے متصور ہو سکتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ اس وقت یکا یک اپنی اس حقیقت کا تحمل نہیں فرما سکے جو آپ پر جبرائیل کو دیکھ کر منکشف ہوئی اور یہ قاعدہ ہے کہ غیر جنس میں رہ کر اپنی حقیقت محجوب رہتی ہے اور ہم جنس کو دیکھ کر منکشف ہو جاتی ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ کسی شخص نے شیر کا بچہ پال رکھا تھا اور اپنی بکریوں میں چھوڑ رکھا تھا شیر کو بکریوں میں رہ کر اپنی حقیقت کی خبر نہ لگی اور وہ مثل بکریوں کے مسکین بنا ہوا تھا اتفاق سے ایک دن پانی پیتے ہوئے اپنی صورت دیکھ لی اپنی شجاعت اور بسالت کی تصویر اس کے سامنے آ گئی اور پھر جو بکریوں کو دیکھا تو سمجھا کہ میں بکری نہیں ہوں بلکہ کچھ اور ہوں اور یہ حقیقت پا کے پھر جو بکریوں میں گیا تو بکریوں میں غل غدر مچ گیا کسی کو پھاڑا کسی کو کھا گیا تو اس تمثیل میں سرکار دوعالم ﷺ کا بچپن جو انسانوں میں اور اپنی برادری میں گزرا اس کے متعلق یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ آپ مثل شیر کے بچہ کے تھے جو بکریوں میں پلا اور اس کو اپنی حقیقت کی سمجھ نہیں تھی جو پانی پر گیا

تو اپنی حقیقت سمجھ میں آ گئی اس طرح آنحضرت ﷺ کا اپنی حقیقت سے بے خبر ہونا لازم آ رہا ہے اور بنو ہاشم اور بنو مطلب کا بھیڑ اور بکریاں ہونا لازم آ رہا ہے تو کیا اس میں بے ادبی اور گستاخی ہے یا نہیں ہے؟ یہاں فتوی کیوں صادر نہیں کیا جاتا ہے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو گستاخ کیوں قرار نہیں دیا جاتا نیز مفتی صاحب نے جو کہا تھا کہ آپ جنس کفار سے نہیں تھے وہی بات حاجی صاحب کی اس توضیح و تشریح سے ظاہر ہے یعنی غیر جنس میں رہ کر اگر آپ کی حقیقت عام انسانوں کی طرح تھی تو انسانوں میں رہنے پر منکشف ہو جاتی۔ محجوب کیونکر رہتی اور صرف جبرائیل علیہ السلام کے دیکھنے پر کیونکر منکشف ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ درحقیقت عام انسانوں سے مختلف تھے اور خواص کو حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا اور کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ظاہری صورت بشریہ کے پیش نظر فرمایا ﴿اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

وقت ختم

دیوبندی مناظر:۔

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ﴾

صدر محترم و سامعین کرام!

فاضل مناظر نے میرے اعتراض کا جواب نہیں دیا بلکہ اس کی بجائے وہ عبارات پیش کرنا شروع کر دیں جن کو وہ اپنے مستقل موضوع میں پیش فرما سکتے تھے تاہم مجھے اس بحث میں نہیں جانا ہے کہ انہوں نے دوسری عبارات پیش کر دیں میں اتنا بتلانا چاہتا ہوں کہ میرا اعتراض یہ تھا کہ اس عبارت میں آنحضرت ﷺ کی دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور آپ کا کفار کے ساتھ دھوکہ کرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں وہ عبارت دوبارہ پڑھتا ہوں "اس آیت میں کفار سے

خطاب ہے کیونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے، ہم مسلمانوں سے یہ فرمایا گیا ﴿اَیُّکُمْ مِثْلِی﴾

میرے واجب الاحترام سامعین:۔

میں نے عرض کیا تھا کہ کفار سے ﴿بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ کہا گیا اور مسلمانوں سے ﴿اَیُّکُمْ مِثْلِی﴾ کہا گیا میرے فاضل مناظر نے جواباً کہا کہ یہ تو احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے ایک طرف یہ کہا ایک طرف یہ کہا۔ میرے فاضل مخاطب یہ معنی نہیں ہیں بلکہ اس کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس عبارت میں آنحضرت ﷺ کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں یا نہیں اور آپ کو دھوکے باز ثابت کیا گیا۔ ہے یا نہیں اور واضح ہے کہ کفار سے آپ نے یہ کہا اور مسلمانوں سے یہ کہا اور مفتی صاحب یہی فرماتے ہیں کہ دیوبندی صاحبان اگر تم کفار ہو تو تم سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے اور جیسے شکاری شکار پکڑنے کے لئے دھوکہ کرتا ہے گویا حضور تمہیں بھی فرمار ہے ہیں کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔

بات تو صرف اتنی تھی کہ اس میں دھوکہ ہے یا نہیں باقی آپ نے ﴿اَیُّکُمْ مِثْلِی﴾ بھی فرمایا اور ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ کے الفاظ بھی فرمائے تو میں فاضل مخاطب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ پورے ذخیرہ احادیث میں سے کہیں ایک حدیث دکھائیں کہ جہاں آپ نے فرمایا ہو کہ میں تمہاری مثل بشر نہیں ہوں اگر یہ مل جائے تو واقعی پھر بات بنتی ہے کہ قرآن میں آیا ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ اور حدیث میں آیا میں تمہاری مثل بشر نہیں ہوں اگر چہ آپ نے کسی خاص موقع پر کسی خاص چیز کی نفی کے لئے فرمایا ہو کہ میں تم جیسا نہیں ہوں مثلاً

ایک بڑا عالم اپنے چھوٹے شاگرد کو کہتا ہے کہ میاں تو مجھ جیسا نہیں ہے یعنی ایک کتاب کی عبارت اس نے غلط پڑھی اور اس کو استاد کہتا ہے کہ اچھا اب تجھے بھی ایک جوش چڑھ گیا ہے کہ اب تو بھی اس قسم کی عبارتیں پڑھنے کے لئے اور میدان میں آنے کے لئے تیار ہے تو مجھ جیسا نہیں ہے یہ میرا کام ہے اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ شاگرد کہے کہ اچھا استاد جی تو پھر انسان ہی نہ رہے میں تو انسان ہوں نہیں استاد اس کو بتلانا یہ چاہتا ہے کہ یہ علمی مقام اور کتب کا جاننا اور عبارت کی تصحیح میرا مقام ہے تو ابھی اس مقام پر نہیں پہنچا۔

ہاں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ﴿ ایُّکُمْ مِثْلِیْ ﴾ وہاں فرمایا جہاں صحابہ مسلسل روزے رکھنے لگ گئے آپ نے فرمایا ﴿ ایُّکُمْ مِثْلِیْ ﴾ تم میرے جیسی طاقت نہیں رکھتے ہو مجھے اللہ کھلاتا پلاتا ہے تمہیں یہ مقام حاصل نہیں بشریت مراد نہیں تھی بشریت کی عدم مماثلت مراد نہیں ہے

میں فاضل مخاطب سے پھر عرض کروں گا کہ پورے ذخیرہ احادیث میں سے آپ معتبر سند کے ساتھ کوئی ایک حدیث دکھائیں جس میں آپ نے فرمایا ہو۔ میں تم سا نہیں ہوں لیکن پھر اس قاعدہ کو مدنظر رکھیئے کہ اگر فرض کیجئے کوئی ایسی روایت مل بھی جائے تو وہ خبر واحد ہو کر قرآن سے ٹکرا جائے گی۔

قرآن کہتا ہے ﴿ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ﴾ اگر حدیث آ بھی جائے تو وہ خبر واحد ہوتے ہوئے نص قطعی کے مقابلے میں سرے سے پیش ہی نہیں ہو سکتی اور پھر یہ مصلحت جو آپ نے استعمال کی یہ الفاظ جو آپ نے استعمال کئے یہ دوز بانیں جو آپ نے استعمال کیں یہ سب کچھ داعیہ ہونا چاہیے تھا داعیہ یہ ہو سکتا تھا کہ کفار کہتے جناب تم ہماری غیر جنس سے ہو ہمارا تمہارا کیا تعلق اسی طرح اور بھی الزام تھے اگر یہ اعتراض کفار نے کیا ہوتا کہ ہم تمہارے قریب کیوں آئیں اور یہ تم کس بات کی دعوت دیتے ہو۔

پھر بھی بالفرض والمحال میں ایک منٹ کے لئے بات مان لوں کہ یہ گنجائش ہے کہ ان کو مائل کرنے کے لئے کہا ہے کہ کسی طرح قریب آجائیں لیکن جب قرآن کہتا ہے کہ مشرکین اس بات کے قائل تھے کہ آپ انسان ہیں اور انسان کو نبوت نہیں ملتی انسانیت کے وہ قائل تھے اس کا کوئی منکر نہیں تھا پھر آپ کو یہ الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی یہ تب استعمال کئے جاسکتے تھے کہ وہ بشریت اور انسانیت کے منکر ہوتے اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہنا پڑتا کہ میں تمہاری جنس سے ہوں وہ جنس مانتے تھے وہ بشر بھی مانتے تھے اور وہ اس بات کے مقر تھے۔

حاشیہ :۔تو کیا وہ نور تسلیم نہیں کرتے چلے آرہے حتی کہ تمہارے اکابر میں سے مولوی اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب میں مستقل باب ''نور محمدی ﷺ کا بیان'' میں قائم کیا ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک صفحہ 152 پر قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ سے مراد جناب سرور عالم ﷺ کی ذات لی ہے اور سِرَاجاً مُّنِيْراً آپ کی ذات کو قرار دیا ہے اور یہی عقیدہ قاسم نانوتوی صاحب کا ہے۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کسی نے تمہیں بجز ستار
(سوائے خدا کے) بھلا کوئی مجھ کو کیا جانے تو شمس نور ہے اور شپر غلط اولوا الابصار

الغرض اگر آپ کو بشر تسلیم کیا گیا ہے تو ظاہر کے لحاظ سے لیکن آپ کو باطن اور حقیقت کے لحاظ سے سب نے نور ہی تسلیم کیا۔

اور رسالت کی نفی کے لئے انہوں نے بشریت ہی کو دلیل بنایا کہ تم بشر ہو لہذا بشر نبی نہیں ہو سکتے تو میں فاضل مخاطب سے مطالبہ کروں گا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں قرآن کی نص قطعی کے ساتھ اور حدیث میں کہ جو قرآن کے جواب میں آسکے یعنی حدیث متواتر ہو یا خبر مشہور ہو آپ ایک روایت نکال لائیں کہ جس میں کفار نے کہا ہو کہ تم ہماری جنس سے نہیں ہو پھر ہم تمہارے اوپر ایمان کیسے لائیں جبکہ یہ ضرورت اور داعیہ ہی نہیں تھا یہ سوال ہی نہیں تھا تو امام الانبیا ﷺ کو اس طرح کی پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔

میں پھر پرزور الفاظ میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں آپ کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے جس کی نہ ضرورت تھی نہ اس کا کوئی اعتراض تھا نہ اس بات کی خواہش تھی اور پھر قرآن بڑے واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ اور چودہ سو برس کے مفسرین آپ کو بشر تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں تو اس بات کی ضرورت قطعاً پیش نہ ہو سکتی تھی اور نہ ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میرا اعتراض قائم ہے۔

میں نے کہا ہے کہ آپ مفتی صاحب کی عبارت سے یہ اٹھائیں کہ دوغلی پالیسی ہے یا نہیں دو زبانیں ہیں یا نہیں مسلمانوں سے اور کفار سے اور اگر یہ الفاظ ہیں تو دو زبانیں کیں اور یہی میرا دعویٰ ہے جس کو میرے فاضل مخاطب نہیں توڑ سکے۔

نیز میرا دوسرا اعتراض تھا اس کو میرے فاضل مخاطب نے ہاتھ تک نہیں لگایا وہ یہ کہ کفار کو آپ کہتے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں اور آپ نے یہ بات معاذ اللہ اس لئے کہی کہ کہیں چوری نہ کرلیں خزانوں کے تحفظ کے لئے نبوت کی زبان سے جھوٹ بلوانا اللہ! زبان لرزتی ہے کہ نبی ہو کر جس نے اپنے وجود کو پیش کر دیا پتھروں کی بارش ہوئی آپ کے وجود سے لہو نکلا۔ طائف کی وادیاں آپ کے لہو سے رنگین ہو گئیں آپ کے نعلین لہو سے تر ہو گئے سید الملائکہ

تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں آقا اجازت ہو تو طائف کی پہاڑیاں ملا کر کفار کو تہس نہس نہ کر دیا جائے کہ اتنا ظلم اور اتنا تشدد کہ آپ کے وجود سے لہو نکل رہا ہو۔

حضرت صدیقہ کائنات فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا آقا آپ پر سب سے زیادہ سخت دن کونسا آیا امام الانبیاء نے فرمایا طائف کا دن سب سے سخت آیا کیا ہے دنیا میں مائی کا کوئی لاڈلا لخت جگر جو یہ ثابت کرے کہ آقا نے طائف کے میدان میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیا ہو کہ میں نبی نہیں تاکہ مار سے بچ جاؤں پیغمبر سب سے بڑا دعوی پیش کر رہے ہیں کہ میں نبی ہوں جو تمام کائنات میں ممتاز ہوتا ہے پھر دوسری باتوں میں ایسی بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آپ ﷺ نے معجزات دکھائے ۔چاند کو دو ٹکڑے کیا آپ ﷺ کے پسینہ سے خوشبوئیں آتی تھیں اور آپ کا وہ قرآن معجزہ جس کی مثال دنیا پیش نہ کر سکی وہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ سامنے آگیا آپ نے فرمایا نبی نہیں مانتے ہو تو قرآن کی مثل لاؤ تو دنیا عاجز رہ گئی جب آپ دلائل سے عاجز کر چکے تھے تو ایسی پالیسی اختیار کرنا تقدس و شرافت نبوت کے خلاف عظمت نبوت کے خلاف ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے اپنی اس کتاب میں امام الانبیاء کی دو زبانیں بتلائی ہیں کفار سے اور مسلمان سے اور۔ اور شکاری کی مثال دے کر واضح کر دیا کہ شکاری شکار کو پھنسانے کے لئے ایک غلط زبان استعمال کرتا ہے وہ بٹیرا نہیں ہے بنتا بٹیر ہے اس مثال کو لا کر گویا واضح کر دیا کہ آقا تھے تو وہ چیز نہیں لیکن ان کو مائل کرنے کے لئے کہا کہ وہی ہوں۔

میرا یہ دعوی تھا کہ اس میں بالکل آقائے دو عالم ﷺ کی دو زبانیں اور دوغلی پالیسی اور دھوکے بازی ثابت کی گئی ہے وہ اعتراض نہیں اٹھا اور میرے دوسرے اعتراض کو فاضل مخاطب نے ہاتھ نہیں لگایا وہ ابھی قائم ہے اور اپنی جگہ ان شاء اللہ قائم رہے گا۔

میرے قابل صد احترام سامعین! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ذرا آپ بھی اس عبارت پر توجہ فرمالیں کہ کیا اس میں دو زبانیں ہیں کہ نہیں میں جج صاحبان سے عرض کروں گا وہ ان عبارات کو کتاب میں سے دیکھ لیں کہ ہم مسلمانوں سے یہ کہا گیا یا کفار سے یہ کہا گیا جب دو زبانیں ہیں تو میرا دعوی ثابت ہو گیا کہ نبی کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث صاحب:۔

حضرات گرامی فاضل مناظر نے اپنا سارا زور بیان اس پر صرف فرمادیا کہ کوئی ایسی حدیث ثابت کی جائے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں تمہاری طرح بشر نہیں ہوں اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ مسئلہ بشریت اور نورانیت پر بحث کی جائے تو اس کے لئے ایک الگ موضوع رکھا جائے پورے دس منٹ اس ضمن میں صرف کرنا ٹھیک بات نہیں ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ سرکار کو شکاری قرار دیا گیا اس ضمن میں دو مثالیں آپ کی کتاب سے پیش کر چکا ہوں اور غالباً آپ توجہ نہیں فرما رہے ہیں یا سمجھتے نہیں ہیں کہ جواب کے اندر مقدمات مسلمة عند الخصم پیش کئے جاتے ہیں کہ ادھر مثال ہے شکاری کے ساتھ ادھر مثال ہے شیر کے بچے کے ساتھ ادھر بھی غیر جنس کہا گیا ہے ادھر بھی غیر جنس کہا گیا ہے تو ایسی صورت میں ہم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے ارشاد کے ساتھ مفتی صاحب کی پوزیشن کو واضح کر رہے ہیں کہ یہی بات تمہارے مسلم بزرگ نے ارشاد فرمائی ہے اور یہی بات ہمارے ایک بزرگ فرما رہے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ اس سوال کا جواب نہیں آیا ہے یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے جو عمداً ہی کی گئی ہے اس میں سہو کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ سرکار کی دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے وہاں کوئی اس قسم کا لفظ نہیں ہے آپ کی حاشیہ آرائی ہے پھر میں آپ کے سامنے ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کی

آیت بھی پڑھ چکا ہوں اور اس کے مقابل حدیث رسول اکرم ﷺ بھی عرض کر چکا ہوں اور یہی مفتی صاحب فرما رہے تھے کہ کہیں ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ ہے کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا کہیں فرمایا ﴿وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ ان کو روشن کرنے والا چراغ قرار دیا ہے کہیں منصب نورانیت کا اظہار ہے اور کہیں ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کا اظہار ہے تو قرآن کی دونوں آیتوں سے دو منصب ثابت ہوتے ہیں نورانیت کا منصب بھی ثابت ہوتا ہے اور منصب بشریت بھی۔

مفتی صاحب نے اپنے مسلک کے مطابق انکے اندر تطبیق کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ فرمایا اور راز دان حقیقت اور نیاز کیشان بارگاہ رسالت کو اپنی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ﴿اَيُّكُمْ مِثْلِي﴾ (اور یہ ظاہر ہے کہ انہوں نے توجیہہ وتاویل آپ کے مذھب پر نہیں اپنے مذھب کے مطابق کرنی تھی) رہا یہ سوال کہ وہ بشریت کے منکر نہیں تھے بلکہ ان کا دعوی یہ تھا کہ یہ ہماری طرح بشر ہیں اور نبی نہیں ہیں لہذا ان کو مائل کرنے کے لئے یہ فرمانا ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کیسے متصور ہو سکتا ہے تو جوابا عرض ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ تحقیق آئے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری قوم سے ہیں تو کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ ہماری جنس یا ہمارے نفوس اور ہمارے قبیلے سے ہیں اور اگر جانتے تھے اور یقیناً جانتے تھے تو ایک واضح بات کے ذکر کا مقصد کیا تھا یہاں بھی فقط یہی مصلحت ہے کہ ان کو انکار و جحود اور تکذیب و تنقیص سے باز رکھا جائے اور آپ کی اتباع کی طرف مائل اور راغب کیا جائے اور چونکہ ہم جنس کی طرف طبعاً میلان ہوتا ہے لہذا فرمایا ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ کیونکہ جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے جو صورتاً مماثل ہو اس کی طرف میلان پیدا

ہوتا ہے لہذا یہاں باطن اور حقیقت کے اندر اگرچہ اتحاد نہ سہی بلکہ صرف ظاہری صورت کے اندر اتحاد ہے لیکن ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کہہ کے ان کو اپنی طرف مائل اور راغب فرمایا فاضل مناظر یہ الفاظ استعمال کر گئے ہیں کہ بٹیرا نہیں ہے بٹیرا بن جاتا ہے۔ پتہ نہیں یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں آپ اس حاشیہ آرائی کو چھوڑیں اور دلائل کی طرف آئیں اور دلائل سے ثابت کریں کہ مفتی صاحب نے کس کو بٹیرا کہا ہے۔

کیا مفتی صاحب نے سرکار دو عالم ﷺ کے متعلق یہ فرمایا ہے؟

مفتی صاحب آگے فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ﴿اَيُّكُمْ مِثْلِي﴾ اور یہی بخاری شریف کے الفاظ ہیں جو میں پہلے عرض کر رہا تھا۔ ﴿اَيُّكُمْ مِثْلِي اِنِّي اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ فَيُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ﴾ تم میں سے کون میری مانند ہے میں ہر رات خدا کے ہاں ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے لہذا میں مسلسل روزے رکھ سکتا ہوں کیونکہ میں ہر رات وہاں ہوتا ہوں تمہارے اندر یہ طاقت اور ہمت نہیں ہے۔

اس حدیث پاک سے آپ کا باطنی مقام اور اندرونی صلاحیتیں واضح ہیں کہ بظاہر یہاں ہیں اور در حقیقت وہاں ہیں تو تعلق و تجرد اور بشریت اور نورانیت والی دونوں حیثیتوں کو واضح فرما دیا۔

میں اس بحث کو طول نہیں دینا چاہتا لیکن مختصراً اتنا عرض کر دوں کہ مولانا حق نواز نے اگر بیضاوی پڑھی ہوتی تو ﴿اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ کی بحث انہیں یاد ہوتی تو بار بار دوغلی پالیسی کا لفظ استعمال نہ کرتے وہاں یہ واضح کر دیا گیا ہے جیسا کہ حاشیہ بیضاوی کے اندر فاضل سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے اور روح المعانی کے اندر بھی ہے کہ خلیفہ تین ضرورتوں کے تحت مقرر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالی ان ضرورتوں سے پاک ہے وہاں انہوں نے تصریح کی ہے ﴿لا

بُدَّ مِنْ مُتَوَسِّطٍ ذِیْ جِهَتَیِ التَّجَرُّدِ وَالتَّعَلُّقِ لِیَسْتَفِیْضَ مِنْ جِهَةٍ وَّیَفِیْضَ بِاُخْرٰی﴾
اللہ رب العزت نے خلیفہ اس لئے مقرر کیا کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے لہذا ان کے درمیان ایک ایسا ربط قائم کیا جائے جو کہ صورتاً بشر ہوتا کہ ادھر مناسبت ہو اور اس کا باطن ملکی اور نورانی ہوتا کہ ادھر مناسبت ہو وہاں سے فیض لے اور ادھر فیض دے اگر یہ دوہری حیثیت ہونا دوغلی پالیسی ہے۔تو آپ علامہ آلوسی پر فتوی لگائیے۔فاضل سیالکوٹی اور دوسرے مفسرین پر فتوی لگائیے جنہوں نے کہا ہے کہ ﴿لَابُدَّ مِنْ مُنَاسَبَةٍ لِلْاِفَاضَةِ وَالْاِسْتِفَاضَةِ﴾ یعنی فیض لینے والے اور دینے والے کے درمیان مناسبت کا ہونا بہت ضروری ہے اور خالق و مخلوق کے درمیان ایک ایسا برزخ اور واسطہ ضروری ہے جو ظاہری طور پر بشر ہو اور باطنی طور پر نورانی ہو اگر دوہری حیثیت ہونا دوغلا پن نہیں ہے تو بیگانوں سے ظاہری حیثیت کا اظہار فرمانا اور یگانوں سے باطنی حیثیت کا اظہار فرمانا کیونکر دوغلی پالیسی قرار دی جاسکتی ہے یا اس کو نعوذ باللہ جھوٹ کیونکر کہا جاسکتا ہے اس شبہ کو زائل کرنے کے لئے مزید وضاحت عرض کردوں کہ ضرورت کے تحت ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو ذو معنیین ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر جب جابر اور ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے آپ کی بیوی حضرت سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں یہ میری بہن ہے حالانکہ وہ آپ کی بہن نہیں تھی لیکن وہاں دوسرے معنی کے لحاظ سے بہن کہہ دیا اور اپنی بیوی کو آکر ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿اَنْتَ اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ﴾ کہ تو اسلام کے لحاظ سے میری بہن ہے نہ کہ نسبتی رشتے کے لحاظ سے بہن ہے تو ایک ضرورت اور مصلحت کے تحت ایسا لفظ بولا گیا جس کے اندر دونوں جہتیں موجود ہیں اگر یہ دوغلی پالیسی ہے تو یہاں ﴿اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ میں بھی دوغلی پالیسی ہوسکتی ہے اگر وہ دوغلی پالیسی نہیں تو یہاں بھی نہیں ہے اسی طرح کفار سورج چاند اور

ستاروں کی عبادت کرتے تھے ان کو اس غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے بظاہر ایسی کلام فرمائی ہے جس میں کوئی استفہام وغیرہ نہیں ہے ستارے کو دیکھا تو فرمایا هٰذَا رَبِّیْ وہ ڈوب گیا تو کہا میں ان کو پسند نہیں کرتا چاند کو دیکھا تو فرمایا هٰذَا رَبِّیْ وہ ڈوب گیا تو کہا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا جو کہ بڑا تھا تو کہا هٰذا ربی جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا ﴿لَا أُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ﴾ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا صرف اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو اس صورت میں لفظ یہ ہیں هٰذا ربی وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو رب کہہ رہے ہیں مگر آپ کی مراد استفہام تھا اور آپ یہ ان کی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے فرما رہے تھے کہ یہ ڈوبنے والے ہیں ان کو اپنے وجود پر اختیار نہیں ہے تو پھر ان کی عبادت کیونکر کی جا سکتی ہے لہذا یہ کوئی دوغلی پالیسی نہیں ہے راز جاننے والوں کو راز کی بات بتائی جاتی ہے اور جو راز نہیں جانتے اور اہل نہیں ہوتے ان کو اور بات بتائی جاتی ہے اور ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ سے جناب کا سرور انبیاء علیہ السلام کی حقیقت بشری ثابت کرنا درست نہیں ہے آپ نے یہاں اپنی حقیقت کو بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ کی ظاہری بشریت سے کفار کو غلطی لگی اور وہ انکار نبوت کرنے لگے کیونکہ کفار سمجھتے تھے کہ جو انسان کی صورت میں ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا تو آپ نے ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ فرما کر ان کے نظریہ کو باطل کیا ہے کہ جو صورت انسانی میں ہو وہ رسول بھی ہو سکتا ہے لہذا تمہارا یہ عقیدہ اور نظریہ غلط ہے اور غالباً آپ نے معانی کی کتابوں کے اندر یہ پڑھا نہیں ہے یا توجہ نہیں فرما رہے ہیں کہ اس مقام پر کفار کا نظریہ باطل کرنا مقصود ہے نہ یہ بتلانا کہ میں صرف بشر ہی ہوں اور اس کے علاوہ کسی اور حیثیت اور منصب کا مالک نہیں ہوں تو کیا آپ رسول نہیں تھے یا آپ کا کوئی اور مقام نہیں تھا بلکہ ان کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ تم نے بشریت اور رسالت کو متضاد اور متخالف سمجھ لیا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

میں بشر بھی ہوں رسول بھی ہوں اور ظاہر بات ہے کہ جب تک رسول باطنی حیثیت سے مختلف نہیں ہوگا تو وہ رسول رسول نہیں ہوسکتا اگر آپ کو ان دلائل کا شوق ہے اور سننا چاہتے ہیں تو الگ موضوع رکھ لیں میں اس سلسلہ میں مزید وضاحت پیش کردوں گا۔

چنانچہ دوغلی پالیسی والا اعتراض ختم ہوا نیز شکاری کی مثال کی حقیقت میں لوٹے اور کمہار کی تمثیل اور شیر کے بچہ والی تمثیل کے ساتھ واضح کر چکا ہوں اب دوسری آیت کریمہ جو آپ نے پیش کی تھی مفتی صاحب اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں ﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے کفار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں تم چور ہو چوری کرلو گے تو اس عبارت میں فاضل مناظر کو یہ خدشہ لاحق ہوگیا ہے کہ سرکار تو عالم بھی تھے مختار بھی تھے اور کون ان سے یہ خزائن چوری کرسکتا تھا خزانے بچانے کے لئے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی نعوذ باللہ تو پہلی بات یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں ﴿لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ﴾ میں تمہیں کہتا نہیں ہوں میں تمہیں بتلاتا نہیں ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے سارے خزانے ہیں اس میں جھوٹ اور کذب بیانی کا کونسا احتمال ہے کسی کے گھر میں مال پڑا ہوا اور وہ جتنا ہی با اختیار ہو تو وہ لوگوں کو کہتا نہیں ہے کہ آؤ اپنی طاقت کو آزمالو اور میرے گھر سے چوری کر کے دیکھو تو سہی یہاں بھی لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ہے یعنی میں تمہیں کہتا نہیں ہوں۔ نہ یہ کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں ہاں یہ خزائن کی بات جو اپنے ہیں ان کے سامنے بیان کی جائے گی اور آپ کو شاید یاد بھی ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے راز اپنے صحابہ اور اپنے مخلصین کو بیان فرمائے ہیں اور جو بیگانے تھے ان سے اس قسم کی راز کی باتیں نہیں کیں۔ رہ گئی یہ بات کہ مخاطب یہاں کون ہیں کفار و مشرکین ہیں یا غیر ہیں تو اس آیت کا ماقبل ﴿وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ﴾ ہے تو ایسی صورت میں سیاق وسباق کے ساتھ یہ معنی واضح ہو جاتا ہے کہ کلام

ان کفار کے ساتھ ہے جو آیات کی تکذیب کرنے والے تھے اور وہی آپ سے یہ مطالبے کیا کرتے تھے کہ ہمیں یہ پہاڑ سونے کے بنادیں اور ان پہاڑوں کو ہٹادیں یہ کریں وہ کریں تو اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اگر میں یہ دعویٰ کرتا تو تم مجھ سے اس قسم کے مطالبے کرتے ۔لہذا اس مقام میں جھوٹ بولنے والے اعتراض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور پہلے بھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ آپ نے ان کے سامنے اظہار نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزائن نہیں ہیں (اور یہی مطلب مفتی صاحب کا تھا کہ کفار پر ان کا انکشاف نہیں کیا بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے زمین کے بھی خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں)

رہا یہ سوال کہ آپ حفاظت کر سکتے تھے تو اللہ رب العزت بھی آسمانوں کی حفاظت کر سکتا ہے براہ راست حفاظت کرنے پر قادر ہے ﴿عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ﴾ ہے لیکن اس کے باوجود اس نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اور ان کے لئے شہاب ثاقب رجوم شیاطین ہیں جو آلات حرب کا کام دیتے ہیں اور اسلحہ کا کام دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے تحفظ کے لئے ان اسباب کو استعمال فرمایا ہے تو مخلوق خواہ جتنے بلند مقام پر بھی فائز کیوں نہ ہو وہ بھی ذرائع واسباب استعمال کرے اور کشف اسرار سے گریز کرے تو کیا وجہ اعتراض ہے۔

حاشیہ :۔ مفتی احمد یار خان صاحب کی بات تو قابل اعتراض ٹھہری مگر ذرا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جس کی اور علماء دیوبند کے شیخ طریقت کا ارشاد بھی تو ملاحظہ فرمالیجیے ''اولیاء اللہ اپنے کو'' چھپانا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کے پاس دولت ہوتی ہے وہ چھپاتا ہے کیا خیال ہے وہ دولت اپنوں سے چھپائی جاتی ہے یا بیگانوں سے؟ امداد المشتاق مولفہ تھانوی صفحہ نمبر **65**

دیوبندی مناظر:۔

﴿نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیْم﴾ میں گزارش کروں گا کہ یہ اس وقت فاضل مناظر نے خلط مبحث کرتے ہوئے ہمارے فریق یا ہمارے علماء کی عبارتیں پیش کرنا شروع کردیں

پروفیسر تقی الدین صاحب انجم صدر منصف:

جناب وہ تو انہوں نے آپ کے اعتراض کے جواب میں پیش کی ہیں کہ اگر ادھر مثال ہے شکاری کے ساتھ تو ادھر مثال ہے کمہار اور لوٹے کے ساتھ ادھر شکاری کہا گیا ہے تو ادھر شیر کا بچہ کہا گیا ہے یا آپ یہ کہیں کہ ان کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ہمارے اپنے ہیں۔

مولوی حق نواز صاحب۔

﴿نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیْم﴾

قابل صد احترام سامعین!۔ میں نے یہ بات واضح کردی ہے کہ فاضل مخاطب یہ ثابت کرے کہ جاء الحق میں آنحضرت ﷺ کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں یا نہیں انہوں نے جو ہماری کتابوں کا حوالہ دیا ہے اگرچہ وہ خلط مبحث ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق نہیں تاہم ان میں نبی مکرم ﷺ کو اس قسم کی تشبیہ نہیں دی گئی جس میں آپ کو دھوکے باز تسلیم کیا گیا ہو یا آپ کے منصب کو خلاف کر کے پیش کیا گیا ہو بلکہ ان میں تو انہوں نے ایک اور مسئلے کو بیان کرتے ہوئے کہ جس کا دھوکے بازی کے ساتھ کوئی تعلق اور بات ہی نہیں ہے لیکن میں واضح یہ کرنا چاہتا ہوں جو میرا اصل موضوع ہے وہ یہ ہے کہ جج صاحبان غور فرمائیں میں بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ مفتی احمد یار خان گجراتی

صاحب نے جو عبارت کتاب میں لکھی ہے اس میں دو زبانیں استعمال کی گئی ہیں یا نہیں اگر کی گئی ہیں اور کسی اور نے بھی کی ہیں اور وہ بھی اس زد میں آتا ہے وہ ایک مستقل موضوع رکھا ہوا ہے۔

بعد میں کہ دیوبندی گستاخ انبیاء ہیں جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس عبارت میں گستاخی نہیں تھی تو آپ اپنے دوسرے نمبر میں وہی عبارت اٹھا کر پیش کر دیں کہ جناب آپ ان کو توہین سمجھ چکے ہیں دیکھئے آپ کے بزرگوں نے بھی وہی توہین کر رکھی ہے اس کا مطلب تو گویا یہ نکلا کہ اگر ہم نے توہین کی ہے تو تم نے بھی کر دی ہے۔ یعنی دونوں باطل ہو گئے کہ تم دونوں گستاخی کرتے ہو یہ بات نہیں آپ اس اعتراض کو حل کیجئے کہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے اس کو اردو عبارت میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کفار سے کہا کہ میں تم جیسا ہوں اور ہم مسلمانوں سے کہا کہ نہیں میں تم جیسا نہیں ہوں۔

اس پر میں نے فاضل مخاطب سے یہ سوال کیا تھا کہ اس پالیسی کے اختیار کرنے کی ضروت تب آسکتی تھی کہ کفار اور مشرکین آپ کی بشریت کے منکر ہوتے اور وہ کہتے کہ آپ تو بشر نہیں ہیں۔ آپ اور جنس ہیں ہم اور جنس ہیں آپ ہمارے سامنے کیسے آ رہے ہیں۔

جب یہ داعیہ ہی نہیں تھا یہ بات ہی نہیں تھی تو پھر آپ نے یہ پالیسی کیسے اختیار فرمائی اور اس کا کیا جواز تھا۔ اس کے بعد میرے فاضل مخاطب نے چلتے ہوئے میری ہی بات کی تائید کر دی ہے۔

اگر جج صاحبان نے غور فرمایا ہو تا کہ آنحضرت ﷺ ان کے شبہ کو زائل کرنا چاہتے تھے کہ تم بشریت اور رسالت کو منافی سمجھتے ہو حالانکہ نہیں ہے۔

بھئی جب بشریت اور رسالت کو وہ منافی سمجھتے تھے اور آپ اس شبہ کو زائل کرنا چاہتے تھے تو آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ آپ تو پھر گویا صاف یہ کہہ رہے ہیں کہ میں بشر ہوں۔ پھر مفتی صاحب یہ کیوں فرماتے ہیں۔ آپ بشر نہیں تھے اور مائل کرنے کے لئے یہ پالیسی اختیار کی گئی یہ

تو گویا میرا اعتراض اور وزنی ہو گیا! تو جو یہ کہا گیا ہے کہ فی الحقیقت بات ایسے نہیں تھی میرے فاضل مخاطب نے مفتی صاحب کی عبارت کا جواب تو کیا دینا تھا الٹا میرے دعویٰ کی تائید کردی 1۔ یہ تو کفار نے اعتراض ہی نہیں کیا جیسے کہ اعتراض سے بچنے کے لئے معاذ اللہ رسول اللہ کو پالیسی اختیار کرنا پڑی۔

میرے دوسرے اعتراض کے جواب میں فاضل مخاطب نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خزانہ بتاتا نہیں ہوں اور کسی کو اپنی چیز نہ بتلانا جھوٹ نہیں میں فاضل مخاطب سے کہتا ہوں کہ اپنے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اٹھایئے کیا اس میں ﴿لا اقول لکم عندی خزائن اللہ﴾ کا یہی ترجمہ لکھا ہوا ہے۔ کہ میں تمہیں اپنے خزانے بتاتا نہیں ہوں یا یہ لکھا ہوا ہے کہ میں تمہیں کہتا نہیں ہوں کہ میرے پاس خزانے ہیں یعنی خزانوں کی نفی کی گئی ہے کہ میرے پاس نہیں یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ میں آپ کو بتلاتا نہیں ہوں چنانچہ خود مفتی احمد یار خاں صاحب نے ترجمہ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتلاتا نہیں۔ یہ نہیں کہا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ چنانچہ خود مفتی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ میں وہی آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ وہ یہ ترجمہ کرنے کے باوجود کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے پاس خزانے

حاشیہ: 1۔ جناب کے اعتراض کا جواب تو ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ سے دے دیا گیا تھا جس کو جناب نے ہضم کرلیا۔ یہاں یہ بحث تھی کہ ﴿انما انا بشر مثلکم﴾ فرمانے سے آیا اپنی حقیقت بیان کرنی مطلوب تھی یا کوئی اور مقصد تھا؟ اور جناب کے اس آیت سے بشریت محضہ پر استدلال کی حقیقت واضح کرنی تھی کہ یہ استدلال لغو اور باطل ہے ان کا شبہ ظاہری بشریت پر مبنی تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

نہیں ہیں۔اور یہ اس لئے فرمایا کہ کفار چوری نہ کرلیں۔ترجمہ سنیئے۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ خود مفتی صاحب صفحہ 79 پر ترجمہ کررہے ہیں کہ تم فرمادو کہ ''میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں'' یہ اللہ کے خزانے ہیں میں تم سے نہیں کہتا۔یہ نفی ہوگئی کہ میرے پاس نہیں ہیں۔اگر یہ ترجمہ کرتے کہ میں تمہیں نہیں بتلاتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور کہاں رکھے ہیں تو بات بنتی تھی لیکن وہ خود ترجمہ کرتے ہیں قرآن کی آیت کا کہ میں تمہیں دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نفی کرنے کے بعد آگے کہتے ہیں کہ یہ کیوں کہا تا کہ کفار چوری نہ کرلیں اسلئے میں نے یہ بتلایا تھا اور آگے مفتی صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ چوری کے ڈر کی وجہ سے یہ کہا ہے۔

تو میرے اس سوال کا جواب بھی میرے فاضل مخاطب نے ہرگز نہیں دیا ہے یہاں وہ اعتراض قائم ہے کہ آپ نے چوری کے ڈر کی وجہ سے معاذ اللہ جھوٹ بولا اور قرآن کا یہی ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے اور یہی ترجمہ مفتی احمد یار خاں صاحب خود کررہے ہیں اس ترجمہ کے بعد اس تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حاشیہ: (بقیہ) لہذا جواب میں آپ نے فرمایا کہ بظاہر تمہاری طرح ہوں مگر باطن میں مختلف بھی ہوں صوری مناسبت مثلکم سے ظاہر ہے اور باطنی امتیاز یُوْحٰی اِلَیَّ سے ظاہر اور ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ سے ظاہر نیز علل واسباب میں تزاحم نہیں ہوتا اس فرمان سے انکو اپنی طرف راغب کرنا بھی مقصود ہے اور ظاہری بشریت سے انہیں جو مغالطہ ہوا تھا اس کا ازالہ بھی مطلوب ہے۔کیا ایک کلام کے متعدد مقاصد اور فوائد نہیں ہوسکتے۔لہذا اس کو اپنی تائید سمجھنا حق سے آنکھیں بند کرلینے کے مترادف ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب!

حضرات گرامی جہاں تک فاضل مناظر کے اس ارشاد کا تعلق تھا کہ دوغلی پالیسی کا جواب نہیں دیا گیا تو میں عرض کر چکا ہوں کہ سرکار کی دوہری حیثیت ہے اور اس پر دلائل پیش کر چکا ہوں لہذا آپ کے وہ اعتراض ساقط ہو چکے ہیں اب دوبارہ ان کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور میں آپ منصفین حضرات سے بھی یہ اپیل کروں گا کہ وہ حق نواز صاحب سے یہ پوچھیں کہ جواب کی صورت میں کیا کچھ پیش کیا جا سکتا ہے؟ وہ کبھی برہانی دلائل ہوتے ہیں اور کبھی جدلی دلائل ہوتے ہیں جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمات خصم کے ساتھ استدلال کیا جائے۔ ہم پر جب یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ آپ گستاخی کر رہے ہیں تو بعینہٖ اسی معاملے میں یعنی مقام تمثیل میں اسی قسم کی عبارات ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں یعنی اللہ تعالی کی تمثیل کمہار کے ساتھ مقبولان بارگاہ خداوندی کی تمثیل لوٹے کے ساتھ اور علی ہذا القیاس آنحضرت ﷺ اور بنو عبد المطلب بنو ہاشم اور جملہ قریش کی تمثیل شیر کے بچے اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ۔

لہذا سب پر گستاخی کا فتوی لگائیں اور بھاگنے کی کوشش نہ کریں اور یا پھر مفتی صاحب کی عبارت کو بھی گستاخانہ نہ کہیں رہا دوغلی پالیسی اور دوہری زبان کا معاملہ تو وہ بھی حاجی صاحب والی عبارت سے واضح ہو جاتا ہے شیر کا بچہ بھیڑ بکریوں کے اندر پلتا ہے تو شیر کا بچہ کیا بھیڑ بکریوں کی جنس ہے بلکہ حاجی صاحب نے (غیر جنس میں رہتے ہوئے اپنی حقیقت محجوب رہتی ہے اور ہم جنس کو دیکھ کر منکشف ہوتی ہے) کہہ کر تصریح کر دی کہ آنحضرت ﷺ غیر جنس میں رہ رہے تھے الغرض آپ کا یہ کہنا کہ یہ عبارات دوسرے موقع پر پیش کریں یا تو الزامی اور تحقیقی جدلی اور برہانی جوابات کا فرق نہ سمجھنے پر مبنی ہے اور یا اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ہمارے پاس اس موقع پر پیش کرنے

کے لئے کوئی اور عبارات نہیں ہیں بیشک آپ لکھ کر رکھ لیں کہ جو عبارات اس موقع پر پیش کریں گے وہ اس موقع پر قطعاً پیش نہیں کی جائیں گی اس وقت ہم وہ عبارات پیش کریں گے جو آپ کے مقدمات مسلمہ سے ہونگی اور مسلمہ بزرگوں سے ہوں گی اسی نظریہ و مذہب کے ساتھ ان کا تعلق ہو گا یعنی سرکار کی دوہری حیثیت لباس بشری اور حقیقت نورانیہ کی تبیین و تفہیم کے لئے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے آیا وہ تمہارے اکابر کے ہاں بھی موجود ہے یا نہیں؟ اور مفتی صاحب شکاری کی تمثیل ذکر کریں تو گستاخی بن جاتی ہے تو ہم آپ کے بزرگوں کی کی عبارات سے یہ تمثیل پیدا کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو اس شیر کے بچے سے تمثیل و تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی حقیقت معلوم کرنے پر بھیڑ بکریوں کو پھاڑنے لگ جائے اگر اس تمثیل و تشبیہ سے آپ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو شکاری والی تمثیل سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا بڑے تعجب کی بات ہے کہ شکاری جانور اور چیر نے پھاڑنے والے جانور کے ساتھ تمثیل قابل اعتراض نہ ہو محض شکار کرنے والے شخص کے ساتھ تمثیل جو اپنی آواز سے جانوروں کو مانوس کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے قابل اعتراض بن جائے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ الوہیت اور رسالت کے مابین فرق بیان کرتے ہو آپ کے مسلم بزرگ مولانا رشید احمد صاحب نے کمہار اور لوٹے کا ذکر کر کے اس فرق کی وضاحت کی ہے تو اگر الوہیت اور رسالت کے فرق میں کمہار اور لوٹے کے ذکر سے بے ادبی نہ خدا کی بنتی ہے نہ پیارے مصطفے ﷺ کی بنتی ہے تو سرکار کی باطنی صلاحیتوں کا اور ظاہری بشریت کا فرق سمجھانے کے لئے یہ مثال ذکر کی جائے کہ شکاری جس طرح شکار کی مانند آواز نکالتا ہے اور اس کو اپنی طرف مانوس کرتا ہے تو یہ قطعاً بے ادبی نہیں ہے اب مانوس کرنے کے لئے آواز دیا جانا دھوکہ ہے یا نہیں میں اس کی ایک مثال عرض کئے دیتا ہوں حضور اکرم ﷺ جب معراج پر جاتے ہیں اور عرش علا کو

عبور کر لیتے ہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے آواز آتی ہے ﴿قِفْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ﴾ کہ اے حبیب ٹھہر جا کہ آپ کا رب صلوۃ ادا فرما رہا ہے آپ پر رحمت بھیج رہا ہے اور وہ آواز مثل صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے آواز کے تھا۔

ملاحظہ ہو مدارج النبوت جلد اول صفحہ **168**۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے لب ولہجہ میں جب یہ آواز سنی ﴿قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ﴾ بتفکر برفت کہ ایں آواز ابی بکر از کجا آمدہ وبانسے کہ بداں یافت بیرون آمد از وحشتی کہ حاصل شدہ بود پس از حضرت ندا آمد ﴿اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے لب ولہجہ میں اس آواز کو سنا تو طبیعت میں جو اضطراب تھا وہ دور ہو گیا مونوسیت حاصل ہو گئی اور پھر سرکار کو ندا آئی کہ ذرا آگے آیئے اللہ تعالی کے حضور حاضر ہونے کے بعد آپ نے تعجب کے طور پر یہ عرض کیا شنیدم بلغت کہ مشابہ بلغت ابوبکر بود کہ میگوید ﴿قِفْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ﴾ پس تعجب کردم کہ ابوبکر ایں جا کجا آمد۔

میں نے ابوبکر کے لب ولہجہ میں ﴿قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ﴾ سنا تو حیران رہ گیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ یہاں کیسے پہنچ گئے اور یہ آواز کہاں سے آرہی ہے تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ چونکہ تمہیں صحابہ میں سے ان سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا لہذا ان کی آواز میں ہم نے تمہیں پکارا تا کہ اس سے تمہاری وحشت اور گھبراہٹ دور ہو جائے پکارنے والا رب العزۃ اللہ ہے اور آواز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے (تو کیا اللہ تعالی نے نعوذ باللہ اپنے حبیب ﷺ کو دھوکہ دیا) اور اگر یہ دھوکہ نہیں ہے بلکہ محض مانوس کرنا مقصود ہے تو مفتی صاحب پر اس تمثیل میں آپ کو دھوکے باز کہنے کا الزام کیسے عائد ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہاں شکاری حضور کو کہا گیا ہے؟ خدا معلوم یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں کہ حضور شکاری ہیں؟

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آپ دھوکہ باز دھوکہ باز کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں آیا مفتی صاحب نے حضور کو دھوکے باز کہا ہے یا آپ نے ان کی عبارت سے سمجھا ہے آپ کا سمجھنا ان پر الزام اور حجت نہیں ہے اگر مفتی صاحب نے حضور کو دھوکہ باز کہا ہے تو آپ ہمیں وہ دکھلا دیں ہم ان کے متعلق وہی فتوی لکھ کر دینے کو تیار ہوں گے جو آپ کہیں گے لہذا آپ اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کر کے اس قسم کے الفاظ مت استعمال کریں اور نہ ہی لوگوں کے جذبات کے ساتھ کھیلیں۔ رہ گئی یہ بات کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کو اللہ تعالی نے فرمایا ﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِندِی خَزَائِنُ اللّٰهِ﴾ یعنی آپ کہہ دیں کہ میں تمہیں بتلاتا نہیں ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزانے ہیں۔

اس پر جناب کا یہ اعتراض کہ اعلی حضرت نے اپنے ترجمہ قرآن میں اور مفتی صاحب نے جاء الحق میں یہ ترجمہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزانے ہیں یہ دعوی نہ کرنا اور نہ کہنا اور چیز ہے خزائن نہ ہونے کا اعلان کرنا اور چیز ہاں فرق نکلا تو اتنا کہ میں نے بتلانا کا لفظ استعمال کیا اور انہوں نے صرف کہنا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

یہ حضرات (سامعین اور منصفین) بیٹھے ہیں۔ یہ ہی بتا دیں کہ ان دونوں جملوں یعنی میں کسی کو کہتا نہیں ہوں اور میں کسی کو بتاتا نہیں ہوں میں کتنا ایک فرق ہے اردو پڑھے لکھے حضرات جان سکتے ہیں کہ جس سے کچھ کہا جائے گا وہ سمجھ جائے گا اور جس سے کچھ نہیں کہا جائے گا وہ نہیں سمجھے گا کہ کیا کہا گیا ہے تو کسی کو کچھ کہنے میں اور کسی کو کچھ بتلانے میں آپ کو جو زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے وہ ذرا سمجھا دیں؟

باقی رہی یہ بات کہ خزائن حضور اکرم ﷺ کے پاس ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ آیت کریمہ میں خطاب کس سے ہے تحقیق یہ ہے کہ اس میں کفار کو خطاب کیا گیا ہے (تفسیر خازن جلد 2 صفحہ 16 پر صاف لفظوں میں موجود ہے) کہ ﴿قُلْ یَا مُحَمَّدُ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ﴾

کہ اے محبوب ان مشرکین سے فرما دیجئے کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں لہذا مشرکین کے ساتھ تو یہ معاملہ ثابت ہو گیا۔

اب یہ دیکھیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس خزائن تھے یا نہیں؟

تو سنیے! اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا اس میں کوثر سے مراد کیا ہے؟

﴿هُوَ الْخَیْرُ الْكَثِیْرُ كُلُّهٗ﴾ یعنی ہر قسم کی بھلائیاں اور خیرات ہم نے آپ کو عطا کیں اور بخاری شریف کے اندر احادیث موجود ہیں کہ سرکار نے ارشاد فرمایا ﴿اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ﴾ مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد زرقانی جلد 5 کے اندر مسند امام احمد اور ضیائے مقدسی کے حوالہ سے موجود ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ﴿اُوْتِیْتُ مَقَالِیْدَ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ﴾ کہ ساری کائنات کی چابیاں مجھے ایک چتلے رنگ کے گھوڑے پر لاد کر عطا کی گئیں ہیں یہ وہ ارشادات ہیں جو آپ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائے ملاحظہ ہو

(زرقانی جلد 5 صفحہ 260)

اور اسی طرح آخرت کے خزانے سرکار کے پاس ہیں یا نہیں تو مشکوۃ شریف صفحہ 514 پر یہ حدیث مبارک حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور اس کو بحوالہ ترمذی،

اور دارمی نقل کیا گیا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ﴾ قیامت کے دن ساری کرامتیں عزتیں اور سب خزائن کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی لہذا دو جہاں کی چابیوں کا سرکار کے ہاتھ میں ہونا احادیث سے واضح ہو گیا۔

اب آخر میں مَیں ایک روایت یہ بھی پیش کرتا جاؤں کہ آیا جنت اور اس کی تقسیم بھی سرکار کے قبضے واختیار میں ہے یا نہیں؟

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی سے روایت ہے وہ رسول کریم ﷺ کو وضو کرا رہے تھے سرکار نے فرمایا ﴿سَلْ﴾ اے ربیعہ مانگ جو کچھ مجھ سے مانگنا چاہتا ہے عرض کی ﴿اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ﴾ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں مجھے اپنے ساتھ رکھیں تو سرکار نے فرمایا ﴿اَوَغَیْرَ ذَالِکَ؟﴾ یہی مانگتے ہو یا کچھ اور بھی چاہیے عرض کی ﴿ھُوَ ذَاکَ یا رسول اللہ ﷺ﴾ میرا مدعا صرف یہی ہے آپ مل گئے تو سب کچھ مل گیا مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں تو فرمایا ﴿فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ﴾ پھر اپنے نفس کے خلاف ورزی کرتے ہوئے عبادات کی کثرت کے ساتھ میری امداد کیجیے۔

تو جنت کی تقسیم یہاں سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر آپ کو اس جگہ کوئی اعتراض ہو تو آپ کے فاضل شارح کے حوالہ سے یہ بات ثابت کرتا جاؤں وہ فرماتے ہیں کہ سب خزائن سرکار کو دیے گئے ہیں۔

حاشیہ۔ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی فتح الملہم شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ﴿یُؤْخَذُ مِنْ ھٰذَا الْاِطْلَاقِ اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَاءِ (باقی اگلے صفحہ پر)

(نوٹ) پہلا گھنٹہ ختم ہوالہذا اب بریلوی مناظر کی طرف سے اعتراضات ہوں گے اور دیو بندی مناظران کا جواب دے گا۔

حاشیہ :(بقیہ) كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ وَمِنْ ثَمَّ عَدَّ ذَالِكَ أَئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِهِ أَنَّهُ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ ﴾ (جلد دوم صفحہ 96)

رسول اکرم ﷺ کے محض ﴿سل﴾ فرمادینے اور ان پر کوئی پابندی عائد نہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے خزانوں میں حسب ارادہ تصرف کرنے اور انہیں تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور یہیں سے ہمارے آئمہ نے آپ کے خصائص میں ایک یہ خصوصیت بھی شمار کی ہے کہ آپ جو چاہیں جس کو چاہیں باذن اللہ عطا فرما سکتے ہیں اور یہ تحقیق دراصل ملا علی قاری کی ہے جو مرقاۃ سے نقل کی گئی ہے اور یہی تحقیق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے ملاحظہ ہو مرقاۃ جلد ثانی صفحہ 322 اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 425 پر حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کہ فرمود ﴿سل﴾ ای بخواہ و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا . وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

ترجمہ :۔ نبی کریم علیہ السلام کے صرف لفظ ﴿سل﴾ یعنی مانگ جو مانگتا ہے فرمانے سے اور کسی خاص مطلوب و مقصود کی تخصیص نہ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب (باقی اگلے صفحہ پر)

بریلوی فاضل مناظر حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث صاحب

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾

اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جولوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول پاک کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ رب العزت ان پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

اب آپ حضرات غور و توجہ کے ساتھ اس عبارت کو سنیں کہ جو میں آپ کے سامنے عرض کرنے لگا ہوں آیا یہ عبارت حضور اکرم ﷺ کی ایذا کا موجب ہے یا نہیں؟

کتاب صراط مستقیم جو فارسی میں ہے اور مولانا اسماعیل دہلوی کی لکھی ہوئی ہے اس کا صفحہ 86 میرے سامنے ہے یہاں نماز کے اندر پیدا ہونے والے خطرات کے ازالہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ

حاشیہ: (بقیہ) معاملات اور حاجات لوگوں کے آپ کے دست ہمت وکرامت میں ہیں جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالی کے اذن اور امر سے دیتے ہیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت اے محبوب تیرے جود و نوال کا ادنی سا کرشمہ ہے اور لوح و قلم کے علوم تیرے وسیع ترین علوم کا ایک جز اور حصہ ہیں اے سائل اگر تجھے دنیا و آخرت کی خیر اور بھلائی مطلوب ہو تو ان کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو اور ہر دلی مراد سے بہرہ ور ہو۔

''بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود است کہ خیال آں بتعظیم واجلال بسویدای دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آنقدر چسپید گی میبود نہ تعظیم بلکہ مہان ومحترمی باشد وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود میشود بشرک میکشد''

(یہ ہے اصل عبارت فارسی کی اور اب اس کا ترجمہ بھی علمائے دیوبند کی زبانی سنیئے)

ترجمہ:۔ اندھیرے میں جو درجے ہیں بعض سے بعض اوپر ہیں زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کا لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ صراط مستقیم اردو صفحہ 126

یہ ہے عبارت اور میں اپنے طور پر اس پر تبصرہ یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک طرف ہے نماز کے اندر خیال کا سرکار دو عالم ﷺ کی طرف جانا اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانا۔

تو مولانا فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ کی طرف خیال کا لیجانا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے لہذا میں اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا عمل اور بخاری شریف کی حدیث پیش کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ بنی عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے

تھے اور واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ مصلے پر کھڑے تھے نماز شروع تھی پہلی رکعت تھی سرکار صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لے گئے سرکار دو عالم ﷺ جس صف میں پہنچتے صحابہ تالیاں بجانا شروع کر دیتے گویا تصفیق کا سلسلہ شروع ہو جاتا حتی کہ جب سرکار ﷺ پہلی صف میں پہنچے تو پہلی صف میں موجود صحابہ بھی تالیاں بجانے لگے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پیچھے متوجہ ہوئے تاکہ معلوم کریں یہ شور کیسا ہے تو دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لا کر پیچھے کھڑے ہو گئے ہیں تب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور پیچھے نہ ہٹو۔

نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پیچھے ہٹتے چلے آئے اور مصلے خالی فرما دیا جب نماز ختم ہوئی تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے صدیق تم نے مصلے کیوں چھوڑا امامت کیوں چھوڑی؟ پیچھے کیوں ہٹے؟ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا جواب کیا تھا ﴿مَا كَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّیَ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾ کہ ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ محبوب خدا کے آگے کھڑے ہو کر امامت کرائے لہٰذا وہ نبی پاک ﷺ کے ادب و احترام کی خاطر پیچھے ہٹ آئے ہیں امامت چھوڑ دی ہے سرکار دو عالم ﷺ کی خاطر مصلے خالی فرما دیا اور مقتدیوں نے تالیاں بجا بجا کر اپنے امام کو خبردار کیا ہے عین نماز کے اندر غیر اللہ کی تعظیم بجا لائی جا رہی ہے نہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ تم نے شرک کیا ہے کیونکہ تم نے نماز کے اندر میری تعظیم کی ہے یہ تم سے برا فعل صادر ہوا ہے نہ صحابہ کرام کو خیال آیا کہ ہم نماز کے اندر آپ کی تعظیم کر رہے ہیں۔

تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ اگر نماز کے اندر سرکار کی طرف متوجہ ہونا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کو یہ سمجھانا چاہیے تھا کہ نماز کے اندر غیر کی

تعظیم شرک بن جاتی ہے لہذا ایسی تعظیم نہیں ہونی چاہیے نہ تو نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ صحابہ کو فرماتے ہیں کہ تم نے غلط کیا ہے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے ہیں کہ تم نے غلط کیا ہے بلکہ فرماتے ہیں اے صحابیو! تم نے تالیاں کیوں بجائیں اگر نماز کے اندر کسی کو ایسا معاملہ پیش آجائے ﴿مَنْ شَیْءٌ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ﴾ تو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف لوگ متوجہ ہو جائیں گے۔

(بخاری شریف جلد اول صفحہ 162)

اگر تم اپنے امام کو متوجہ کرنا چاہتے تھے تو سبحان اللہ کہہ دیتے امام تمہاری طرف متوجہ ہو جاتا یہ تالیاں تو عورتوں کے لئے ہوا کرتی ہیں تو ایسی صورت میں میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ مصلے چھوڑنا تعظیم ہے کہ نہیں؟

صحابہ کرام تالی سرکار کے لئے بجا رہے تھے یا کہ خدا کے لئے بجا رہے تھے؟ تو عین نماز کے اندر یہ تالیاں بجانا سرکار کی خاطر ہے آپ کی تعظیم کی خاطر ہے اور نعوذ باللہ آپ کے سامنے غیر شرعی کام ہو اور آپ نہ روکیں تو کیا یہ صاحب شرع کی طرف سے ﴿مُدَاهَنَتٌ فِی الدِّین﴾ لازم آتی ہے کہ نہیں؟ کہ وہ غیر شرعی معاملہ پر سکوت اختیار فرماتے ہیں پھر اللہ رب العزت بھی نہیں ٹوکتا کہ میں نے تمہیں توحید سکھانے کے لئے اور انہیں صحیح نماز کے طریقے سمجھانے کے لئے بھیجا تھا تم نے تو انکو شرک کے اندر مبتلا کر دیا۔ خدا نے ٹوکا نہ پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکا۔

تو میں عرض کروں گا کہ اللہ رب العزت کا سکوت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اور صحابہ کا یہ فعل ایک طرف رکھیے دوسری طرف صراط مستقیم کی یہ عبارت رکھیے اور پھر دیکھیے کہ اس میں گستاخی اور بے ادبی کی انتہا کر دی گئی ہے یا نہیں؟

یہ عبارت مولانا اسماعیل دھلوی یا سید احمد بریلوی یا مولانا عبدالحی کسی کی بھی ہو ہمیں

اس کی تعیین سے غرض نہیں ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ علمائے دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کے اندر ایک طرف سرکار کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری طرف اس کے مقابل گدھے اور بیل کے تصور اور خیال کو ذکر کیا گیا ہے اور ان کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے تو کیا اس توازن کے اندر اس موازنہ اور مقابلہ کے اندر سرکار دو جہاں کی بے ادبی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

رہ گئی یہ بات کہ مولانا نے تو تصوف کا اعلیٰ درجہ بیان کیا ہے اور نماز کی یکسوئی کو بیان کیا ہے کیا زنا کا خیال آنے لگے تو بیوی کی مجامعت کا خیال کر لینا یکسوئی کے منافی نہیں ہے؟ صرف سرکار دو جہاں کا تصور پاک ہی یکسوئی کے منافی ہو گیا؟

جناب والا اگر تصوف کا وہ مقام حاصل ہو تو وہاں تو آدمی کو نہ اپنا ہوش رہتا ہے اور نہ اپنے عمل کا ہوش رہتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے یہ درس دیا جائے کہ زنا کا خیال آنے لگے تو بیوی کی مجامعت کا خیال کرے تو معلوم ہوا یہاں تصوف کا کوئی مقام بیان نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ صرف اور صرف نبی پاک ﷺ کی قدر و منزلت گھٹانے کے لئے یہ توازن قائم کیا گیا ہے نیز ایک طرف حبیب کبریا ﷺ کی طرف توجہ مبذول کرنا ذکر کیا اور اس کے مقابل میں گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونا ذکر کیا ہے اور پھر اتنا بھی نہیں کہا کہ یہ دونوں چیزیں برابر ہیں بلکہ کہا ہے کہ سرکار کی طرف خیال کا پھرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر اور برا ہے لہذا میں آپ سے انصاف کے نام پر بلکہ ادب و احترام مصطفوی کے نام پر اپیل کروں گا کہ تعصب کو ایک طرف رکھتے ہوئے یہ بتائیے کہ آیا اس موازنہ کے اندر بے ادبی کا پہلو موجود ہے کہ نہیں ہے؟

دیوبندی مناظر

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ﴾

میرے فاضل مخاطب نے شاہ اسمعیل شہید کی مرتب کردہ صراط مستقیم کی ایک عبارت پیش کی ہے جو درحقیقت سید احمد شہید کے ملفوظات ہیں میں اس عبارت کو آپ حضرات کے سامنے مختصر طور پر پڑھنے سے قبل فاضل مخاطب سے ایک سوال کروں گا اور وہ یہ ہے کہ آپ نے بڑے پرزور الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ اس میں نبی پاک کی توہین کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے میں آپ سے کہوں گا یہ عبارت مولانا احمد رضا خان صاحب کے سامنے موجود تھی انہوں نے اس عبارت کو نوٹ کیا لکھا اس کے باوجود انہوں نے اپنی کتابوں اور ذخائر میں یہ واشگاف الفاظ میں لکھ دیا کہ میں شاہ اسمعیل کو کافر نہیں کہتا میں فاضل مخاطب سے یہ سوال کروں گا کہ کیا گستاخ رسول آپ کے فتوی کے نزدیک کافر نہیں ہے اگر وہ آپ کے فتوی کے نزدیک کافر ہے تو پھر مولانا شاہ اسمعیل کو مولانا احمد رضا خان صاحب نے کافر کیوں نہیں لکھا؟

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس عبارت میں توہین نہیں تھی یہ کھینچا تانی کر کے بنائی جارہی ہے اگر توہین ہوتی تو مولانا احمد رضا خان صاحب کہتے کہ رسالت مآب کی توہین ہوگئی لہذا کفر ہے یا تو آپ یہ بتلائیں کہ علماء بریلی کے نزدیک امام الانبیاء کی توہین کفر نہیں ہے اگر کفر ہے تو پھر وجہ بتلائیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت کے باوجود فتوی کفر کیوں نہ دیا؟

میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل مخاطب نے یہ بالکل پوری عبارت پڑھنے سے اس لئے گریز کیا ہے کہ کہیں حقائق سامنے نہ آجائیں میں آپ کے سامنے پوری عبارت پڑھوں گا اور آپ حضرات اس پر غور فرمائیں کہ شاہ صاحب فرمانا کیا چاہتے ہیں شاہ

صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ نماز میں کچھ وسوسے آجاتے ہیں ان وسوسوں کا کچھ ازالہ ہونا چاہیے

فرمایا کہ عالم پاک باز یہ خیال نہ کرے کہ نماز میں شیخ کا تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا بھی اس نماز کا حاصل ہے جو مومنوں کے لئے معراج ہے نہیں یہ معراج ہرگز نہیں نماز میں یہ توجہ۔

بریلوی صدر مناظرہ حضرت علامہ مولانا عبدالرشید صاحب

جناب شاہ اسمعیل کی کتاب اردو میں ہے یا فارسی میں فارسی عبارت پڑھیں اور اصل عبارت پڑھیں حق نواز صاحب نے کہا کہ میں اردو کی صرط مستقیم پڑھ رہا ہوں۔

منصفین نے کہا آپ فارسی کی عبارت پڑھیں جو اصل ہے۔

حق نواز صاحب نے کہا یہ ترجمہ شدہ کتاب ہے اور اردو ترجمہ لوگوں کو آسانی سمجھ آجائے گا لہذا میں یہی پڑھتا ہوں چنانچہ پھر شروع ہوا کہ شاہ اسمعیل رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز میں شیخ کے تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا بھی اس نماز کا حاصل سمجھتا ہے جو مومنوں کے لئے معراج ہے ہرگز نہیں مومنوں کے لئے نماز نہیں نماز میں یہ توجہ بھی شرک کی ایک شاخ ہے خواہ وہ خفی ہو یا اخفی یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ غریب مسائل کا سمجھ میں آجانا ارواح و فرشتوں کا تصور میں نماز میں برا ہے بلکہ اس کام کا ارادہ کرنا اور اپنی ہمت کو اس طرف متوجہ کر دینا نیت میں اسی مدعا کا ملا دینا مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے ان الفاظ کی تھوڑی سی تشریح کرنی ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک ہے خیال خود بخود آجانا اور ایک ہے کہ اپنی تمام توجہ اور ہمت ایک ذات کی طرف مبذول کر دینا یہ اس کے خلاف ہے اگر شاہ صاحب نے اسی بات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا

ارواح وفرشتوں کا تصور ان کو آجانا جو حضور حق سے مستغرق با خلاص لوگوں کو عطا ہوا کرتے ہیں فرماتے ہیں اگر مقدس لوگوں کے خیال اپنے آپ آجائیں تو یہ اللہ کی عطا ہے۔

میں فاضل مخاطب سے کہوں گا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب کوثر الخیرات میں تسلیم کیا ہے کہ یہ تصوف کا اعلیٰ ترین مقام ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ ہو تو شاہ صاحب بھی یہی بیان فرما رہے ہیں اور تصوف کے اعلیٰ مقام کو بیان کر رہے ہیں البتہ مقام کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ بعض وسوسے گندے بھی آسکتے ہیں اور بعض وسوسے اچھے آسکتے ہیں لہذا اگندہ وسوسہ یہ ہے تو شاہ صاحب سمجھانا کیا چاہتے ہیں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مقدس لوگوں کے خیال اپنے آپ آجائیں تو یہ اللہ کی عطا ہے لیکن وہ فرماتے ہیں بعض وسوسے برے ہوتے ہیں بعض اچھے۔ برے وسوسے کیا ہیں مثلاً زنا کا خیال آجائے اس کی بہ نسبت اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کم خطرناک ہے۔

اس کے بعد گدھے کا خیال آجائے یہ بہت برا ہے لیکن نماز میں گدھے کا خیال اور اگر کسی مقدس شخصیت کا خیال آجائے کہ اسی کی طرف میں کھڑا ہوں اسی کی طرف میری ساری ہمت اور ارادہ ہے ہمت اس کی طرف لگادی گئی اللہ سے توجہ ہٹالی گئی تو نماز میں یہ توجہ بہ نسبت اس گدھے کے خیال کے خطرناک ہوگی۔

میں جج صاحبان سے عرض کرتا ہوں یا سامعین سے عرض کرتا ہوں بلکہ مثال سے سمجھاتا ہوں کہ ایک مقام میں گدھے کا فوٹو ہے اور ایک مقام میں میرے شیخ پیر کا فوٹو ہے تو ظاہر ہے کہ میں پیر کے فوٹو سے گرد جھاڑوں گا لیکن گدھے کے فوٹو سے گرد جھاڑنے کی مجھے کبھی خواہش پیدا نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے میرے دل میں داعیہ پیدا ہو سکتا ہے کہ میں پیر کے فوٹو کو بوسہ دے دوں لیکن گدھے کے فوٹو کو کبھی بوسہ نہیں دوں گا اور ظاہر ہے کہ کہیں خدانخواستہ اور طبیعت بگڑی تو دل میں یہ

آئے گا کہ پیر کے فوٹو کو سجدہ تعظیمی کرلوں لیکن گدھے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھوں گا۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نماز میں مقدس شخصیت کا خیال آنا خطرہ ہے کہ اس کو معبود سمجھ کر کہیں عبادت نہ شروع کردے گدھے کا خیال آئے تو اس میں عبادت کا خطرہ نہیں اس لحاظ سے فرمایا کہ وسوسے کے اعتبار سے یہ وسوسہ زیادہ خطرناک ہے کہ اس سے تو شرک کی طرف لوٹ جائے گا اور گدھے کا وسوسہ آئے گا تو زائل کرنے کی کوشش کرے گا نکالنے کی کوشش کرے گا دفع کرے گا کہ یہ براخیال ہے جب نبی کا تصور آتا ہے تو ساری ہمت ادھر لگ جائے گی تو کہے گا اور لگ جاؤ اور لگ جاؤ۔

شاہ صاحب تو یہی فرماتے ہیں نماز میں اس قسم کے وساوس سے بچو بعض خطرناک ہیں اور بعض کم خطرے والے گدھے کا خیال گدھے کا تصور اتنا خطرناک نہیں کہ انسان کو عبادت پر مجبور کردے نبی اور ولی کا خیال وہ تو تعظیم بنا بیان کر رہے ہیں نبی کی طرف اگر توجہ ہوگی تو ساری توجہ اس طرف مبذول ہو جائے گی صرف ہمت کا یہی معنی ہے کہ نبی کے ساتھ دل میں چسپید گی ہو جائے گی اور تعظیم کے ساتھ نبی کا خیال آجائے گا لیکن گدھے کے بارے میں ایسا خیال (تعظیم کا) نہیں آئے گا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! اس عبارت کی یہی تاویل ہوسکتی تھی یہی معنی تھا جس کی وجہ سے مولانا احمد رضا خاں صاحب فتویٰ کفر نہ لگا سکے وہ سمجھتے تھے کہ اس میں کوئی توہین نہیں ورنہ دنیا میں آج تک کوئی ماں نے نہیں جنا کہ نبی پاک نبی ﷺ کی توہین ہو چکی ہو اور وہ اس کو مسلمان جانتا ہو۔

جناب تقی الدین انجم صاحب (صدر منصف) مولانا آپ یہ بتائیں کہ جو عبارت مولانا نے پڑھی تھی وہ یہاں ۔ہے یا نہیں۔

مولوی حق نواز صاحب: میں ابھی پڑھ دیتا ہوں۔ عبارت یہ ہے کہ عالم پاک باز یہ خیال نہ کرے کہ نماز میں شیخ کے تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا اسی نماز کا حاصل کردہ ہے جو مومنوں کے لیے معراج ہے ہرگز نہیں نماز میں یہ توجہ بھی شرک کی ایک شاخ ہے خواہ وہ خفی ہو یا اخفیٰ یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ غریب مسائل کا سمجھ میں آجانا اور ارواح وفرشتوں کا تصور نماز میں برا ہے بلکہ اس کام کا ارادہ کرنا اور اپنی ہمت کو ان کی طرف متوجہ کرنا فرماتے ہیں۔ خود قصد ہو جائے تو برا نہیں بلکہ خود ہمت کو ان کی طرف متوجہ کرنا اور نیت اسی مدعا کا ملا دینا یعنی اسی مدعا کے علاوہ کوئی اور مدعا نہ رہے۔ یہ مفسدہ ہے مخلص لوگوں خلوص کے خلاف ہے۔ خود بخود مسائل کا آجانا ارواح اور فرشتوں کا تصور ان فاخرہ خلعتوں سے ہے۔ جو حضور حق سے مستغرق با خلاص لوگوں کو نہایت مہربانی سے عطا ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے جو وصال کے موقعہ پر مجسم ہوتے ہیں اور ان کی نمازیں عبادت ہیں جس کا ثمرہ ان کی آنکھوں کے سامنے آگیا ہے ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو با کمال نمازی سے منسلک ہیں بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے مناسب ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں بھی اسی قبیل سے ہیں یعنی وہ قبیل نماز کے لیے کمال ہے اور اپنی حاجتوں کے بارے میں اپنے نفس کے ساتھ مشورے کرنا قوی وسوسوں اور نماز کے نقصانات میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تجہیز کیا کرتے تھے۔

حاشیہ:۔ یہی بے مقصد عبارت پڑھتے وقت گزار دیا اور منصفین حضرات نے جس عبارت یعنی علامہ سیالوی کی پیش کردہ عبارت کے متعلق دریافت کیا تھا کہ وہ اس کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ہضم کر گئے اور ہاں یا نہیں کے ساتھ جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

میں نے گزارش یہ کی تھی کہ حضرات صحابہ نے بالقصد حضور ﷺ کے ادب واحترام کی خاطر اور اپنے امام کو متوجہ کرنے کے لئے تالیاں بجائیں تھیں کہ نہیں؟

اپنا خیال سرکار کی طرف لگایا تھا کہ نہیں لگایا تھا؟

امام کا خیال ادھر لگانا چاہتے تھے یا نہیں لگانا چاہتے تھے؟

تالی بجانے سے ان کا فقط یہی مقصد تھا کہ امام ادھر متوجہ ہو کہ رسول ﷺ تشریف لا چکے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ان کے ادب واحترام کی خاطر مصلے چھوڑ دیں اور پیچھے ہٹ آئیں۔

صحابہ خود متوجہ ہوئے اپنے امام کو متوجہ کیا پھر ان کا امام متوجہ ہوا سرکار کے اس حکم کے باوجود کہ اَنِ امْکُثْ مَکَانَکَ (اپنی جگہ ٹھہرے رہو)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سرکار کے ادب واحترام کی خاطر واپس آگئے تو بالقصد انہوں نے عین نماز کے اندر تعظیم مصطفی ﷺ کا اظہار کیا ہے۔

اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ تعظیم آپ کے منصب رسالت کے لحاظ سے تھی یا منصب الوہیت کے لحاظ سے؟ الوہیت کے لحاظ سے کسی غیر کی تعظیم نماز میں ہو یا باہر ہر حالت میں شرک ہے تو حالت نماز کی تخصیص کا کیا مطلب ہوگا؟

اور اگر منصب رسالت کے لحاظ سے ہے تو تعظیم عین نماز میں ہی کیوں نہ ہو عین اسلام بن جاتی ہے وہ شرک قرار نہیں دی جاسکتی۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ خیال آجائے تو اور بات ہے مگر خیال آجائے تو ٹالنے کی کیا صورت

ہے آپ کے یہ فاضل عالم خیال ٹالنے کی تدبیر بیان کر رہے ہیں کہ زنا کا خیال آئے تو اسے ٹالے کس طرح کہ بیوی کی مجامعت کا خیال کرے اور اگر سرکار ﷺ کا خیال آتا ہے یا کسی اور کا تو ظاہر ہے کہ مولانا اس خیال کو دور کرنے کی تدبیر بیان کر رہے ہیں کہ یہ خیال گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے جیسا کہ زنا کا وسوسہ زیادہ برا ہے اور بیوی کی مجامعت کا وسوسہ اس کی نسبت کم ہے لہذا اس زیادہ بری بات سے جو کم ہے وہ قابل برداشت ہے اس لئے ادھر متوجہ ہو جائے لہذا وہی تلقین ادھر بھی فرمائی جارہی ہے کہ نماز میں سرکار ﷺ کا خیال آنے لگے تو یہ گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے لہذا اس سے بچنے کی صورت کیا ہوگی۔

اس پہلے جملہ کے مطابق کہ اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کرے یہاں بھی بچنے کی یہی صورت ہوگی اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جائے لیکن خیال کو نبی پاک ﷺ کی طرف نہ جانے دے۔ تو یہاں صاف طور پر اس آئی ہوئی توجہ کو ہٹانے کی ایک تدبیر بیان کی جارہی ہے اور موازنہ بیان کیا جارہا ہے جو کہ سخت بے ادبی ہے اور گستاخی اور توحید الہی توحید نبوی اور توحید صحابہ سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آیا نماز میں بالقصد توجہ سرکار کی طرف کرنا جائز ہے کہ نہیں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز میں ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ﴾ کی وجہ خطاب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کو احیاء العلوم سے علامہ علی قاری نے مرقاۃ جلد 2 صفحہ 325 پر نقل فرمایا ہے کہ ﴿قَالَ الْغَزَالِی فِی الْاِحْیَاءِ وَقَبْلَ قَوْلِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَحْضِرْ شَخْصَهُ الْکَرِیْمَ فِیْ قَلْبِکَ﴾ کہ جب ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ کہنے لگو تو سرکار ﷺ کے شخص کریم کو اپنے دل میں حاضر کرو ﴿وَلْیَصْدُقْ اَمَلُکَ فِیْ اَنَّهٗ یُبَلِّغُهٗ سَلَامَکَ﴾ تمہاری امیدیں اور آرزوئیں اس

معاملے میں صادق اور راسخ ہونی چاہئیں کہ تمہارا اسلام سرکار دو عالم ﷺ کو پہنچ رہا ہے ﴿وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ اَوْفٰى مِنْهُ﴾ اور یہ کہ سرکار ﷺ تجھے جو جواب ارشاد فرما رہے ہیں وہ تیرے سلام کی نسبت اتم اور اکمل ہے یہ ہے احیاء العلوم کی عبارت جو علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمائی ہے اور آپ کے شارح مسلم شریف مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اسی حدیث کے ضمن میں وہ بعینہ عبارت نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ﴾ کہ بالقصد اپنی توجہ کو ادھر مبذول کیا جائے ﴿اَحْضِرْ﴾ کا حکم موجود ہے حاضر کروان کو اپنے دل میں اور توجہ کو بالقصد ادھر مبذول کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

آیئے میں آپ کے سامنے آخر میں یہ حدیث عرض کر دوں مشکوۃ شریف صفحہ 144 پر یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابو سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو یاد فرمایا تو انہوں نے سوچا کہ میں نماز میں ہوں پہلے نماز مکمل کرلوں اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دوں گا چنانچہ جب نماز پڑھ کے آئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا دیر کیوں لگائی ہے؟ جلدی کیوں نہیں آئے ہو انہوں نے عرض کی ﴿کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ﴾ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے دیر ہو گئی ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے ان کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ﴾ کہ اے ابو سعید تجھے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم معلوم نہیں تھا کہ جب تمہیں میرا حبیب پکارے میری اور میرے حبیب کی جب تمہیں دعوت پہنچے اور پیغام ملے تو کیا کرو ﴿اِسْتَجِیْبُوْا﴾ فوراً ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرو تم نماز پڑھتے رہے اور میری طرف متوجہ نہیں ہوئے اور نماز کو چھوڑ کر میری بارگاہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

غور کیجیے نماز کے اندر ہوتے ہوئے بھی سرکار دو عالم ﷺ کا بلاوہ آئے تو تعمیل واجب ہے اور نماز پڑھتے رہنا ممنوع ہے مگر علمائے دیوبند کی توحید کے مطابق انہیں سنی ان سنی کر دینی چاہیے تھی آتا ہوا خیال بھی انہیں رد کر دینا چاہیے تھا کہ کون پکار رہا ہے کون نہیں پکار رہا لیکن جو توحید انکو بارگاہ مصطفے ﷺ سے سکھائی گئی تھی وہ کیا تھی کہ نماز کو چھوڑ دیتے پہلے میری بارگاہ میں آتے تم نے آیت کریمہ کا معنی نہیں سمجھا ہے اور آیت کے مطابق عمل نہیں کیا ﴿ اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ ﴾ اللہ کے حکم کو مانو اور اللہ کے رسول کے حکم کو مانو۔

ذکر دو کے حکموں کا ہے لیکن آگے دعوت ایک کی ذکر کی جارہی ہے اجابت کرو دو کے حکم کی مانو دو کے حکم کو کب اِذَا دَعَاکُمۡ جب میرا رسول تمہیں پکارے معلوم ہوا ان کا بلانا خدا کا بلانا ان کی بارگاہ میں حاضری دینا خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے لہذا ان کی طرف توجہ بھی توجہ الی اللہ کا ذریعہ ہے بلکہ وہ بھی در حقیقت توجہ الی اللہ ہے لہذا اس کو گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدتر کہنے کا کیا جواز ہے اور اس کو شرک کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رضوی صدر مناظرہ نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل کی اصل عبارت پڑھ کر سنادیں کیونکہ مولوی حق نواز صاحب نے وہ جگہ قصداً نہیں پڑھی تھی اور جناب انجم صاحب کے دریافت کرنے پر کہ وہ عبارت جو مولانا سیالوی نے پیش کی ہے وہ کتاب میں ہے یا نہیں تو وہ دوسری عبارت پڑھتے رہے اور اسے عمداً نہ پڑھا۔ چنانچہ علامہ سیالوی صاحب نے وہ عبارت دوبارہ پڑھ کر سنائی (فارسی عبارت پہلے گزر چکی ہے صرف مفہوم پیش خدمت ہے) ہاں بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض کبھی ظلمتیں اور وساوس ان پر طاری ہو جاتے ہیں تو ان کے مقتضی کے پیش نظر اگر زنا کا خیال آتا ہے تو زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے دیگر بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل

اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے گویا یہاں یہ توازن اور تقابل قائم کیا جا رہا ہے ایک طرف تصور مصطفےٰ ﷺ کو رکھا جا رہا ہے اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال کو رکھا جا رہا ہے اور تصور رسالت مآب علیہ افضل الصلوات کو اس سے بھی نعوذ باللہ بدتر کہا جا رہا ہے

جناب منظور خان صاحب ! یہ کونسا صفحہ ہے تو آپ نے فرمایا صفحہ 97 یا 98 مطبوعہ دیوبند اس ضمن میں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ فاضل مناظر میری کوثر الخیرات کا حوالہ دے رہے تھے یہ عجب بات ہے کہ دوپہر کے اجالے میں وہ اتنی غلط بیانی کر رہے تھے اور جھوٹ بول رہے تھے ہمت ہے تو دکھلاؤ اور وہ عبارت پڑھ کر سناؤ۔

میں نے کوثر الخیرات میں اس خدشہ کا جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کہے کہ یہ تصوف کا اعلیٰ درجہ ہے کہ بالکل استغراق ہونا چاہیے اور ادھر ادھر توجہ نہیں ہونی چاہیے۔

تو میں نے اس بات کا جواب دیا ہے کہ اگر ادھر تصور نبوی میں تصوف کا یہ مقام تھا تو یہاں وسوسہ زنا میں بھی یہ ہونا چاہیے تھا لہٰذا بیوی کی مجامعت کی طرف خیال پھیرنے کا درس کیوں دیا جا رہا ہے تو یہاں جماع بلکہ جس سے جماع کرنا ہے اس کا خیال بھی نہیں ہونا چاہیے تھا نماز کا حق تو یہ تھا چہ جائیکہ بیوی کی مجامعت کی طرف ترغیب اور توجہ دلائی جائے۔

آیئے میں اب اس قسم کے موازنہ کے برعکس علماء محققین کا نظریہ عرض کر دوں اور آپ ﷺ کی طرف توجہ مبذول کرنے کا جواز واضح کر دوں۔

حضرت شیخ محقق شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 430 پر ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ کہنے کی حکمت اور وجہ خطاب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر

موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذات مصلیاں موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔

ترجمہ:۔ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ ﴿ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ﴾ کا خطاب کیوں ہے حالانکہ آپ بظاہر سامنے موجود نہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہونے کے پیش نظر ہے اور آپ کے افراد ممکنات میں موجود ہونے کے پیش نظر ہے لہذا یہ سبق دیا گیا ہے کہ چونکہ حقیقت محمدیہ نمازیوں اور افراد ممکنات میں موجود ہے لہذا اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خطاب کرو اور ان کے حضور و شہود کو مدنظر رکھتے ہوئے سلام عرض کرو (یہ ہے عرفاء اور محدثین کا مذہب مسلک اور نماز میں حقیقی لذت وسرور اجر وثواب اور فیوض و برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ان کاملین کے نزدیک اور اس کے برعکس علمائے دیوبند کی توحید ملاحظہ کرو جو سراسر بے ادبی وگستاخی پر مبنی ہے)

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

﴿ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ﴾

قابل صد احترام سامعین! میں صراط مستقیم کی اصل عبارت پڑھ رہا تھا کہ وقت ختم ہو گیا میں وہیں سے آگے اس عبارت کو پڑھ دیتا ہوں اور پھر اس کے بعد اس پر کچھ عرض کروں گا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا دوسروں کے لئے بڑا گناہ ہے۔

جناب فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ رب

العزت کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ وہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بدرجہا برا ہے۔

سامعین کرام ذرا اوپر والی عبارت کو خدارا دوبارہ پڑھیے اور اس پر چند منٹ کے لئے غور کیجئے ۔ یہ میرے فاضل مناظر شاہ صاحب کی عبارت کو خود اپنی زبان سے پڑھ رہے ہیں کیونکہ شیخ کا خیال اس کو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کے ساتھ نہ اسقدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم پیدا ہوتی ہے بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں موجود ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔

یہ پوری عبارت ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ دی ہے اب اس پر میں فاضل مخاطب سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے فرمایا کہ زنا کے خیال کو دفع کرنے کے لئے شاہ اسمعیل نے اپنے پیر کے ملفوظ کو نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس خیال کو دفع کرنے کے لئے بیوی کے جماع کا خیال کرے یہ عبارت میں کہاں لفظ ہے کہ بیوی کے جماع کا خیال کرے

حاشیہ: ۔اگر بھی وساوس کے برا ہونے کا حکم لگانا مقصود تھا کہہ دیتے زنا کا خیال بیوی کی مجامعت کا خیال اپنے گدھے اور بیل کا خیال اور رسالت مآب علیہ السلام کا خیال کرنا نمازی کے لئے درست نہیں ہے وہ نماز کے اندر پیش آنے والے وساوس میں فرق بیان کر کے جو زیادہ قبیح ہے اس سے بچنے کی ضرورت بیان کر رہے ہیں اس لئے کہتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

بلکہ اس کے برے ہونے کے پیش نظر کہتے ہیں کہ وہ زنا ہے اس سے کوڑے لگتے ہیں اور بیوی کے ساتھ ہمبستری کا خیال آجائے تو یہ نسبتاً اس کے کم درجہ رکھتا ہے وہ تو تمام وسوسوں کی تردید کرتے ہیں کہ کوئی وسوسہ امر دینی میں سے ہو یا دنیاوی میں سے ہو اپنی ہمت کو اس طرف نہیں لگانا اور خاص کر خطرناک یہ وسوسہ ہے کہ اگر آپ نے ساری توجہ سرکار دو عالم ﷺ کی طرف لگا دی تو اس طرح وہ شرک کی طرف رفتہ رفتہ کھینچ کر لے جائے گی اس عبارت کی وضاحت کے بعد میں پھر کھل کر کہنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل مخاطب نے بڑے پرزور الفاظ کے ساتھ احادیث کے حوالہ جات سے دوسری کتب کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس عبارت میں توہین ہے میں فاضل مخاطب سے جج صاحبان سے عرض کروں گا کہ اس حوالہ جات کی بھرمار کی بات نہیں دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ توہین ہے اور آپ نے جو دلائل پیش کیے ہیں وہ دلائل اس عبارت پر فٹ آتے ہیں تو مولانا احمد رضا خانصاحب نے کافر کیوں نہیں کہا جبکہ گستاخ رسول دنیائے اسلام کی نظر میں کافر ہے ان کا کافر نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عبارت میں توہین نہیں تھی یہ آپ خواہ مخواہ وقت کو طول دینے کے لئے اس کو توہین بنا رہے ہیں ورنہ جب یہی عبارات مولانا احمد رضا خانصاحب الکوکبۃ الشہابیہ میں اور سل السیوف الہندیہ میں اور سبحان السبوح میں اور اسی طرح دیگر کتب میں نقل فرماتے ہیں

حاشیہ: کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اگر وہ نماز میں قابل برداشت نہ ہوتا تو مولانا اس کو بہتر قرار نہ دیتے اور اس سے اگلی عبارت کا مقصد بھی واضح ہو گیا کہ خیال مصطفے علیہ التحیۃ والثناء نماز میں قابل برداشت نہیں مگر اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانا بھی قابل برداشت ہے۔ العیاذ باللہ۔

لیکن سبحان السبوح کے آخر میں لکھا ہے میں کافر نہیں کہتا ملفوظات میں لکھا کہ کافر نہیں کہتا ہوں الکوکبۃ الشہابیہ کے آخر میں لکھا کہ میں کافر نہیں کہتا ہوں بلکہ حسام الحرمین میں لکھا کہ شاہ اسماعیل کو کافر نہیں کہتا ہوں اگر یہ توہین ہے تو قائل کو کافر کہنا چاہیے اگر کافر نہیں کہا گیا تو پتہ چلا کہ اس عبارت میں یہ توہین نہیں بلکہ شاہ صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ کسی اعلیٰ ہستی کی طرف اپنی تمام توجہ تمام ارادہ مبذول کر کے اپنی عبادت کو جب تم کرو گے تو خطرہ ہے کہ تم صحابہ پاکوں جیسے نہیں ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دے کر بتلایا کہ وہ اونچے لوگ تھے اس قسم کے خیالات کہ وہ لشکر کی تیاری کر رہے ہیں ان کی نماز میں خلل نہیں آتا تھا تم صحابہ کی مثالیں لے کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا تم پھسل جاؤ گے وہ صحابہ کی جتنی روایات آپ پیش کر رہے ہیں حضرت شاہ اسماعیل شہید نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ہے کہ

ع۔ کارے پاکاں راقیاس از خود مگیر

وہ تو فرماتے ہیں کہ پاکوں کو اپنے اوپر قیاس کیوں کرتے ہو۔ تم میں وہ اہلیت کہاں وہ تو توحید کے علمبردار تھے ان میں تو ایک بات بھی خطرناک نہیں تھی وسوسے کے باطل ہونے کو بتلا رہے ہیں کہ خطرناک نقصان وہ کونسی چیز ثابت ہوگی۔ میں گزارش کروں گا کہ فاضل مخاطب نے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ شاہ اسمعیل کی یہ عبارت جو توہین تھی تو مولانا احمد رضا خان صاحب نے کافر کیوں نہیں کہا اور کافر نہ کہنے کہ وجہ کیا ہے؟ ادھر سے مولانا احمد رضا خان صاحب

حاشیہ:۔ کار پاکاں راقیاس از خود مگیر کا مطلب تو یہ تھا کہ ان کے افعال میں اسرار اور حکمتیں ہوتی ہیں وہ بظاہر خلاف شرع ہی کیوں نہ ہوں جیسے حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ لیکن تجھے اعتراض کا حق نہیں ہے نہ یہ کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بلکہ (باقی اگلے صفحہ پر)

کی کتابوں کا حوالہ پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ انہوں نے شاہ اسمٰعیل کی تردید میں پوری کتاب لکھی ہے اس کے صفحہ 63 پر شاہ صاحب کے خلاف لکھتے لکھتے مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں بلکہ الکوکب الشهابیه صفحه 59 پر فرمایا۔

''بالجملہ ماہ نیم ماہ وماہ نیمروز کی طرح ظاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع آئمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا واجب اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب''

شاہ صاحب کا ان تمام عبارات کے باوجود یہ فیصلہ ہے کہ میں شاہ اسمٰعیل شہید کو کافر نہیں کہتا ہوں اس طرح دیگر کتب کے علاوہ الکوکبہ الشھابیہ میں اور قراۃ الہند یہ اور اپنے ملفوظات میں بھی ان کے یہی فتاوی ہیں اور فاضل مخاطب ان تمام حوالہ جات سے آگاہ ہیں کہ انہوں نے کافر نہیں کہا۔

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید نے جس طرح پوری وضاحت کے ساتھ اس میں عبارت نقل کردی ہے کہ ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں محض خیال آنے کا مطلب نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ خیال تو خود بخود آتا ہے۔

حاشیہ : (بقیہ) اللہ تعالیٰ کے فرمان کو نظر انداز کردو نہ ﴿اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ کا خیال کرو نہ ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ کی حکمت سے غرض رکھو نہ حدیث تقریری کا خیال رکھو نہ اجماع صحابہ پر نگاہ رکھو نہ خصائص نبوی کو خاطر میں لاؤ۔

وہ فرماتے ہیں کہ اپنی توجہ کو کسی طرف مبذول کر دینا اپنا مدعا اسی کو بنالینا اور ساری چیزوں سے توجہ ہٹا کر ایک ہی ذات کی طرف توجہ کر لینا یہ فرماتے ہیں کہ نماز کے اور مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے یعنی یہ مقصد نہیں کہ نبی پاک کا معاذ اللہ ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ کہتے ہوئے خیال آگیا تو نماز ٹوٹ جائے گی بلکہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جہاں جہاں اللہ نے جو دعائیں قرآن میں سکھائی ہیں جیسا کہ عبادات میں آئیں ان دعاؤں کا نماز میں پڑھنا بھی نماز کے خلاف نہیں کیونکہ اللہ نے خود ان دعاؤں کا ارشاد فرمایا ہے اسی طرح ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ پڑھنے کا تو خود حکم ہے اور ساتھ ساتھ اس کو خارج کر کے فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں تو نماز کے کمال کے خلاف نہیں کیونکہ شرعاً حکم ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا حکم دیا ہے اس لئے یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمعیل کی اس عبارت میں توہین نہیں جس کے۔لئے میں نے علمائے بریلوی کے مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب کا نام پیش کیا تھا۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی! پہلے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں کہ یہ مولانا احمد رضا خان صاحب کی عبارت سے ثابت فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب کافر نہیں ہیں لہذا ان کی یہ عبارت گستاخانہ نہیں ہے اور شاید ان کو معلوم نہیں ہے کہ ایک ہے لزوم کفر اور ایک ہے التزام کفر فتوی کفر کا اس صورت میں دیا جاتا ہے جبکہ یہ پتہ چل جائے کہ یہ عبارت لکھنے والا اور یہ عبارت بولنے والا اس کفر پر مطلع ہوا اور باوجود اس کے اس پر اڑا رہا اور اس نے رجوع اور توبہ نہیں کی تب یہ کہا جائے گا کہ یہ عبارت کفریہ اور گستاخانہ ہے اور اس کا کہنے والا کافر ہے۔

اور جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس عبارت کا لکھنے والا اس کی قباحت اور مفاسد پر مطلع ہوا تو احتیاط یہی ہے کہ عبارت کو کفریہ کہا جائے مگر اس کے لکھنے والے کو کافر نہ کہا جائے اور چونکہ اسمٰعیل دہلوی صاحب مولانا احمد رضا خان صاحب کے زمانے سے پہلے رحلت کر چکے تھے لہذا اس اطمینان کی کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ واقعی اس عبارت کی سنگینی اور اس میں مضمر مفاسد پر مطلع ہوئے اور پھر بھی اس پر مصر رہے لہذا انہوں نے از راہ احتیاط ان کو کافر نہ کہا کیونکہ ان کا التزام کفر متحقق نہیں ہوا تھا باقی رہا عبارت کے گستاخانہ ہونے کا معاملہ تو انہی مولانا احمد رضا خان صاحب نے اسی کتاب کے صفحہ 30 پر یہ ارشاد فرمایا کہ ''مسلمانو! اللہ کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان یا قلم سے نکلنے کا ہے حاشا اللہ۔ پادریوں پنڈتوں وغیرہ کھلے کافروں مشرکوں کی کتابوں کو دیکھو کہ انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں اس طرح کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک الفاظ تمہارے پیارے نبی ﷺ تمہارے سچے رسول ﷺ کی عصمت میں سے ہوں انہیں مواخذہ دنیا کا ڈر لگتا ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھیے کہ اس نے کس جگرے سے محمد الرسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ سب دشنام کے جملے لکھ دیئے اور روز آخر اللہ رب العزت غالب قہار کے غضب عظیم اور عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا'' تو جہاں تک عبارت کی سنگینی کا تعلق تھا صفحہ 30 پر یہ تنبیہ فرما دی ہے اور جہاں تک احتیاط کا تعلق تھا کہ ہو سکتا ہے مولانا اسمٰعیل صاحب اپنی اس عبارت کی قباحت پر متوجہ نہ ہوئے ہوں انہوں نے بے توجہی کی صورت میں یہ کہہ دیا ہے اگر وہ میرے وقت میں ہوتے تو میں ان کو متوجہ کراتا متنبہ کرتا ہو سکتا ہے باز آجاتے اور توبہ کر جاتے اس احتیاط کے باعث انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں کفر کا فتویٰ نہیں دیتا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا کہ باقی آئمہ کی تصریحات کے مطابق چونکہ عبارت نے

اندر توازن قائم کر دیا گیا ہے کہ ایک طرف خیال مصطفےٰ ﷺ کو رکھا گیا ہے اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال کو رکھا گیا ہے لہذا یہ عبارت صریح گستاخی اور توہین کے ضمن میں آتی ہے لہذا انہوں نے اس قسم کا فتوی دے دیا ہے لیکن میں اس کو لزوم کفر سمجھتا ہوں اور التزام کفر نہیں سمجھتا اور کفر کا فتوی نہیں دیتا نہ یہ کہ میں عبارت کو گستاخانہ نہیں سمجھتا۔

آیئے! اب یہ دیکھیں کہ کفر کے لزوم اور التزام میں فرق ہے کہ نہیں ہے تو یہ کتاب نبراس میرے ہاتھ میں ہے یہ عقائد کی کتاب ہے اور شرح عقائد کی شرح ہے اس کے صفحہ 199 پر موجود ہے ﴿قَدْ تَقَرَّرَ فِی الشَّرْعِ اَنَّ الْتِزَامَ الْكُفْرِ كُفْرٌ لَا لُزُوْمُهٗ﴾ کہ کفر کا التزام کر لینا یعنی کفر یہ سمجھنے کے باوجود اس پہ اڑ جانا یہ تو کفر ہے اور کفر کا فتوی بھی دیا جائے گا لیکن غلطی سے کسی کے منہ سے نکل جائے تو اس کلمہ کو کفریہ کہا جائے گا بولنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا الغرض التزام کفر کفر ہے لزوم کفر کفر نہیں ہے تو یہ ایک احتیاط والا پہلو تھا جس کی وجہ سے مولانا احمد رضا خان صاحب نے کفر کا فتوی نہ دیا نہ یہ کہ اس عبارت کو گستاخانہ تسلیم نہیں کیا۔

علاوہ ازیں آپ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ صراط مستقیم میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ زنا کا خیال آنے پر اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کرے تو عرض کیا جا چکا ہے کہ دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است۔ تو حالت نماز میں بیوی کا خیال کیوں بہتر قرار دیا جا رہا ہے تو یہ زنا کے برے خیال سے بچنے کی ہی ایک تدبیر بیان کی جا رہی ہے اور پھر تم کہتے ہو کہ صحابہ کا معاملہ چھوڑیئے مجھے ذرا یہ بتلایئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ میں سے ہیں جنہوں

حاشیہ:۔ مولانا حق نواز صاحب کا یہ استدلال عجیب تھا کہ کافر نہ کہنا ان اقوال کے درست ہونے کی دلیل بن گیا کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

نے یہ ارشاد فرمایا ہے ﴿اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ شَخْصَهُ الْکَرِیْمَ﴾ کہ آپ کے شخص کریم کو اپنے دل میں حاضر کرو پھر سلام پیش کرو اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایئے کہ کیا صحابہ کرام قابل تقلید نہیں ہیں نیز یہ حدیث تقریری بن گئی کہ سرکار کے سامنے صحابہ نے ایک فعل کیا اور سرکار نے انہیں نہ ٹوکا اور اسلام کے اندر آپ لوگوں کے نزدیک بھی قولی عملی اور تقریری حدیث معتبر اور قابل قبول ہے کہ نہیں ؟ لہذا اگر یہ فعل کسی صورت میں بھی توحید کے منافی ہوتا تو سرکار منع فرما دیتے اور روک دیتے ۔ اور اس کے علاوہ شیخ محقق کی بات عرض کر چکا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں مصلی را باید کہ ازیں شہود و مقصود آگاہ باشد کہ وہ سرکار کی تشریف آوری سے آگاہ ہو اور سرکار دو عالم ﷺ پر بالقصد یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ کی حقیقت موجود ہے سلام بھیجے یہاں بھی قصد کی تلقین عرفاء کی زبان سے اور شیخ محقق کی زبان سے موجود ہے۔

حاشیہ : (بقیہ) زانی شرابی ڈاکو اور قاتل کافر ہیں اور شریعت میں ان پر کفر کا فتوی لگانا درست ہے ؟ جب کافر کہنا درست نہیں تو کیا کہا جائے گا کہ یہ افعال درست ہیں ؟ یقیناً یہ افعال بھی درست نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کے ضمن میں آتے ہیں اسی طرح ان اقوال میں بھی قائل کا التزام کفر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قائل کو کافر نہ کہنے سے ان کا درست ہونا کیونکر لازم آتا ہے اور یہی حقیقت حضرت بریلوی قدس سرہ کی کلام سے ظاہر ہے ۔ جس طرح کہ مولانا حق نواز صاحب کی پیش کردہ عبارت کے الفاظ ''اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالا بوجوہ کثیرہ کفر لازم''

میں اس امر کی صراحت موجود ہے لہذا عبارت کا کفریہ ہونا ان کے نزدیک مسلم ہے البتہ ان کے قائل کو کافر کہنے میں بوجہ التزام کفر معلوم نہ ہونے کے احتیاط سے کام لیا ہے

لہٰذا یہ کہنا کہ اب توجہ کرنی ناجائز ہے بالکل غلط ہے اور تمہارا یہ قول بجا نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ میں ابو سعید بن معلیٰ کی روایت میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو ٹوکا تھا کہ میرے بلانے پر کیوں حاضر نہیں ہوئے تھے؟

اور اسی حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ یہ تو بہر حال واجب ہے کہ سرکار کے بلانے پر نمازی نماز چھوڑ دے اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے ہاں ان کی بارگاہ میں حاضری سے نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں ٹوٹتی؟ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اور اس میں کثیرین کا مذہب یہ ہے کہ نماز چھوڑ کر بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں حاضری دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان سنتے ہی نماز چھوڑ کر چلا جائے سرکار جو کلمہ فرمائیں وہ کام کر کے آئے پھر جہاں چھوڑ گیا تھا وہیں سے شروع کرے تو اس کی نماز میں خلل نہیں آئے گا بلکہ نمازی کی نماز باقی ہے اگرچہ سرکار کو سلام دیا ہے۔

کلام کیا ہے خطاب کیا ہے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہے قبلہ سے منہ موڑ کر سرکار کی طرف منہ کر لیا

حاشیہ: ۔علامہ عینی عمدۃ القاری جلد سابع صفحہ 282 پر فرماتے ہیں ﴿وَقَالَ صَاحِبُ التَّوضِيْحِ صَرَّحَ اَصْحَابُنَا فَقَالُوْا مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ لَوْ دَعَا اِنْسَانًا وَّهُوَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْاِجَابَةُ وَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهُ﴾ ترجمہ: صاحب توضیح نے فرمایا کہ ہمارے علماء نے صراحتًا فرمادیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ کسی شخص کو پکاریں اور وہ نماز میں ہو تو اسے بارگاہ نبوی میں حاضری دینی لازم ہے اور نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہونے سے اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ آپ کے بلانے پر محض نماز چھوڑنے کو آپ کے خصائص میں (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کیونکہ قبلے کے قبلہ کی طرف منہ ہو گیا لہذا نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا تو ایسی صورت میں تمہارا یہ کہنا کہ صحابہ کا معاملہ الگ ہے اب توجہ نہیں کرنی چاہیے قطعا غلط ہے۔

اور دوسری جو بات میرے نزدیک قابل گرفت ہے وہ یہ ہے کہ مقام ہو سرکار کے تصور کا اور اس کے مقابل گدھے اور بیل کے خیال کو ذکر کیا جائے تو آیا اس موازنہ اور تقابل کے اندر کوئی سقم ہے یا نہیں ہے؟

میں کوئی کفر کا فتوی نہیں دے رہا کہ آپ اعلی حضرت کی عبارت پیش کر کے یہ ثابت کریں کہ کفر نہیں ہے کفر نہیں ہے بات فتوی کی نہیں ہو رہی بلکہ عبارت کی سنگینی کی بات ہو رہی ہے لہذا آپ کا وہ حوالہ بے سود ہے آپ اس پر توجہ فرماویں کہ یہ جو توازن قائم کیا گیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے آپ کی درسی کتاب ھدایہ شریف جلد اول صفحہ 138 کا حاشیہ جو مولانا عبد الغفور صاحب کا ہے اس کی ایک عبارت میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس پر انہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے آگے سے کتا گزرے عورت گزرے تو کیا نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بعض لوگوں کا یہ فتوی پہنچا کہ کتے اور گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے اور اسی طرح عورت بھی اگر آگے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو آپ نے امت محمدیہ کے مفتیوں کے فتوی کو سن کر جو رد عمل ظاہر کیا وہ کیا تھا؟

﴿وَاَنْکَرَتْ عَائِشَةُ وَقَالَتْ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ قَدْقَرَنْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ﴾ او عراقیو! او منافقو! او بدبختو! تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں سے ملا

حاشیہ: (بقیہ) شمار نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ نماز توڑنا تو اور بھی کئی صورتوں میں ضروری ہو جاتا ہے مثلا اندھا کنویں میں گر رہا ہو تو اس کو بچانے کے لئے، چور چوری کر رہا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

دیا جہاں تم کتوں اور گدھوں کا ذکر کرتے ہو وہاں تم عورتوں کا ذکر بھی کرتے ہو عورت کا ذکر آئے گا تو وہاں ازواج مطہرات کا ذکر بھی آجائے گا تم اس ضمن میں گویا ازواج مطہرات کو ذکر کر کے گدھے اور کتے کے ساتھ ان کی مماثلت قائم کر رہے ہو اور اس کے ساتھ ساتھ بخاری شریف اور مسلم شریف کے اندر بھی اس فتوی پر آپ کا ردعمل منقول ہے۔

آپ فرماتی ہیں ﴿فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ﴾۔تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں سے تشبیہ دی ہے بخاری شریف جلد اول صفحہ 73 پر یہ روایت موجود ہے اور صدیقہ کائنات اس کی راوی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک روایت جو انہی سے مروی ہے جب آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کون کون سی چیزیں نماز کو توڑتی ہیں ﴿فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْءَةُ﴾ کہ نماز کو کتا گدھا اور عورت توڑ دیتی ہے تو آپ نے فرمایا ﴿لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا﴾۔کہ تم نے ہمیں کتا بنا دیا ہے جہاں کتوں کا ذکر تھا وہاں ہمارا ذکر کر کے ہماری بے ادبی کر دی ہے۔

حاشیہ: (بقیہ) تو اس سے اپنا مال بچانے کے لئے لہذا آپ کی خصوصیت دراصل یہ ہے کہ آپ کی دعوت اور بلاوے پر حاضر ہونا اور نماز کو چھوڑ دینا نماز کے لئے قطعاً مفسد نہیں ہے بلکہ جہاں چھوڑ کر گیا تھا وہیں سے شروع کرے ملاحظہ ہو تفسیر مظہری جلد 3,4 صفحہ 46

﴿قِيْلَ اِجَابَةُ الرَّسُوْلِ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَقِيْلَ دُعَائُهٗ اِنْكَانَ لِاَمْرٍ لَا يَحْتَمِلُ التَّاخِيْرَ فَلِلْمُصَلِّى اَنْ يَّقْطَعَ الصَّلٰوةَ لِاَجْلِهٖ وَالظَّاهِرُ .هُوَ الْمَعْنَى الْاَوَّلُ وَاِلَّا فَقَطْعُ الصَّلٰوةِ يَجُوْزُ لِكُلِّ اَمْرٍ وَّنَهْيٍ مُهِمٍّ يَفُوْتُ بِالتَّاْخِيْرِ كَالْاَعْمٰى يَقَعُ فِى الْبِيْرِ وَهُوَ يُصَلِّىْ لَوْ لَمْ يَقْطَعْهَا وَلَمْ يُرْشِدْهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ﴾

تو دیکھئے حضرات عطف کے ساتھ بات کی جارہی ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے کتا اور گدھا اور عورت گزرے گی تو نماز ٹوٹ جائے گی یہاں کوئی تشبیہ کا کلمہ نہیں ہے تمثیل کا کلمہ نہیں ہے لیکن چونکہ تینوں حکموں کا اکٹھا ذکر کیا ہے کہ نماز ٹوٹ جائے گی تو آپ فرماتی ہیں ﴿لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا﴾ تم نے ہمیں کتا بنادیا تو معلوم ہوا کہ عطف کے ساتھ حکم میں شریک کرنا اگر کتا بنادینے کے مترادف ہے تو کیا اس موازنہ میں نبی پاک کی بے ادبی ہے کہ نہیں ہے؟ گستاخی ہے کہ نہیں ہے؟ تصور سے منع کردیا جاتا کہ حضور کا خیال ہی نہ آنے دیا جائے اور نماز کے اندر سرکار کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اس میں تعظیم مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوگی اللہ تعالیٰ کی توحید میں خلل آئے گا اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا مسئلہ سمجھانے کے لئے یہ الفاظ موجود تھے یا یوں کہہ دیا جاتا کہ اگرچہ سرکار کا خیال ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے ادھر سے توجہ ہٹا لینی چاہیے تاکہ ایسی تعظیم لازم نہ آئے جو توحید کے منافی ہو لیکن اس کا موازنہ اس کے ساتھ کرنا کہ یہ خیال کتے اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے آپ مجھے اس کا جواب دیں کہ یہ موازنہ بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور گدھے اور کتے کے ساتھ عورت کا ذکر کرنا اگر بے ادبی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فتوی دینے والوں کو او منافقو! او بدبختو! کے الفاظ سے یاد کررہی ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ غصہ بجا تھا یا بے جا تھا؟ اور تم بھی اس قسم کا رد عمل ظاہر کرسکتے ہو یا نہیں؟

حضرات سوچئے! کہ ایک ہے عام عورت کی بات کرنا اور ایک ہے ازواج مطہرات کی بات کرنا انہوں نے بات عام عورت کے متعلق کی ہے بالخصوص ازواج مطہرات کی بات نہیں کی جس پر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اور یہاں سرکار کا ذکر کرکے (گو جناب رسالت مآب ﷺ باشند) کہہ کر کہا جارہا ہے کہ یہ تصور العیاذ باللہ گدھے اور بیل

کے تصور میں غرق ہونے سے بہت برا ہے۔ اگر ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ الفاظ اور کلمات خبیثہ سماعت فرماتیں تو آپ کا رد عمل کیا ہوتا۔؟

دیوبندی مناظر

﴿نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ﴾

حضرات گرامی! شاہ اسماعیل صاحب کی عبارت زیر بحث ہے۔ آپ میرے فاضل مخاطب کی تقریر سماعت فرما چکے ہیں۔ شاہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ وسوسے کو بیان کر رہے ہیں۔ کہ وسوسہ کون سا خطرناک ہے اور کون سا خطرناک نہیں ہے ظاہر ہے کہ جب ایک چیز کی خطرناکی بتلانا ہے۔ تو وہ خطرناکی بتلاتے ہوئے ایسی چیز کا نام لیا جائے گا کہ جن سے کھلم کھلا محسوس ہو کہ یہ زیادہ نقصان دہ بن سکتی ہیں اور یہ نہیں بن سکتی۔ اب رہی یہ بات کہ ایسی بات ان کو نماز میں کہنی چاہیئے تھی کہ نہیں۔ مقدس لوگوں کا خیال آنا چاہیئے تھا کہ نہیں۔ تو میں واضح کر رہا ہوں کہ مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی اپنے حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں کہ "عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف مشغول نہ ہو سب علاقے قطع ہو جائیں۔ اسکی طرف توجہ ہو جب عبادت میں تمام علاقے قطع کر کے اللہ کے سوا کوئی اور علاقہ نہیں رکھنا۔ صرف اللہ ہی کی طرف علاقہ رکھنا ہے تو شاہ اسماعیل نے بھی تو یہی بتلایا ہے کہ عبادت میں صرف اللہ کیساتھ معاملہ رہے اگر واقعی تعلقات قطع نہیں کیے جائیں گے تو وہ عبادت کا اعلیٰ مقام نہیں ہوگا کہ جس کو خود آپ اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کوثر الخیرات میں تصوف کا اعلیٰ مقام تسلیم کر چکے ہیں۔ 1

حاشیہ۔ 1 تعجب ہے کہ مولانا حق نواز صاحب نے دوبارہ پھر وہی جھوٹ بول دیا۔ حالانکہ کوثر الخیرات میں اس واہمہ کا رد کیا گیا ہے اور اس توجیہہ کا ابطال کیا گیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے سوا خیال کسی اور طرف لے جانا یہ عبادت کی روح کے خلاف ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! اس بات سے واضح ہو گیا کہ شاہ اسماعیل نے جو کچھ لکھا ہے وہ عبادت کی روح کو بیان کیا ہے عبادت کے مقام اور عظمت کو بیان کیا ہے باقی رہی یہ بات کہ میرے فاضل مخاطب یہ فرمار ہے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہا کہ تم نے ہمیں کتوں کے ساتھ شریک کر دیا کہ مسئلے کو بیان کرتے ہوئے کہ آگے سے کتا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسی طرح اگر عورت گزر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی تو میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوثر الخیرات میں یہی چیز موجود ہے تو اس طرح توہین ہو گی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بعینہ اسی طرح فرمایا کہ وہی علم شیطان اور ملک الموت میں شرک نہیں لیکن رسول خدا ﷺ میں ثابت کرنا شرک ہے؟ حالانکہ شرک ایک ہے غیر خدا ہونے میں سب برابر ہیں۔

اب آپ نے انبیاء ملک الموت اور رسول اللہ ﷺ کو غیر خدا ہونے میں جب برابر بیان کیا ہے تو کیا یہ توہین ہوئی یا نہیں 1

حاشیہ : ۔ یہ مولانا کی عجب منہ زوری اور تحکم تھا کلام تھا رذیل اور گھٹیا الفاظ و کلمات استعمال کرنے میں اور جو احکام صرف خسیس اور رذیل اشیاء کے ہی لائق تھے ان کے افضل الرسل علیہم السلام کی ذات اقدس پر لگانے میں جیسے کہ کتا گدھا نماز توڑتا ہے تو ساتھ ہی عورت کے متعلق یہی حکم لگا دیا جائے اسی طرح تصور مصطفوی کو گدھے اور بیل کے تصور کے مقابل رکھ کر بدتر کا حکم لگانے میں نہ کہ تمام تر احکام ہیں لہذا یہ محض تخلیط و تلبیس ہے اور غیر خدا ہونے میں سب کا برابر ہونا ایسا حکم نہیں ہے جو صرف خسیس اور رذیل اشیاء کے ساتھ خاص ہو یا اس سے عظمت نبوی میں فرق آتا ہو۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے فتوی کے مطابق تو آپ ہی گویا انبیاء کے ساتھ شیطان کا ذکر کے اوران کو مخلوق خدا ہونے میں برابر کر کے اور ایک جگہ تبصرہ کر کے گویا توہین کر دی تو یہ تو آپ کی اپنی زبان اور قلم کی بات ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! دوسری عبارت کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایسا فرمایا حالانکہ سرور کائنات ﷺ مجوس کا ذکر کرتے ہوئے کلب و حمار اور خنزیر کا ذکر کرتے ہوئے عورت کا ذکر کرتے ہیں۔

میرے سامنے ابوداؤد کی کتاب الصلوۃ صفحہ 102 موجود ہے جب آپ خود یہی ذکر فرمارہے ہیں اور عورت کو مجوس کے ساتھ اور کلب خنزیر کے ساتھ اکٹھا ذکر کر رہے ہیں تو گویا سرور کائنات نے خود وہ بات فرمادی تو اب اگر اس طرح ذکر کرنے سے توہین بن جاتی ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بہ نسبت امام الانبیاء کا فتوی وزنی ہوگا آقا نے خود اس طرح کے ذکر کرنے کو توہین نہیں سمجھا اور عورت کا ذکر کر دیا ہے 1

﴿عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى غَيْرِ السُّتْرَةِ فَاِنَّهٗ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْخِنْزِيْرُ وَالْيَهُوْدِيُّ وَالْمَجُوْسِيُّ وَالْمَرْاَةُ﴾ یہ مراۃ کے لفظ مجوسی خنزیر یہودی اور کتا اور حمار کے ساتھ موجود ہیں اور خود سرکار دو عالم ﷺ اسی مسئلہ کو بیان فرماتے ہیں تو اس صورت میں بات کھل کے سامنے آگئی آپ نے خود انبیاء علیہم السلام کو شیطان کے ساتھ غیر خدا ہونے میں برابر کہہ دیا ظاہر ہے کہ اگر یہ توہین ہے تو آپ خود توہین کا ارتکاب کر چکے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا فتوی خود آپ پر لگ جائے گا اور حضرت ﷺ اسی طرح عورت کو ذکر کر چکے ہیں۔

کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے وہ الفاظ آنحضرت ﷺ پر بھی فٹ

کریں گے کہ آپ نے عورتوں کی توہین کیوں کر دی ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت بالکل واضح ہے اس میں تو وسوسے کے خطرناک ہونے کو بیان کرتے ہیں باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے مولانا احمد رضا خان صاحب نے لزوم والتزام کیوجہ سے کافر نہیں کہا آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کونسے ہوتے ہیں اور التزام کے کونسے ہوتے ہیں جب یہی معنی شاہ احمد رضا صاحب کرتے ہیں اس میں صاف کہہ دیا اور تصریح کر دی کہ اس میں پنڈت اور پادری جیسی گالیاں دے دی اگر یہ سچ تھا اور عبارت کی واقعی سنگینی تھی کہ پادری اور پنڈت جیسی گالیاں دی گئی ہیں تو جو بندہ نبی کو پنڈت اور پادری جیسی گالیاں دے رہا ہو کیا اس نے کفر کا التزام نہیں کیا؟ کیا شاہ اسمٰعیل نہیں جانتا تھا کہ میں پادریوں جیسی گالیاں دے رہا ہوں اس کے باوجود بھی وہ کافر نہیں معلوم ہو گیا کہ لزوم والتزام کا فرق نہیں ہے۔

حاشیہ :1 اس حدیث پاک کا ذکر کرنا بھی بے محل اور بے مقصد ہے کیونکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہل عراق پر عتاب اور ناراضی کا اظہار محض تائید و تقویت دلیل کے لئے پیش کیا گیا تھا اور مستقل دلیل اس کو نہیں بنایا گیا لہذا اس رد و قدح سے ہمارے اصل دلائل یعنی صحابہ کرام کا عین حالت نماز میں ادب نبوی کے لئے مصلی کو چھوڑ دینا تالیاں بجانا وغیرہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ اس موازنہ کے بے ادبی و گستاخی کا باعث ہونے میں کوئی فرق پڑتا ہے جو مولوی اسمٰعیل کی عبارت میں موجود ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کی طرف توجہ مبذول کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا برا ہے عطف کے طور پر گدھے کتے اور عورت کا باہمی ذکر ہمارے اس اعتراض سے کیا مناسبت رکھتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر

مولانا احمد رضا خان صاحب نے بھی خواہ مخواہ تلخی پیدا کی فی الحقیقت وہ بھی جانتے تھے کہ اس میں یہ تلخی نہیں ہے۔ اگر واقعی یہ تلخی ہے کہ پادریوں اور پنڈتوں جیسی گالیاں دی ہیں۔ تو میں سامعین اور ججز صاحبان سے یہ کہتا ہوں کہ ایک شخص اب عام چوک میں کھڑے ہو کر امام الانبیاء کو پادریوں جیسی گالیاں دے مثلاً پادری امام الانبیاء کو جھوٹا کہتے ہیں پادری امام الانبیاء کو مجنوں ثابت کرتا ہے اور معاذ اللہ بدذات کہتا ہے۔

تو ایک شخص چوک پر کھڑے ہو کر پادری جیسی گالیاں دے رہا ہو کون ہے جو کہے کہ ہم اس میں تاویل کریں گے ہم اس کو کافر نہیں سمجھتے۔ جب پادری جیسی گالیاں شاہ اسمعیل نے دی ہیں اور واقعی اس عبارت میں یہی سنگینی تھی۔ اور مولانا احمد رضا خان صاحب بھی سنگینی سمجھتے تھے اور یہ الفاظ حقائق پر مبنی تھے تو انہیں کافر کہنا چاہیئے تھا لیکن صورت حال یہی ہے کہ آپ خواہ مخواہ وقت کو طول دے رہے ہیں انہوں نے بھی خواہ مخواہ شاہ اسمعیل کی عبارت میں سنگینی پیدا کی حقیقتاً وہ

حاشیہ: (بقیہ) مولوی حق نواز صاحب کو ایسی عبارت دکھلانی چاہیے تھی جس میں تصور مصطفے علیہ التحیۃ والثناء کو کسی نے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے سے بدرجہا برا کہا ہو العیاذ باللہ

نیز ہمارا استدلال یہ تھا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ایسے انداز بیان اور اسلوب کلام سے ناراض ہو رہی ہیں تو وہ اگر مولوی اسمعیل کی اس عبارت کو دیکھتیں تو ان کا رد عمل کیا ہوتا مولوی حق نواز صاحب کی پیش کردہ روایت سے ہمارے اس استدلال کا جواب کیسے ہو سکتا ہے جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے وہ البتہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض بنے گا اور انکی ناراضگی کے بے جا ہونے کو مستلزم ہوگا جو ہم نے روایات پیش کی ہیں ان کا جواب بہرحال یہ نہیں ہے رہا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یہ اعتراض تو اس کا جواب اگلے صفحہ پر حاشیہ میں مذکور ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بھی جانتے تھے کہ یہ سنگینی نہیں ہے پادریوں جیسی گالیاں نہیں پنڈتوں جیسی گالیاں نہیں میں اپنے فاضل مخاطب قابل صد احترام سے گزارش کروں گا کہ اگر واقعی شاہ اسمعیل نے پادریوں جیسی گالیاں دی ہیں پنڈت جیسی گالیاں دی ہیں مولانا احمد رضا خان صاحب پر کیا فتوی لگے گا کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو جو نبی کو گالیاں دیتا رہا سب و دشنام دیتا رہا تبرا بازی کرتا رہا انہوں نے کہا کہ احتیاط اسی میں ہے اسے کافر نہ کہا جائے۔ تو یہ تو آپ کو مولانا احمد رضا خان صاحب کے حوالہ جات کی خود تاویل کرنا پڑے گی کہ جب گالیاں ہیں اور سنی ہیں تو کفر کیوں نہیں لزوم اور التزام کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ پادری جیسی گالیاں دے دے اور تم کہو کہ یہ لزوم ہے اور التزام ہوا التزام آخر کن الفاظ سے ہوگا میرے فاضل مخاطب وہ الفاظ ارشاد فرمائیں کہ اگر کسی عبارت میں یہ الفاظ ہوں تو التزام ہوتا ہے اور یہ الفاظ ہوں تو لزوم ہوتا ہے جب یہ بات نہیں ہے تو شاہ اسمعیل کی عبارت بالکل بے غبار ہے انہوں نے یہ واضح کردیا کہ اپنے آپ کو صحابہ پر قیاس نہ کرو تمہاری وہ شان نہیں ہے ان کو خیال آجائے تو ان کی توجہ خالق سے نہیں ٹوٹتی اور تم نے اگر کہیں اور

حاشیہ:۔ (بقیہ) اس روایت کو یہاں پیش کرنا قطعاً بے محل اور بے موقع ہے کیونکہ امتیوں کے اس فتوی پر آپ کا یہ ردعمل تھا جو بخاری اور مسلم جیسی مستند کتب احادیث میں موجود ہے اور اس کا انکار ناممکن اور یہاں بھی کلام امت کے ایک فتوی اور سنگین عبارت میں چل رہا تھا اب اگر کوئی بیٹا ماں کے حق میں وہی کلمات بولنے لگے جو باپ بولتا ہو اور اس کی ناراضی ظاہر کرنے پر کہے میرا باپ یہ لفظ استعمال کرے تو ناراض نہیں ہوتی لہذا مجھ پر کیوں ناراض ہوتی ہے تو ظاہر ہے وہ کہے گی اس کا مقام اور ہے اور تیرا مقام اور ہے اس کے جو حقوق مجھ پر ہیں ان کا تقاضہ کچھ اور ہے اور جو میرے تجھ پر ہیں ان کا تقاضہ کچھ اور۔ اور وہابی صاحبان کی بنیاد فساد (باقی اگلے صفحہ پر)

خیال کرلیا تو خالق سے توجہ ٹوٹ جائے گی۔

تو میں کہنا چاہتا ہوں عبادت کے لئے مفتی نعیم الدین صاحب نے خود کہہ دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کا خیال نہ لاؤ اللہ کی طرف توجہ رہے اور قرآن کے حاشیہ پر بھی لکھ دیا مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت کو توہین نہیں سمجھا اسی لئے کافر نہیں کہا۔ ورنہ جو سنگینی پیدا کی اس کے ساتھ لزوم نہیں التزام آتا ہے۔

وقت ختم

دوبارہ دیوبندی مناظر کے اعتراضات کا گھنٹہ شروع ہوا۔

دیوبندی مناظر

میرے ذمہ یہ موضوع تھا کہ بریلوی علماء نے اپنی کتب میں انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے چنانچہ جاء الحق کے حوالہ میں میں نے ثابت کیا کہ نبی پاک کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں اس کا جواب کما حقہ نہیں آیا میرا وہ سوال قائم ہے اور اس میں وہ جائے گا اور وہی عبارت دوبارہ آئے گی اسی طرح دوسرا اعتراض قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ والا بھی قائم ہے وہ بھی ابھی نہیں ٹوٹا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان عبارات میں دھوکہ یا دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے کہ نہیں اور ان عبارات کے پڑھنے سے ذہن چاک ہوتا ہے کہ نہیں اب میں ایک تیسرا حوالہ

حاشیہ: (بقیہ) یہی ہے کہ وہ اپنا مقام نہیں سمجھتے اور نہ منصب رسالت و نبوت کا لحاظ کرتے ہیں فرق مراتب کا ملحوظ رکھنا ان کے نزدیک ضروری نہیں جب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں بحث ہو رہی ہو تو امتی ہونے کے دعویداروں کو اپنی حیثیت مدنظر رکھ کر بات کرنی چاہیئے

اپنے دوسرے ٹائم میں پیش کرنا چاہتا ہوں جج صاحبان بھی غور سے سماعت فرمائیں آپ حضرات بھی غور فرمائیں یہ علمائے بریلوی کی معتبر ترین کتاب انوار شریعت میرے سامنے موجود ہے اس کا صفحہ 38 میرے سامنے موجود ہے اسی صفحہ پر سوال 12 ہے کہ مسیح علیہ السلام لوگوں کی ھدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے حضرت محمد ﷺ دوبارہ نہیں آئیں گے پس افضل کون؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علمائے بریلوی کے مفتی صاحب جواب ارشاد فرما رہے ہیں۔

جواب:۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہا ہو۔

منصف:۔ مفتی صاحب کا نام کیا ہے۔

مولوی حق نواز صاحب۔ مولانا نظام الدین ملتانی کتاب کا نام انوار شریعت۔ دوبارہ سماعت فرمائیے۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو پہلی دفعہ فیل ہوں اگر مسیح علیہ السلام پہلی دفعہ ناکامیاب رہے یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لیے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے اور چونکہ حضرت محمد ﷺ اپنی پہلی آمد ہی میں ایسے کامیاب ہوئے کہ شہنشاہ عرب ہوئے اور توحید الہی چار دانگ عالم میں پھیلا کر نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا سے بظاہر پردہ فرمایا اس لئے ان کا دوبارہ آنا ضروری نہیں دوبارہ وہی آئے جس نے اپنا کام پورا نہیں کیا پس سوچو کہ افضل کون ہے میرے قابل صد احترام سامعین سوچیے پہلا لفظ جو حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے (دوبارہ وہی آئے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے) کون ہے دنیا میں وہ بندہ جو کسی پیغمبر کو رسالت کے کام میں ناکامیاب کہے میں فاضل مخاطب سے پوچھوں گا کہ آج تک اس دنیا کی کسی کتاب میں کسی معتبر عالم کسی مفکر و محدث نے یہ لکھا کہ عیسی علیہ السلام ناکامیاب واپس گئے اس لئے اب دوبارہ

اپنی رسالت کی تکمیل کے لئے آئیں گے دوسرا لفظ استعمال کیا ہے کہ امتحان میں فیل ہو اس کو دوبارہ امتحان میں بلایا جاتا ہے اس کا معنی یہ ہوا کہ عیسی علیہ السلام پہلے فیل ہو گئے اور اب دوبارہ بلایا جارہا ہے کہ وہ یہود کے ڈر کے مارے رسالت کا کام سرانجام نہ دے سکے۔ مسلمانو! قرآن کہتا ہے ﴿وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ یہود نے انبیاء کو ناحق شہید تو کر دیا لیکن انہیں سچ کہنے سے رسالت کے کام پہنچانے سے اللہ کے احکام بیان کرنے سے اور رب ذوالجلال کی توحید بیان کرنے سے انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکی شہید تو ہو گئے ان کے وجود آرے سے چرادیئے گئے ان کو ہجرتوں پر مجبور تو کر دیا لیکن کسی پیغمبر نے اپنے رسالت کے کام میں کوتاہی نہیں کی اور یہاں بتلایا جارہا ہے کہ پیغمبر یہود کے ڈر کے مارے اپنا کام ادھورا چھوڑ گئے معاذ اللہ اور اب وہ دوبارہ اس کام کو پورا کرنے کے لئے آئیں گے میرا فاضل مخاطب پر سوال ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے عیسی علیہ السلام کے بارے اپنا یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ وہ ناکام واپس گئے کیا کوئی رسول اپنی رسالت میں ناکام واپس جاسکتا ہے اور کیا اب دوبارہ حضرت عیسی علیہ السلام امام الانبیاء ﷺ کے امتی بن کے آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سرانجام دینے کے لئے آئیں گے اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا اب تو امام الانبیاء کے دین کا کام کرنا ہے اپنی رسالت تو ادھوری کی ادھوری رہ گئی اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوت کا انکار لازم آیا اس لحاظ سے بھی یہ بات خطرناک ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت کے خلاف ہے اور میں اپنی اسی ٹرن میں جاء الحق اور انوار شریعت کے حوالے کے ساتھ ساتھ ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی بندہ کتے کو مان لے کہ اس پر قرآن اترا ہے اگر کوئی کتے کو نبی مان لے کہ یہ میرا پیغمبر ہے اور کتے کی طرح عوعو کرتا پھرے تو مقیاس حنفیت میں مولانا محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کرے تو غلامان مصطفے کو کچھ کہنے کا موقع ہی

نہیں ملے گا اور نہ وہ عذاب الیم میں گرفتار ہوگا میں ابھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ غور فرمائیں مصنف حفظ الایمان اشرف علی تھانوی نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون کتے اور بلے اور خنزیر کو بھی حاصل ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن مجید کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان صبی و مجنون پر بھی نازل ہیں تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے میرے الفاظ سماعت فرمایئے گویا مولانا عمر صاحب مصنف حفظ الایمان کو مشورہ دے رہے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو تو کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آنا چاہیے اور عوعو کرتا پھرے تاکہ غلامان مصطفےٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے اور مصنف مذکور اس توہین مصطفےٰ کی وجہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو اس عبارت پر میرا اعتراض یہ ہے کہ اگر ایک شخص کتے کو نبی مانتا ہے اور کہتا ہے کہ کتے پر قرآن اترا تو غلامان مصطفےٰ کو تو زبان سے کچھ نہ کہنا ۔کیا اس کا قلع قمع کر دیں گے بلکہ یہ کہا کہ غلامان مصطفےٰ خاموش ہو جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ عذاب الیم میں گرفتار نہ ہوں گے اگر بندے کو نبی ماننا عذاب الیم میں گرفتار ہونے کا سبب ہے تو کیا کتے کو نبی ماننے کے بعد وہ عذاب الیم سے کیسے بچ جائے گا ۔مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے مصنف حفظ الایمان کو مشورہ دیا ہے کہ اگر تو اپنے نظریہ پر قائم رہے ۔تو عذاب الیم میں گرفتار ہوگا اور غلامان مصطفےٰ ﷺ تجھے نہیں چھوڑیں گے اگر تو میرا مشورہ مان لے تو غلامان مصطفےٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے ایک فرق اور بھی واضح کرتا جاؤں ایک ہے کچھ نہ کہنا اور ایک ہے کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے موقع ہی نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اعتراض ہی نہ ہو لوگ کہتے ہیں کہ ایسا کام کرو کہ کسی کو بھی کہنے کا موقع ہی نہ ملے یہ ہماری زبان کے الفاظ ہیں مطلب یہ ہے کہ کتے کو نبی مان لو تو غلامان مصطفےٰ ﷺ کو تنقید کی گنجائش ہی نہ ملے گی معاذ اللہ اور نہ ہی عذاب الیم میں گرفتار ہو

اور اگر یہ نہیں تو آگے کہتا ہے تو ورنہ توہین مصطفےٰ ﷺ کی وجہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوں گے یعنی میرا مشورہ نہیں مانتے تو عذاب ہوگا میرا مشورہ مان لو گے تو عذاب الیم سے بچ جاؤ گے غلامان مصطفےٰ ﷺ کی تنقید سے بچ جاؤ گے مسلمانان پاکستان میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا کبھی کتے پر بھی قرآن اترا ہے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آؤ بتا رہا ہے کہ کوئی قرآن کتے پر بھی اترا ہے اور آگے کہتا ہے کہ اگر یہ مان لو گے اور عوعو کرنا شروع کر دو گے تو غلامان مصطفےٰ ﷺ تنقید بند کر دیں گے کیا کوئی غلام مصطفےٰ ﷺ ہے کہ وہ اس پر تنقید بند کر دے جو کتے کو نبی مانے لوگوں نے بچھڑے کو خدا مانا پیغمبروں نے تردید کی لوگوں نے تصویروں کو خدا مانا انبیاء نے تردید کی آج کوئی کتے کو نبی مانے گا تو علماء تردید کریں گے بس چلے گا تو اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا چہ جائے کہ یہ مشورہ دیا جائے کہ غلامان مصطفےٰ ﷺ کی تنقید سے بچ جائے گا اور اگلا جملہ یہ ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہوگا یعنی اگر میرا مشورہ مان لیتا ہے تو عذاب الیم میں بھی گرفتار نہیں ہووے گا تو میں نے اپنے اس موقع پر دو سوال پیش کیے ہیں ایک مولانا محمد عمر اچھروی صاحب کا یہ کہنا کہ کتے پر نازل شدہ قرآن مان لینے سے کوئی توہین مصطفےٰ ﷺ نہیں ہے اور نہ ہی غلامان مصطفےٰ کو اس آدمی کے خلاف بولنا چاہیے اور دوسرا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کرنے لگ جائے تو عذاب الیم میں گرفتار ہونے سے بچ جائے گا۔ اس کے بعد واشگاف الفاظ میں اور توہین کیا ہوگی۔ اور اسی طرح جو میں نے انوار شریعت کا حوالہ پیش کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ناکامیاب ہوئے۔

منصف خان منظور صاحب ایڈووکیٹ۔ آپ نے جو حوالہ دیا ہے کیا وہ علمائے بریلوی میں سے ہیں؟

جی ہاں مولانا عمر صاحب اچھروی علمائے بریلوی کی محترم شخصیت ہیں۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب۔

حضرات آپ کے سامنے فاضل مناظر نے مولانا محمد عمر صاحب کی وہ عبارت پیش کی ہے جو انہوں نے اشرفعلی تھانوی صاحب کے رد میں بیان فرمائی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس مسئلے کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا عالم الغیب کا لفظ سرکار دو عالم ﷺ پر بولنا جائز ہے یا نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہیں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور اکرم ﷺ کی کیا تخصیص ہے بلکہ ایسا علم غیب تو زید عمر بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لئے بھی حاصل ہے اور اگر کل علم غیب مراد ہے تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے'' یہ کتاب حفظ الایمان کا صفحہ نمبر 8 ہے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے جو جواب دیا تھا اس عبارت میں حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی بات کا بیان تھا جب کل علوم غیب کو عقلاً نقلاً باطل قرار دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ مان لیا کہ حضور اکرم ﷺ کے جو علوم ہیں وہ بعض ہیں اور بعض علوم میں آپ کی خصوصیت کا انکار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ایسا علم غیب تو زید عمر بکر صبی یعنی بچوں کو مجنونوں یعنی پاگلوں کو اور بہائم یعنی چارپائیوں کو بھی حاصل ہے تو ایسی صورت میں مولانا عمر صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ غیب جاننا نبی کی خصوصیت ہے اور یہ غیوب ان کو قرآن کی وساطت سے دیئے گئے ہیں تو جب قرآن کی وساطت سے انہیں غیوب دیے گئے ہیں اور ان علوم غیبیہ کا نبوت کے ساتھ اختصاص تھا اور ان کا تم نے کر دیا انکار توجہ فرمایئے غیب ہیں قرآن میں اور قرآن نبی پر اترا ہے اور نبی قرآن کے ذریعے ان علوم کو سمجھتا ہے جب ان غیوب کی

خصوصیات کا انکار کیا گیا تو گویا ان قرآنی علوم کا حامل ان کتوں وغیرہ کو بھی اسی طرح تسلیم کر لیا گیا ہے تو اس میں نبی اکرم ﷺ کے وصف نبوت کے ایک خاص مابہ الامتیاز امر یعنی علوم غیبیہ کے ادراک وحصول کو ان بچوں پاگلوں اور جانوروں میں تسلیم کر لیا گیا اور علوم غیبیہ کے حصول کا ذریعہ کیا تھا قرآن مجید تو جب علوم غیبیہ غیر میں تسلیم کر لئے گئے تو ذریعہ کو ماننا بھی لازم آجائے گا کیونکہ یہ تعلیم اسی کے ذریعہ سے دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾

اللہ رب العزت نے تم پر قرآن اتارا اور حکمت نازل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ تم کو سکھلا دیا تو گویا قرآن کے نزول کے ذریعے سے آپ کو یہ تمام علوم دیئے گئے ہیں تو جب ان علوم کی خصوصیت کا انکار کر کے ان کو چارپایوں بچوں اور پاگلوں کے اندر ثابت کیا گیا اور ان کا ذریعہ حصول قرآن مجید تھا اور یہ بچوں اور پاگلوں میں تم نے مان لیا ہے تو مولانا محمد عمر صاحب فرما رہے ہیں کہ پھر ان کو نبی بھی مان لو اور ان پر نزول قرآن بھی تسلیم کر لو اور پھر اس طرح تم نبوت کا مذاق اڑا دو اور کتوں گدھوں کے اندر یہ چیز تسلیم کر لو تو جناب والا وہ آپ کی عبارت کا پوسٹ مارٹم کر رہے تھے رد کر رہے تھے اور جس خصوصیت کا تم نے انکار کیا ہے اس انکار کی وجہ سے تمہیں جو مفاسد لازم آ رہے تھے وہ تو تم کو ان مفاسد پر متوجہ کر رہے تھے اور بجائے اس کے کہ تم متوجہ ہوتے اور متوجہ ہو کر توبہ کرتے الٹا تم نے مولانا محمد عمر صاحب پر الزام عائد کرنا شروع کر دیا کہ تم نے یہ کہہ دیا ارے وہ تو تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ اس سے اور کون کون سے مفاسد لازم آتے ہیں آیئے اب دیکھیں کہ علم غیب انبیاء کی خصوصیت ہے کہ نہیں اور تم نے اس خصوصیت

میں خسیس ورذیل چیزوں کو ان کے ساتھ شامل کر دیا ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾

اللہ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ تمہیں علم غیب عطا کرے بلکہ وہ غیب کی عطاؤں کے لئے اپنے رسولوں کو منتخب فرماتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ رسول کا سرمایہ افتخار اور رسول کی امت سے وجہ امتیاز ہے غیب کا جاننا اس خصوصیت کا انکار کر کے جب یہ علوم زید عمرو بکر بچوں پاگلوں اور حیوانوں کے اندر ثابت کیے گئے ہیں تو اس صورت میں گویا جو خرابیاں لازم آ رہی تھیں ان کو مولانا محمد عمر صاحب نے نشاندہی کی ہے سنیے دوسری آیۃ کریمہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾

اللہ غیبوں کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیبوں پر مرتضی رسولوں کے علاوہ کسی کو مطلع نہیں کرتا تو یہاں عوام سے علم الغیب کی نفی کر دی ہے صرف رسولوں کی خصوصیت ذکر کی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا علم غیب اگرچہ علوم الٰہی کے لحاظ سے بعض ہے اللہ کے لحاظ سے کل نہیں ہے لیکن مخلوق کا علم ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا ہے تو نبی اکرم ﷺ کو جو بعض علوم بھی دیئے گئے ہیں وہ بعض علوم بھی کتنے ہیں وہی امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے اشعار کو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نشر الطیب کے اندر نقل کرتے ہیں اور علماء دیوبند نے ان کے قصیدہ بردہ کی شروح لکھی ہیں وہی امام بوصیری فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا   وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یا رسول اللہ دنیا و آخرت آپ کے فیضان کا ادنیٰ کرشمہ ہے اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کا ایک معمولی سا حصہ ہیں جس حبیب پاک ﷺ کے علوم کی اتنی کثرت ہے اور اتنی فراوانی ہے جس

نبی پاک ﷺ کے علوم کی حالت یہ ہے۔

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی﴾

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا پوچھنے والو کیا پوچھتے ہو کہ تم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو شب معراج کیا علوم عطا کیے تھے تمہارے ذہن سمجھنے سے قاصر ہیں میں تمہیں کیسے بیان کروں بس جو میں نے دینا تھا دیا اور جو وہ لے سکتے تھے انہوں نے لیا جتنی ان کی صلاحیت واستعداد تھی اس کے مطابق میں نے ان کو یہ عطیات دیئے تو علم غیب پیغمبر کا ایک خاصہ ہے لیکن مولانا اشرف علی تھانوی نے گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ اگر سرکار کے لئے بعض علوم غیبیہ مانے جائیں تو اس میں آپ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کو بھی حاصل ہے کبھی تو چارپایوں کو کہتے ہیں کہ بے علم ہیں بے عقل ہیں اور انبیاء سے بھی علم غیب کی نفی کرتے ہیں لیکن ان کے ماننے پہ آتے ہیں تو جو بے عقل ہیں بے علم ہیں ان کے لئے صرف علم نہیں مانا بلکہ علم غیب مان لیا ہے پیارے مصطفے ﷺ کے ساتھ بغض وعداوت کا اظہار کرتے ہوئے اور آپ کی شان رفعت نشان میں بے باکی سے کام لیتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا گیا کہ اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر صبی ومجنون کو بھی حاصل ہے مولانا محمد عمر صاحب کی عبارت کیا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ یہ تمام غیبی خبریں ہیں اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسی علوم غیبیہ تو صبی و مجنون کتے بلے خنزیر کو بھی حاصل ہیں مطلب یہ ہے جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت میں لازم آنے والی خرابیاں بیان کی ہیں اور مفاسد پر تنبیہ کی ہے۔ جن کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان صبی ومجنون پر بھی نازل ہونا لازم آئے گا تو اس پس منظر میں مولانا محمد عمر صاحب کی اس عبارت پر غور فرمائیں وہ فرماتے ہیں کہ

میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے کیونکہ جب علم غیب ادھر تسلیم کر لیا ہے اور غیب قرآن میں ہے تو اس لحاظ سے ادھر قرآن کا نزول بھی لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا چنانچہ اس بنا پر مولانا محمد عمر صاحب مصنف حفظ الایمان کو الزام دے رہے ہیں تو یہ تھی حقیقت اس الزام کی اب مولانا کی عبارت میں جو خرابی پوشیدہ تھی جس پر تنبیہ فرما رہے ہیں وہ کیا ہے۔

کہ مولانا تھانوی نے ''ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر اور صبی و مجنون اور بہائم کو بھی حاصل ہے'' کہہ کر ایک طرف لکھا نبی پاک سرور کائنات کے ان علوم کو جن کے اندازہ سے مخلوق قاصر ہے اور دوسری طرف بچوں پاگلوں اور حیوانات کا ذکر کے ایسا کا لفظ استعمال کیا تو میں حضرات منصفین سے اور عام سامعین سے عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں کہ ایک طرف تو علم مصطفےٰ ﷺ ہو اور دوسری طرف یہ چیزیں ہوں اور پھر ایسا کے لفظ سے یہ جو توازن قائم کیا جا رہا ہے اس میں نبی پاک ﷺ کی خصوصیات کا انکار ہے یا نہیں اور چونکہ علوم غیبیہ قرآن کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں تو کیا قرآن کا ادھر نزول بھی لازم آ رہا ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس عبارت کے متعلق خود یہ تسلیم کیا ہے۔

خان منظور خان صاحب:۔ قبلہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پہلا اعتراض جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھا اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

بریلوی فاضل مناظر:۔

جناب دو سوال آئے ہیں میں ایک کا جواب تو دے لوں اس کا جواب بھی ہم دیں گے

وہ بھی ہم پر محض الزام ہے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کے حوالہ کا جواب دے رہا ہوں۔

مولوی منظور احمد چنیوٹی: جناب علم غیب موضوع بحث نہیں ہے یہ خلط مبحث ہے۔

بریلوی فاضل مناظر:۔

خلط مبحث کہاں ہے آپ کے اس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے جو آپ نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی پر الزام لگایا ہے تو جب تک مولانا اشرفعلی تھانوی کی وہ عبارت سامنے نہیں آئے گی جس پر تنبیہ کے لئے انہوں نے یہ کہا ہے تو مولانا صاحب کی عبارت کس طرح واضح ہوگی تو جناب مولانا اشرفعلی کا رد اسی بنا پر کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ علوم غیبیہ تو کتے بلے اور خنزیر کو بھی حاصل ہیں اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کردوں کہ یہ جو حوالہ مولانا نظام الدین صاحب کا دیا جا رہا ہے آپ شرائط میں دیکھ لیں کہ علمائے بریلوی کی گستاخانہ عبارات پیش کی جاسکتی ہے اور وہ علماء معتبرین جن کے ذریعے سے علماء بریلوی کے مسلک کا تعین اور تشخص قائم ہے اور مولانا جناب نظام الدین صاحب کس سلسلہ کے ساتھ ان سے ملتے ہیں آپ یہ وضاحت فرمادیں گے تو ہم جواب دینے کو بھی تیار ہوں گے۔

وقت ختم

دیوبندی مناظر

﴿نحمدہٗ ونُصلّیْ ونُسلّمُ علٰی رسُولِہ الکریم﴾

قابل صد احترام سامعین میں نے پہلا حوالہ پیش کیا تھا اور اس حوالہ کے پیش کرنے سے پہلے میں نے گزارش کی تھی کہ میرے جاء الحق کے سابقہ دو حوالے تا حال قائم ہیں اور ان کا

اعتراض نہیں اٹھا لیکن میرے فاضل مخاطب نے اس دفعہ ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور پھر پہلے نمبر پر میں نے مولانا نظام الدین کا حوالہ پیش کیا تھا اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ آخر علمائے بریلوی میں سے بتلائیں چنانچہ میں انوار شریعت کے صفحہ اول پر دی گئی فہرست پڑھتا ہوں اور جن جن مفتیوں کے فتوے اس میں درج ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب لکھنے والے کون ہیں اور ان کے نزدیک قابل احترام کون ہیں چنانچہ یہ فہرست ہے۔ اور فہرست میں مجدد اسلام شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور یہ کتاب مرتب کرنے والے مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی ہیں اور سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائل پور سے شائع ہوئی یہ پانچ نام اس پر دیئے گئے ہیں میں فاضل مخاطب سے کہوں گا کہ اگر یہ علمائے بریلوی میں سے نہیں ہیں اور آپ اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں جانتے اور آپ نے اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین مان لی ہے تو آپ مولانا نظام الدین صاحب کو کافر کہہ دیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے تو میں یہ عبارت چھوڑ دوں گا میرے واجب الاحترام سامعین دوسری بات یہ ہے کہ یہ فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے یہ عبارت لکھی ہے میں جج صاحبان سے گزارش کروں گا سامعین سے بھی کہوں گا کہ ذرا توجہ فرمائیں کہ مسئلہ علم غیب پر میرے فاضل مخاطب نے سارا وقت ختم کر دیا حالانکہ نہ موضوع بحث مسئلہ علم غیب ہے اور نہ موضوع بحث حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی عبارت ہے وہ عبارت اگلے گھنٹے میں پیش ہوسکتی ہے کہ آپ کے مولانا اشرف علی تھانوی نے یہ لکھا ہے

اس گھنٹے میں اس پر بحث کرنا خلط مبحث ہے اور یقیناً انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے میرے واجب الاحترام بزرگو! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب کی وہ عبارت آپ اگلے گھنٹے میں پیش فرمانا میں جواب کا پابند ہوں گا اب میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی توجہ ججز صاحبان جن میں سے میں محترم پروفیسر تقی الدین صاحب کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کروں گا وہ خیال فرمائیں کہ اس میں وہ مولانا اشرفعلی صاحب کو مشورہ دے رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے کیا نازل شدہ کا لفظ یہ نہیں بتلا رہا کہ کتے پر بھی کوئی قرآن اترا ہے کہ جس پر ایمان لانا ہے نازل شدہ کا کیا معنی ہوتا ہے اور یہ اردو میں کن الفاظ میں اور کس موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

(نمبر2) آگے فرماتے ہیں کہ عوعو کرتا پھرے اچھا آگے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں تو ایسا کر۔ اب ایک آدمی کا یہ خیال مان لیتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھائی میں یہ تیرا خیال مان لوں تو مجھے فائدہ کیا ہوگا۔ آگے فائدہ بتلا رہے ہیں کہ جو تو یہ مان لے تا کہ تجھے غلامان مصطفےٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا اشرفعلی ہی مان لے زید عمرو کوئی مان لے کہ کتے پر قرآن اترا ہے کیا غلامان مصطفےٰ ﷺ تنقید نہیں کریں گے اور اگر نہیں کریں گے تو یہی گستاخی نبوت ہے۔ اور اگر کریں گے تو یہ کہہ رہے ہیں ہم نہیں کریں گے ہم تجھے چھوڑ دیں گے اگلی بات ایک تو تنقید سے بچ جاؤ گے دوسرا فائدہ فرما رہے ہیں کہ اگر میرا خیال مان لو تو نہ مصنف مذکور توہین مصطفےٰ ﷺ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوگا یعنی اگر یہ کتے کو نبی مان لے عوعو کرنے لگ جائے تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہوگا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتے کو نبی مان لینے کے بعد عذاب سے دنیا میں بچ کیوں سکتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم بچ

جاؤ گے اب اس کے بعد کہ اگر یہ خیال نہ مانو اب جس کو مشورہ دیا جا رہا ہے اس کو مشورہ دیا ہے ہمارا یہ خیال مان لو دو پہلوؤں سے ہماری تنقید سے بچو گے اللہ کے عذاب سے بچو گے اب وہی مصنف جس کو مشورہ دیا جا رہا ہے وہ کہتا ہے جناب میں تمہارا مشورہ نہیں مانتا میں آپ کا خیال نہیں مانتا تو کیا ہوگا آگے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفےٰ علیہ السلام کی وجہ سے ایمان کا کوئی حصہ نصیب نہیں میں ججز صاحبان سے کہتا ہوں کہ یہ لفظ ورنہ کس بات کے لئے آ رہا ہے اور کس بات کو واضح کر رہا ہے اور ورنہ کن موقعوں پر استعمال ہوتا ہے ماقبل مشورہ دیا مشورہ مان لو یہ کہتے ہوئے آگے کہا ورنہ یعنی نہیں مانو گے تو پھر عذاب الیم میں گرفتار ہو گے کیا یہ واشگاف الفاظ میں نہیں کہہ دیا گیا کہ جو کتے کو نبی مان لے اس کو عذاب بھی نہیں ہوگا غلامان مصطفےٰ علیہ السلام کی تنقید سے بھی بچ جائے گا رب ذوالجلال کی قسم اگر غلام احمد قادیانی اپنے اوپر وحی کا دعوی کر کے غلامان مصطفےٰ علیہ السلام کی تنقید سے نہیں بچ سکا تھا تو یہ کیسے بچ جائیں گے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ مشورہ جو دیا گیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز ہے 1

حاشیہ: بریلوی مناظر۔ 1 کبھی جو چیز بصورت مشورہ ذکر کی جاتی ہے۔ اس میں درحقیقت مخاطب کو اس کی خطا پر متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس مشورہ پر عمل کرنا مقصود نہیں ہوتا مثلاً اللہ رب العزت نے کفار کو فرمایا کہ اگر تمہیں قرآن مجید کے کلام خدا ہونے میں شک و تردد ہے تو ایک چھوٹی سی سورت کی مانند سورت بنا لاؤ اور اگر ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں ﴿قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ (اگلے صفحہ پر)

مشورہ یہ دینا چاہیے تھا کہ توبہ کرو مشورہ یہ دینا چاہیے تھا اگر تم اس طرح کرتے رہے تو ہم تم کو معاف نہیں کریں گے ہم تمہیں چھوڑ دیں گے نہیں ایک عالم دین یہ مشورہ دے کہ ایسا کر عذاب الیم سے بچ جائے گا یہ اس عبارت میں بالکل واشگاف الفاظ میں موجود ہے اور سرور کائنات ﷺ کی ذات کی توہین کی گئی ہے میں اپنی اس ٹرن میں توہین مصطفےٰ ﷺ کے سلسلہ میں ایک اور حوالہ بھی پیش کرتا جاؤں تا کہ میرے فاضل مخاطب کو تفصیل کے ساتھ حوالہ جات کے جواب دینے کے لئے کچھ زور لگے میرے واجب الاحترام دوستو اور بزرگو! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ میرے ہاتھ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ حاجی اللہ دودھایا صاحب کی لکھی ہوئی انوار رسالت کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر 208 پر ایک تصویر پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کر نیچے شعر لکھا ہے۔

صورت تھے میرے خواجہ کونین کی تصویر   ما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت

حاشیہ: (بقیہ) وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ﴾ تو کیا اس جگہ ان کفار پر لازم کیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک سورت کی مانند سورت بنالائیں ہرگز نہیں کیا سورت نہ بنالانے پر وہ فرض کے تارک ہوں گے اور قابل مواخذہ؟ ہرگز نہیں کیا سورت نہ بنالانے پر آگ میں ان کو عذاب دیئے جانے کی وعید ہے اور بنالانے پر اس سزا سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں یہاں سورت بنالانے کا حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ ان پر قرآن مجید کی صداقت ظاہر ہو جائے یہاں بھی مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کو سچ مچ کے امتی بننے اور اس پر قرآن کا نزول تسلیم کرنے اور اس کی طرح عوعو کرنے کا مشورہ نہیں دیا اور نہ درحقیقت عذاب خدا سے بچنے کے لئے یہ تدبیر بتلائی ہے بلکہ اپنے مزعوم فاسد پر متنبہ ہونے اور اس سے باز رکھنے کیلئے۔

میرے قابل صد احترام سامعین! بتلاؤ کیا پیر جماعت علی شاہ صاحب خواجہ کونین کی تصویر بن سکتے ہیں۔ وہ ذات گرامی

پروفیسر انجم صاحب صدر منصف: مستند کتابوں کا حوالہ پیش کریں۔

مولوی حق نواز صاحب: کیا یہ بریلوی کی کتاب ہے یا نہیں ہے؟

منصف جناب انجم صاحب: ہو یا نہ ہو آپ یہ حوالہ پیش نہیں کر سکتے مستند کتابوں پر تبصرہ کریں۔

مولوی حق نواز: یہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ ہیں۔

جناب انجم صاحب: ہم نے شرائط میں یہ طے کیا ہے کہ بریلوی مسلک کے معتبر علماء کی معتبر کتب کے حوالہ جات پیش ہوں گے (لہذا آپ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے مستند کتابوں اور معتبر علماء کے حوالے بیان کریں)

مولوی حق نواز: اگر یہ کتاب قابل اعتبار نہیں تو جس شخص نے یہ شعر لکھا ہے اور اپنی کتاب میں نوٹ کیا ہے یہ کہہ دیں کہ وہ بریلوی نہیں ہے اور کافر ہے اور نہ وہ قابل اعتبار ہے یہ گزارش سماعت فرمایئے کہ

صورت تھے میرے خواجہ کونین کی تصویر　　ما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت

فرماتے ہیں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی صورت خواجہ کونین کی تصویر ہے اور ما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت یعنی پیر جماعت علی شاہ صاحب جب بولتے تھے وہ

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى﴾

کا مصداق تھے کیا اس میں آقا کی توہین نہیں کی گئی جب پیر جماعت علی شاہ صاحب کا خلیفہ کتاب لکھنے والا ہو اس میں اپنے پیر کا فوٹو دے نیچے توہین آمیز شعر لکھے میں جج صاحبان سے بڑے ادب واحترام سے عرض کرتا ہوں کہ اس وقت تک یہ کتاب مستند نہیں ہوگی جب تک مصنف کو مستند ان الفاظ سے نہیں کیا جائے گا۔

کہ یہ توہین رسول ہے اور بریلویت سے خارج ہے اہل سنت سے خارج ہے اور وہ کافر ہے اگر وہ مانتے ہیں کہ سنی ہے مانتے ہیں کہ بریلوی ہے اور کافر نہیں کہتے تو کیا یہ حوالہ معتبر ہوگا اور اس کا جواب میرے فاضل مخاطب کو دینا ہوگا۔

حاشیہ :۔عجب سینہ زوری ہے کیا شرائط میں بھی یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر غیر مستند مصنفین کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ان کے سنی ہونے نہ ہونے کا فیصلہ دینا ہوگا اور کافر یا مسلمان ہونے کا بلکہ شرائط میں کتب معتبرہ سے حوالے پیش کرنا طے کیا گیا تھا اسی بنا پر انجم صاحب نے منع کیا مگر حق نواز صاحب اس حق بات کی مخالفت پر اڑے رہے اور غیر متعلق حوالہ پیش کرنے لگے نیز یہ امر ذہن نشین رہے کہ جب علامہ سیالوی ایسے حوالوں کے جواب میں مرثیہ گنگوہی کے حوالے دینے لگتے تو انجم صاحب ان کو بھی ایسی حوالے پیش کرنے سے روکتے اسی بنا پر انہوں نے وہ حوالے حتی الامکان پیش کرنے سے گریز کیا۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب :۔

حافظ محمد اسلم صاحب کے جمع کردہ فتاوے ہمارے لئے سند اور حجت نہیں ہو سکتے رہ گیا تصدیق کا معاملہ تو مشرق کے علماء مغرب کے علماء سے تصدیق کراتے رہتے ہیں تو ایک دو فتووں کے اندر موافقت سے مسلک کے اندر موافقت لازم نہیں آسکتی اور خود فتاوی رشیدیہ کے اندر مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ کا فتوی درج ہے تو پھر کیا اختلاف ختم ہو گیا اور جملہ مسائل کے اندر اتفاق واتحاد پایا گیا۔ یہاں اس کے پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے رہ گیا انوار رسالت کا معاملہ تو یہ ملفوظات جمع کیے ہوئے ہیں یا بعض حضرات کی اپنی خوش فہمیاں ہیں ہم آپ کے اکابر دیوبند جن سے مسلک دیوبند کا تشخص قائم ہے ان کی عبارات پیش کر رہے ہیں اور آپ غیر معروف قسم کے اور غیر مستند قسم کے لوگوں کی بعض عبارات پیش کر رہے ہیں ہم اس کے مقابل بہت کچھ پیش کر سکتے ہیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکے گا۔ 1

حاشیہ :۔ 1 شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات پر جو مرثیہ لکھا اس میں ان کو نبی اکرم ﷺ کا ثانی قرار دیا۔ شعر ملاحظہ ہو

زباں پہ اہل اھوا کے کیوں اعل ھبل شاید   اٹھا دنیا سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اگر مرتبہ ودرجہ میں ثانی قرار دینا جائز ہے اور وہ گستاخی وکفر نہیں ہے تو پھر محض صورت میں مشابہت کیونکہ بے ادبی وگستاخی قرار پائے گی وہ عالم باعمل تھے اولادرسول تھے روحانیت میں خلافت ونیابت رسالت مآب پر فائز تھے تو ان کے ارشادات کو وما ینطق کا مظہر قرار دینے میں بنسبت بانی اسلام کا ثانی کہنے کے زیادہ گستاخی ہے؟ (باقی اگلے صفحہ پر

دوسرا آپ بار بار یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ کا کوئی جواب نہیں دیا گیا وہ میں جواب دے چکا ہوں اور مدلل طریقے سے دے چکا ہوں اور آپ کے پیروں کے حوالے سے دے چکا ہوں کمہار اور لوٹے کی تمثیل کا آپ جواب دیں اور شیر کے بچے کے ساتھ جو تمثیل دی گئی ہے اس کا جواب دے دیں اور دوغلی پالیسی والے اعتراض

حاشیہ : (بقیہ) ثانی ہونے کے لئے صورت وسیرت میں ہر مرتبہ ومقام میں ارشاد اور فرمان میں پوری مماثلت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ اے کاش حق نواز صاحب کو اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنا بھی نصیب ہوتا وہ صرف دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے میں ہی مشغول ومصروف رہے

حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ فرائض ونوافل کے ذریعہ سے مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے ﴿وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ بِهٖ﴾ بخاری جلد ثانی باب التواضع مشکوۃ باب الذکر والتقرب الی اللہ اور یہ ظاہر ہے کہ جب بندہ محبوب کی زبان نور الہی سے منور ہو گئی تو ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی﴾ کا مظہر ہو گی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَنْطِقُ بِهٖ﴾ رواہ الترمذی۔ اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کی زبان اور دل پر حق و صداقت کو پیدا فرما دیا ہے اور دوسری روایت میں آپ کو محدث قرار دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کئے جانے والے اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہونا مسلم امر ہے۔ اور چونکہ یہ فضیلت اتباع نبوی کی برکت سے ہے لہذا ان مقبولان بارگاہ نبوی کی گفتار کو وما ینطق کا نور اور مظہر کہہ دینے میں کونسی گستاخی ہے؟ فاضل مناظر کہہ گئے ہیں کہ دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم کا شکل وصورت میں نہ کوئی آج تک مشابہ ہوا ہے (اگلے صفحہ پر)

کا سرکار کی دوہری حیثیت یعنی بشریت اور نورانیت ثابت کر کے جواب دے چکا ہوں ورنہ آپ اپنے مولانا قاسم صاحب نانوتوی کے اس ارشاد کا جواب دیں کہ

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

نہ جانا کسی نے تجھے بجز ستار

اگر آپ کی بشریت محض حجاب تھی تو حجاب کے اندر کیا تھا تو یہ آپ کی دوہری حیثیت ثابت ہو چکی ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ نے جو مولانا محمد عمر صاحب کی عبارت پیش کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اور اس کو خلط مبحث کے ساتھ تعبیر فرما رہے ہیں تو حضرت جس کی عبارت کا وہ

حاشیہ: (بقیہ) اور نہ ہو سکتا ہے شاید ان کو معلوم نہیں کہ حضرت امام حسن شکل وصورت میں بالکل نبی کریم ﷺ کی تصویر تھے ﴿عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رضی الله تعالی عنه﴾ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے بھی یہی فرمایا ہے ﴿کَانَ اَشْبَهُهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾ رواہ البخاری مشکوٰۃ صفحہ **569**۔ اور اسی مشابہت کی تفصیل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے یوں منقول ہے۔

﴿عن علی رضی الله عنه قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِکَ﴾ ۔ رواہ ترمذی مشکوٰۃ صفحہ **571** یعنی امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سینہ سے سر اقدس تک رسول اکرم ﷺ کے مشابہ تھے اور امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سینہ سے نچلے حصے کے لحاظ سے آپ کے مماثل تھے۔ کابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شکل وصورت میں بالکل مشابہ تھے اور اسی تشابہ وتماثل کی وجہ (اگلے صفحہ پر)

رد کر رہے ہیں جب تک وہ عبارت سامنے نہیں آئے گی تو ان کے رد کے اندر جو الفاظ آئے ہوئے ہیں ان کی کوئی وجہ جواز سامنے نہیں آسکے گی تو چونکہ جس کا رد کیا جا رہا ہے اس نے انتہائی سخت رویہ اختیار کیا ہے اور سخت قسم کے الفاظ استعمال کیے ہیں لہذا انہوں نے بھی اپنے جواب کے اندر یہ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں اور میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں کہ علم غیب کا ذریعہ حصول قرآن پاک ہے اور جب قرآن پاک کے اندر موجود علوم چار پایوں اور مجانین کے لئے

حاشیہ: (بقیہ) سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ انکی تعظیم وتکریم فرماتے اوران کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جاتے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور انہیں مرغات کا علاقہ بطور جاگیر عطا فرمایا شفاء شریف جلد ثانی صفحہ 40۔

وما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت پر اعتراض ہے تو ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے مولانا رشید احمد صاحب کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید صفحہ 17 جلد دوم

1۔ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر مولانا رشید احمد کے اس بلند بانگ دعوی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مؤلف تذکرہ کا بیان بھی ملاحظہ فرمالیں۔

2۔ احتمال خطاء اور امکان زلت کے درجہ میں آپ یقیناً بشر تھے مگر ہادی و رہبر عالم ہونے کی حیثیت سے چونکہ آپ اس بے لوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بطحائی پیغمبر کی میراث ہے۔ اس لئے آپ کے قدم قدم پر حق تعالی کی اجانب سے نگرانی ونگہبانی ہوتی تھی آپ اولیاء اللہ کے اس اعلی طبقہ میں رکن عظیم بن کر داخل ہوئے تھے جن کے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمان میں حفاظت کی گئی ہے۔ (اگلے صفحہ پر)

تسلیم کرلئے گئے ہیں اور لفظ بہائم کے اندر کتے اور خنزیر بھی آچکے ہیں تو مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کو اس عبارت کی وجہ سے جو مفاسد لازم آرہے تھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب مرحوم نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر تم اس پر بضد ہو کہ ایسا علم تو زید عمرو بکر صبی و مجنون کو بھی حاصل ہے تو لامحالہ ان پر قرآن کا نزول بھی ماننا پڑے گا اور آپ پھر نبی پاک کی بجائے انہی کو نبی تسلیم کرلیں جن کے حق میں یہ علوم غیبیہ مان رہے ہو تو وہ جو ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی لڑکے یا کتے یا دیوانے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لاؤ یہ نازل شدہ قرآن آپ کے مولانا اشرفعلی کی عبارت سے لازم آرہا ہے نہ کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ نازل ہوا ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ علوم غیبیہ ان میں موجود ہیں سرکار کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور علوم غیبیہ کا ذریعہ قرآن ہے تو آپ کو لازم آرہا ہے کہ

حاشیہ :(بقیہ) اور جن کی زبان اور اعضاء بدن کو تائید وتوفیق خداوندی نے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے اپنی تربیت وکفالت میں لے رکھا ہے۔ صفحہ **16,17**

فرمائیے حضرات دیوبند اس مسئلہ میں کیا فتوی ہے کہ جب اقوال وافعال اور قلب و جوارح کی من جانب اللہ حفاظت کی گئی تو گفتار رشید احمد ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ کا مظہر ہوئی یا نہ آپ ہی ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر ملاحظہ فرما کر دوسروں کی آنکھ کے تنکا پر اعتراض کرنا بند کردیجئے

3۔امداد المشتاق مولفہ مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب صفحہ **198** پر مولانا گنگوہی کا دعوی بایں الفاظ منقول ہے میرا حضرت حاجی صاحب کے ساتھ برسوں یہ تعلق رہا کہ بغیر آپ کے مشورہ کے میری نشست و برخاست کبھی نہیں ہوئی حالانکہ حاجی صاحب مکے میں تھے اور اس کے بعد جناب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ یہی معاملہ برسوں رہا۔ خدارا انصاف کیا اب بھی وما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت قابل اعتراض ہے دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہوسکتا ہے؟

قرآن بھی ان کتوں خنزیروں پراترا ہواورایسی صورت میں وہ تمہارے زعم کے مطابق جوخرابی آرہی تھی اس پراس تفریع کو مرتب کررہے ہیں اور کے ساتھ فرماتے ہیں پھر چھوڑیئے غلامی مصطفے ﷺ کو کیونکہ غلامان مصطفے تو اعتراض صرف اسی پر کریں گے جوان کے نبی کا غلام ہوگا کہ تو غلامی کا دعوی بھی کرتا ہےاور پھر گستاخی بھی کرتا ہے۔اگر کوئی دوسرے کی امت ہوتو اس پر کوئی خاص الزام عائد نہیں کیا جاسکتا۔وہ تو دشمن ہی ہے ماننے والے ہی نہیں اگران سے کوئی ایسا گستاخی کا کلمہ صادر ہو جائے تو اس پر کوئی خاص مواخذہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔اصل اپنوں کی گستاخی زیادہ سنگین اور نا قابل برداشت ہوگی اسی وجہ سے اگر ذمی کوئی کلمہ گستاخی استعمال کرتا ہے۔اور دارالسلام میں رہتا ہوتو اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان کلمہ گستاخی استعمال کرتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔کیونکہ اس نے مسلمان ہونے کے باوجود جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہےاس کا ادب واحترام ملحوظ نہیں رکھا اس لئے اس کوٹھکانے لگا دیا جائے گا تو جو محمد عربی ﷺ کے غلام ہوں گے ان کے لحاظ سے یہ خرابی بہت سنگین ہوگی اور ان پر مواخذہ کرنا ضروری ہوگا تو اس لئے یہ کہا کہ پھر ہمیں تو جھگڑا ہے محمدی ہونے کی صورت میں اگر تو محمدی ہونے کا انکار کر جائے کسی دوسری طرف چلا جائے تو غلامان مصطفے کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے اگر تو ملت ہی دوسری بنالے گا تو ہمیں گلہ شکوہ کوئی نہیں ہوگا ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو تو توہین مصطفے کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں ہوگا جب تمہارا عقیدہ یہ ہوگا کہ یہ علوم غیبیہ زید عمرو بکر صبی ومجنون کو حاصل ہیں اور وہ قرآن کی وجہ سے حاصل ہیں تو پھر قرآن مجید بھی وہاں تسلیم کرنا پڑے گا علاوہ ازیں مصنف مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوی کفر ثبت کیا یہ المہند صفحہ 30 پر ہے ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید عمرو بکر بہائم اور مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعا کافر ہےاور دیوبندیوں کے بعض اکابر نے مصنف مذکور یعنی مولانا اشرفعلی تھانوی پر بہتیرے فتوے کفر کے جڑے لیکن حکیم صاحب ﴿اخذتہ العزۃ بالاثم﴾ کے مصداق اس عبارت کی صحت اور درستگی پر ہی اڑے رہے الغرض مولانا محمد عمر صاحب ان کی عبارت کی سنگینی کے پیش نظر یہ بات کہہ رہے تھے آپ بار بار کہتے ہیں کہ

یہ خلط مبحث ہے تو جس عبارت کا یہ رد ہے جب تک وہ عبارت سامنے نہیں آئے گی تو اس جواب کی پوری حقیقت واضح نہیں ہو سکے گی تو آپ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ آپ کے مولانا نے ان علوم غیبیہ کے اختصاص کی نفی کر دی ہے اور زید عمرو بکر صبی و مجنون میں ان کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو ایسی صورت میں یہ علوم ادھر تسلیم کرنا جو نبوت کا خاصہ تھا نبی ماننے کے مترادف ہے کہ نہیں؟ پھر وہ قرآن کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں تو قرآن کا نزول ان پر ماننا لازم آرہا ہے یہ اس لزوم کے لحاظ سے بحث کی جارہی ہے۔

رہا مولانا نظام الدین کے کسی فتوی کی علماء بریلوی کی طرف سے تصدیق کا معاملہ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے۔ یہ فتاوی رشیدیہ آپ کے سامنے ہے اس کے صفحہ نمبر 473 پر مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک استفتاء سے متعلق الگ جواب ذکر کیا گیا ہے جواب میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی ضروریات شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہو یا اس کے کسب پر قادر ہو تو اسے سوال حرام ہے اور جو اس مال سے آگاہ ہو اسے دینا حرام ہے تو لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار اور مبتلائے آثام

تو بہر حال اس فتوے کے ذکر کرنے سے مقصد یہ تھا کہ مال زکوۃ کسی کو ایسی حالت میں دینا جب اس کے پاس مال وغیرہ موجود ہو اور پتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس مال موجود ہے یا نہیں ہے تو اس صورت میں آیا دینے والا گنہگار ہوگا کہ نہیں ہوگا تو اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کا فتوی خود فتاوی رشیدیہ کے اندر موجود ہے اور وہ اس کی تائید و توثیق کر رہے ہیں تو فتووں کے توافق کے ساتھ یہ لازم نہیں آتا کہ مسلک کے اندر کوئی اتحاد اور یگانگت پائی گئی ہے لہذا اس لحاظ سے اسے بریلوی مسلک کے معتبر علماء کی کتاب قرار دینا ٹھیک بات نہیں ہے نیز آپ شرائط کے الفاظ میں دیکھ لیں ان میں موجود ہوگا اور مولانا منظور احمد صاحب جو شرائط پڑھ کر سنا رہے تھے ان میں بھی علمائے معتبر کا لفظ آپ حضرات نے سنا ہوگا تو ایسی صورت میں کسی مرید کے جمع کردہ ملفوظات کو جو عقیدت کے اندر آکر جمع کیے گئے ہیں ان کو سند بنا لینا یہ کافی نہیں ہو سکتا ہے ورنہ میں اس کی بہت ساری مثالیں پیش کروں گا اور آپ کے لئے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں رہے گی یہ مولانا رشید احمد صاحب کے ایک مخلص مرید ہیں وہ آپ کے ملفوظات کو جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "

مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو غرق فی التوحید تھے پھر مسکراتے ہوئے ان کا واقعہ بیان کیا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارن پور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں وہ ان کے پاس گئے تو ایک صاحبہ تشریف نہ لے آئیں اور جب وہ نہ آئیں تو پوچھا وہ بی کیوں تشریف نہیں لائیں تو ان سے کہا گیا یعنی رنڈیوں نے جواب دیا کہ میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو تو اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں میاں صاحب نے کہا کہ نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئیں تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں تو اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہی تو ہے تو رنڈی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور خفا ہو کر ﴿لا حول ولا قوۃ﴾ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر تو پیشاب بھی نہیں کرتی ہوں میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی"

یہ تھا ملفوظ جو مولانا رشید احمد صاحب نے بیان کیا مگر اس کا آغاز کیا ہے مسکرا کر یہ فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔ یہ مولانا رشید صاحب مستغرق توحید کا واقعہ بیان کر رہے ہیں اور رنڈیوں کے اس واقعہ کو اور اس جعلی و منحوس پیر کے ان کلمات کو کہ "کرتا کون ہے کراتا کون ہے" ان کفریہ باتوں کو مسکرا مسکرا کر بیان کرتے ہیں میں آپ سے پوچھوں گا جو کفریہ کلمہ نقل کرتے ہوئے مسکرا کر اسے نقل کرتا ہے وہ کافر ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا تو یہ ملفوظات میں موجود ہے (وقت ختم)

(تو کیا فتویٰ ہے استغراق فی التوحید کے ایسے واقعات چسکے لے لے کر بیان کرنا جائز ہے اور یہ ملفوظ قابل اعتبار ہے)

دیوبندی مناظر:۔ قابل احترام سامعین! میں نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے ایک خلیفہ کا حوالہ پیش کیا تھا جس پر یہ بحث شروع ہوگئی کہ یہ معتبر ہے یا نا معتبر۔ چنانچہ میں اپنے فاضل مخاطب پر صرف ایک سوال کروں گا کہ کیا پیر جماعت علی شاہ صاحب غیر معتبر لوگوں کو خلافت دیا کرتے تھے؟

صدر منصف جناب انجم صاحب:۔ یہ مسئلہ خارج عن البحث ہے اور میں فریقین

حاشیہ:۔ کیا شرائط مناظرہ میں یہ مسئلہ بھی حل کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا کہ پیر خلافت معتبر لوگوں کو دیتے ہیں یا غیر معتبر لوگوں کو اور کیا بوقت خلافت جو معتبر ہو وہ بعد میں کبھی بدل نہیں سکتا اور سب علماء و خلفاء معتبرین ہوتے ہیں آپ لوگوں کے سامنے تو حاجی امداد اللہ صاحب (جو اشرفعلی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کے پیر ہیں) کے حوالے پیش کیے جائیں تو کہہ دیتے ہو وہ عالم نہیں تھے معتبر صرف علماء کا قول ہے وہ محض صوفی تھے لہذا ان کا قول حجت نہیں اس لئے ان کے فیصلہ ہفت مسئلہ کو نظر انداز کر دیا گیا کیا اللہ ودھایا صاحب ان سے زیادہ معتبر ہیں اور علامہ؟ خود مولوی رشید صاحب نے ان کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ملاحظہ ہو امداد المشتاق صفحہ 192,193 مسائل مختلف فیہا میں آپ کے مرشد برحق اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا امام ربانی (رشید احمد صاحب) کے ساتھ جو کچھ بھی خلاف تھا وہ من جانب اللہ اس آزمائش کا معیار تھا (تا) آپ نے اعلیٰ حضرت کو شیخ اور طریقہ نبویہ کا راہبر سمجھا تھا خود نبی یا رسول نہیں سمجھا تھا کیا خیال ہے اگر علمائے دیوبند کا مرشد ان کے نزدیک ہر بات میں قابل اتباع نہیں ہے اور ان کے اقوال کی مخالفت کرنا انہوں نے اپنا فرض سمجھا تو ہمارے لیے کسی اللہ ودھایا صاحب کی بات قابل الزام کیوں کر ہوسکتی ہے؟ نیز کرتا کون اور کراتا کون ہے بس وہی تو ہے ضامن علی نے زنا کار مردوں اور رنڈیوں کے فعل کو العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دیا اور اسی کو (اگلے صفحہ پر)

سے عرض کروں گا کہ آپ نے یہ جو ایک ذیلی اور ضمنی موضوع پر گفتگو شروع کر دی ہے اس کو چھوڑیں اور اصل موضوع پر آئیں۔

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی:۔ میں یہ گزارش اور عرض کرتا ہوں کہ پیر صاحب کے خلیفہ نے یہ جو آنحضور ﷺ کے لئے الفاظ استعمال کیے ہیں اگر یہ توہین نہیں ہے تو وہ ثابت کریں کہ یہ توہین نہیں ہے اور اگر ہیں تو کہیں کہ نبی پاک کی توہین ہے اور فتوی لگائیں۔

حق نواز صاحب:۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میں نے جو حوالہ پیش کیا تھا مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کا (زبردست کھانسی) مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کو جو مشورہ دیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتے کو نبی مانتا ہے تو ہم اس شخص کی تردید نہیں کریں گے تنقید نہیں کریں گے اب اس میں میرے فاضل مخاطب نے ایک لفظ کو ہاتھ تک نہیں لگایا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تردید نہیں کریں گے تنقید نہیں کریں گے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر میرا مشورہ مان لو تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہو گے سوال یہ ہے کہ اگر ایک شخص کتے کو نبی مان لیتا ہے تو عذاب الیم میں گرفتار کیوں نہیں ہو گا یہ ان کی اصل عبارت پھر پڑھتا ہوں میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے اور عوعو کرتا پھرے تاکہ غلامان

حاشیہ: (بقیہ) مولانا رشید احمد صاحب استغراق فی التوحید کا نام دے رہے ہیں تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اللہ ودھایا کا صورت وگفتار پیر جماعت علی شاہ کو نبی اکرم ﷺ کی صورت وگفتار قرار دینا اور اپنے شیخ کی مدح میں اس قدر مبالغہ کرنا زیادہ سنگین ہے یا بدکار مردوں عورتوں کے عمل بد کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنا اور اس کا توحید کا اعلی مرتبہ قرار دینا؟ کیا انصاف نام کی کوئی شی دنیا میں باقی نہیں رہ گئی!

مصطفے ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے اور یہ اگلے الفاظ ہیں اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفے سے عذاب الیم میں گرفتار ہو سکتے کو نبی ماننے کے بعد وہ عذاب الیم میں گرفتار کیوں نہیں ہوگا مولانا محمد عمر صاحب فرماتے ہیں میرا مشورہ مان لو اگر مان لے تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہوگا میرے فاضل مخاطب نے عذاب الیم والے حوالے کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور پھر مولانا اشرفعلی تھانوی کی عبارت پر زیادہ زور دیا ہے کہ انہوں نے گویا نبی پاک کے علم کو مجانین کے ساتھ اور بچوں کے ساتھ ملا دیا تھا تو میں بتلانا چاہتا ہوں کہ جناب والا یہ وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں موجود ہے آپ جب اس بات پر بحث کریں تو یہ بات تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آجائے گی یہ تو آپ نے خلط مبحث کر دیا اور اب مجھے اس کا جواب دینا پڑ گیا تو یہ اہل سنت کے عقائد کی مستند کتاب شرح مواقف میرے ہاتھ میں ہے اس کے مصنف نقل کر رہے ہیں کہ فلاسفہ کا عقیدہ تھا فلاسفہ کہتے ہیں اطلاع علی الغیب پیغمبر کا خاصہ ہے یہ اس کو جواب دیتے ہیں اہل سنت کی طرف سے فرماتے ہیں ﴿قُلْنَا مَاذَكَرْتُمْ مَرْدُوْدٌ بِوُجُوْهٍ﴾ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ بعض وجوہ سے مردود ہے کیسے کہ جیسے ﴿اِطِّلَاعٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ لَا يَجِبُ لِلنَّبِيِّ اِتِّفَاقًا مِنَّا وَمِنْكُمْ لِهٰذَا قَالَ سَيِّدُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ وَالْاِطِّلَاعُ عَلَى الْبَعْضِ لَا يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ كَمَا اَقْرَرْتُمْ بِهِ حَيْثُ جَرَّرْتُمُوْهُ لِلْمَرْضٰى وَالنَّائِمِيْنَ فَلَا يَتَمَيَّزُ بِهِ النَّبِيُّ عَنْ غَيْرِهٖ﴾ فرماتے ہیں کہ اگر تم بعض مانتے ہو ﴿فَلَا يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ﴾ یہ نبی کا خاصہ نہیں ہے کہ تم بھی اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جو لوگ ریاضتیں کرتے ہیں ان کو کشف حاصل ہو جاتے ہیں جو مریض ہوتے ہیں ان کو عجیب عجیب خوابوں میں اور جو لوگ سو جاتے ہیں ان کو عجیب عجیب خوابوں میں انکشاف ہوتے ہیں ﴿فَلَا يَتَمَيَّزُ بِهِ النَّبِيُّ عَنْ غَيْرِهٖ﴾ تو نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہوا یہ اہل سنت کا عقیدہ اور مسلک تھا جس کو مولانا اشرفعلی تھانوی نے حفظ

الایمان میں نقل کیا ہے تو مولانا محمد عمر صاحب یا کسی اور نے اس کی تردید تو کیا کرنی تھی الٹا کہتے ہیں
کہ تو اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر اگر کتے کو نبی مان لے تو ہم سے تیری جان چھوٹے گی ورنہ تو
نہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی پر مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کے اس
کتاب لکھنے سے پہلے مولانا احمد رضا خان صاحب فتوی کفر لگا چکے تھے ان کو مسلمانوں سے خارج کر
چکے تھے ملت اسلامیہ سے وہ باہر جا چکے تھے آج میرے فاضل مخاطب نے اس سٹیج پر یہ اعتراض کر
دیا کہ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی مسلمان ہیں تو جب وہ مسلمان ہیں تو کیا نبی کے علم کو بلے کے
برابر سمجھنے والا مسلمان ہے؟ آپ تو پہلے فتوی لگا چکے تھے کہ وہ کافر ہے اور گویا ایک کافر کو جو بریلوی علما
کے نزدیک کافر تھا اس کو مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مشورہ دے رہے ہیں تو آپ نے جو یہ کہا ہے
کہ وہ تو اس ملت میں داخل ہے ملت سے آپ پہلے خارج کر چکے تھے اب ایک غیر ملت کا آدمی گویا
ایک عقیدہ اپناتا ہے آپ اس کو مشورہ دے رہے ہیں اور مشورہ دیا جا رہا ہے کہ تو ایسے کر دے سوال یہ
ہے کہ قادیانی نے ایسے کیا اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہا ہم اس کی تردید میں لگے رہے ان کو غیر مسلم
اقلیت قرار دلوایا گیا حالانکہ وہ ختم نبوت کے انکار پر مرتد کافر اور خارج بن چکے تھے لیکن ہم ان کی
پہلے بھی تردید کرتے رہے آج بھی کر رہے ہیں اسی طرح انہوں نے جو مشورہ دیا ہے کہ تم کتے پہ
جو قرآن اترا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو تم اعتراض سے بچ جاؤ گے اور ہماری تنقید سے بچ جاؤ گے
آپ بتائیں کیا ایسا بندہ قرآن کی کس آیت کے پیش نظر حدیث کے کس ارشاد کے پیش نظر شرعاً
قابل تنقید نہیں ہوگا بلکہ اس پر تو اور زیادہ تنقید ہوگی کہ اتنا گندہ عقیدہ کہ کتے پر قرآن نازل ہونا مانتا
ہے اور پھر اس جملے کا جواب آپ نے قطعاً نہیں دیا اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفے سے عذاب
الیم میں گرفتار ہو وہ تو مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کو مشورہ یہ دے رہے ہیں کہ میرا خیال مان لو
عذاب الیم سے بچ جاؤ گے اس لفظ کا کیا مطلب ہے چاہے کسی ملت سے تعلق رکھتا ہو لیکن وہ اگر کتے

کو نبی مان لے گا تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہو گا یہ اس کو عذاب الیم سے کیسے نکالنا چاہتے ہیں اس سے آپ نے عدول کرتے ہوئے آگے ارشاد فرمادیا ہے کہ ورنہ جناب والا صاحب وہ فرمارہے ہیں کہ میرا خیال نہ مانو تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے اور اگر میرا خیال مان لو گے تو وہ فرماتے ہیں کہ نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتا ہو گا تو وہ تو گویا اس کو عذاب الیم ہی نہیں ہو گا اب آپ فرمائیں کہ کتے پر قرآن نازل ماننا کتے کو نبی ماننا عوعو کرتے پھرنا اور یہ کہنا کہ وہ میرا پیغمبر ہے یہ کیسے عذاب الیم کا مستحق نہ ہو گا تو میں نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کی جو عبارت پیش کی تھی اس کا جواب نہیں آیا اور شعر پڑھا تھا اس کا جواب نہیں آیا اور جو میں نے انوار شریعت کا حوالہ پیش کیا اس کتاب پر پانچ علماء کے فتوے درج ہیں اور ان کو اپنا سمجھ کر وہ اتنی تخصیص کے ساتھ مناظر اسلام کے القابات سے یاد کرنا اپنے سنی دارالاشاعت سے اس کو چھاپنا اور میں نے یہ سوال کیا تھا کہ خدارا اگر یہ شخص عیسی علیہ اسلام کی توہین کا مرتکب ہوا تو آپ خود کہہ دیں یہ سنی بریلوی نہیں ہے اور خارج از اسلام ہے میں یہ حوالہ پیش نہیں کروں گا ورنہ کسی عالم کے معتبر ہونے کے لئے یہ تردید کافی ہے کہ وہ گستاخی رسول بھی کرتا ہو اور اس کو اپنا قائد سمجھ لیا جائے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس کو مانا جارہا ہے۔ جب آپ اس کو کافر بھی نہیں کہتے بریلویت اور سنیت سے خارج بھی نہیں کرتے آج تک اس پر فتوی بھی نہیں لگایا کتاب سنی دارالاشاعت سے چھپی فتوی بھی چھپا یہ اس میں کفر بھر دیا گیا ہے تو کتاب قابل اعتماد ہے؟ یہ کتاب سنی بریلوی مکتب فکر نے شائع کی فتوی اس پہ خاموش رہا آپ بتلائیں کہ آج تک آپ کے سٹیجوں پر احتجاج کیا گیا ہے کیا اس کے مصنف کو برا بھلا کہا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ ہمارا کوئی عالم نہیں کوئی ہمارے علماء کے ساتھ اس کا نام نہ لکھے یا اس سے متاثر نہ ہو جائے ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں جب یہ نہیں تو مولانا نظام الدین صاحب کو مناظر اسلام کے لقب سے اپنے دیگر اکابر کے ساتھ ذکر کرنا جن میں مولانا احمد رضا خان صاحب مولانا حامد رضا خان صاحب مولانا سید نعیم الدین

صاحب مرادآبادی حضرت مولانا سردار احمد صاحب ان کے بڑے بڑے علماء کے ناموں کے ساتھ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ذکر کرنا اس سے زیادہ وزنی ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ اکابرین کے پائے کا عالم ہے اور ان کے مقابلے کی شخصیت ہے اور ان جیسی حیثیت رکھنے والا آدمی ہے اتنی موٹی کتاب چھپے پاکستان میں شائع ہو اور بریلوی مکتب فکر شائع کرنے والے اور جمع کرنے والے ہوں اور اپنے اکابرین کے ساتھ ایک آدمی کو مناظر اسلام کے لقب کے ساتھ ذکر کرے آپ آج کیسے کہتے ہیں وہ غیر معتبر ہے پھر تو دنیا میں کوئی کتاب بھی معتبر نہیں رہے گی جس کا دل چاہے گا جہاں عاجز ہوگا کہے گا معتبر نہیں ہے جناب والا معتبر اور غیر معتبر کے آخر اصول کیا ہوتے ہیں یہی اصول ہیں کہ آپ مولانا نظام الدین صاحب کو آج کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے گستاخی کی ہے میں اس کا حوالہ پیش نہیں کروں گا یہ غیر معتبر بن جائے گا اور اس کو دوبارہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ میرے واجب الاحترام سامعین باقی آپ یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ بچے کو بعض کا علم غیب ہوجاتا ہے یہ فلاں کو ہوجاتا ہے یہ آپ کے مولانا احمد رضا خان صاحب ملفوظات صفحہ 11 اور 12 پر لکھ رہے ہیں کہ ایک گدھا تھا سیب اس کے سامنے رکھتے تھے وہ گدھا سیب سونگھتا اور اس سیب میں اس کو علم ہوجاتا تھا وہ پہچان لیتا تھا تو یہ گدھے کو بعض چیز کا علم ہوجانا خود مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنے ملفوظ صفحہ 12 پر تسلیم کرایا ہے تو یہی بات مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں 1

حاشیہ 1 اعتراض یہ نہ تھا کہ بچوں پاگلوں میں بعض علوم غیبیہ تسلیم کرنا گستاخی ہے بلکہ اعتراض یہ تھا کہ نبی الانبیا علیہ السلام ﷺ بیحد وحساب علوم کو ان چیزوں کے علم سے تشبیہ دینا اور اس کے برابر قرار دینا گستاخی ہے اس اعتراض کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے اس ملفوظ کا کیا تعلق۔ کیا اس میں علم نبوی کو کسی رذیل چیز کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سنیئے! مولانا تھانوی صاحب نے کیا کہا ہے جناب والا اگر اب آپ کے الفاظ ٹیپ ریکارڈ میں بھر جاتے ہیں کہ مولانا اشرفعلی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کیا حضور اکرم ﷺ پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہوسکتا ہے کہ نہیں یہ مولانا تھانوی کی بحث تھی تو میں بتلانا چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو آپ سمجھانا چاہتے ہیں کہ تم امام الانبیاء کو عالم الغیب کہو گے یا نہیں کہو گے تو کیسے جیسے شرح مواقف میں اہل سنت کے امام نے کہا کہ اگر کہتے ہو کل علم تھے تو مولانا تھانوی کا قصور نہیں

(دیوبندی مناظر کا وقت ختم)

بریلوی مناظر علامہ شیخ الحدیث صاحب۔

حضرات گرامی! مولانا محمد عمر صاحب کی پھر وہی عبارت پڑھ دی گئی ہے میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو ارشاد فرمایا ہے کہ جو قرآن پاک ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یہ تمام غیبی خبریں ہیں اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی مجنون اور کتے بلے خنزیر کو بھی حاصل ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ایک لازم آنے والی بات میں جو خرابی ہے اسے بیان کر رہے ہیں اور اسی خرابی کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے وہ یہ فرما رہے ہیں کہ علوم غیبیہ قرآن کے اندر ہیں اور قرآن پاک سرکار پر اترا ہے تو وہ سب علوم غیبیہ سرکار کے پاس ہوں گے ایسی صورت میں وہ علوم غیبیہ جب دوسری طرف تسلیم کر لئے گئے تو یہ خرابی لازم آئے گی وہ فرماتے ہیں کہ

بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان صبی مجنون پر نازل ہیں تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے

اس کی عبارت سے لازم آنے والی خرابی کی یہاں تصریح کی جا رہی ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے عوعو کرتا پھرے تا کہ غلامان مصطفے ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے تو جس نے خنزیر اور کتے اور ان چیزوں پر قرآن نازل شدہ مان لیا اور ان کے اتباع میں داخل ہو گیا تو نہ کتے مکلّف ہیں اور نہ ان کی اتباع میں جانے والا مکلف ٹھہرے گا میں معافی چاہوں گا کہ الفاظ سخت آ رہے ہیں لیکن یہ سخت الفاظ ان کے رد میں مولانا محمد عمر صاحب استعمال کر رہے ہیں مولانا محمد عمر صاحب یہ الفاظ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کے الفاظ میں شدت اور سختی موجود تھی اور انہوں نے سرور عالم ﷺ کا ایک امتیازی وصف یعنی علم غیب پاگلوں اور جانوروں میں تسلیم کر لیا تھا اور نہ مصنف مذکور توہین مصطفے ﷺ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بعب رۃ اپنے قول کے مطابق ان خسیس جانوروں پر نزول قرآن ماننے کا مرتکب ہو گا اور ان کی ملت میں داخل ہو جائے گا تو نہ وہ مکلف ہیں نہ یہ مکلف رہے گا ہو سکتا ہے؟ اور میں بصد معذرت عرض کرنا چاہتا ہوں یہ الفاظ مولانا محمد عمر صاحب کی ترجمانی کے ضمن میں عرض کر رہا ہوں۔ 1

حاشیہ۔ 1 اور مولانا محمد عمر صاحب نے عوعو کرتا پھرے اسی لئے کہا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ نیاز مند بھی اپنے اسی شیخ کی صورت وسیرت پر ہے یہ مسلم ہے کہ مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا تھانوی پر سخت لفظ استعمال کیے ہیں اور ان کے شرف انسانی کا لحاظ نہیں رکھا مگر ان پر نبی کریم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی دیکھ کر اور آپ کے علم غیب (جس کے احاطہ سے لوح وقلم قاصر ہیں اور جن کے تصور سے ساری مخلوق عاجز) کی تمثیل وتشبیہ بچوں پاگلوں اور جانوروں کے علوم سے دیکھ کر کیا گزری اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے لہذا انہوں نے سخت نوٹس لیا وہ تو مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کی گستاخی پر گرفت کر رہے ہیں وہ خود کیسے گستاخی کر سکتے ہیں (اگلے صفحہ پر

اور ان کی عبارت میں تو ''ہو'' ''ہے'' ''ہوگا'' نہیں ہے وہ اپنے طور پر خبر نہیں دے رہے ہیں یہ غلط ہے بلکہ مولانا اشرفعلی تھانوی کی کلام سے یہ بات لازم آتی ہے اور اگر اس لازم کو التزام کر لیں اور اسے مان لیں تو ایسی صورت میں وہ فرماتے ہیں میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی اکرم ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفی ﷺ کی وجہ سے ایمان کا حصہ نصیب نہیں سرکار کی غلامی بھی کرے اور پھر ایسے الفاظ بھی استعمال کرے اب رہ گئی شرح مواقف کی وہ عبارت جو آپ نے پیش کی ہے تو ایک ہے یہ کہنا کہ فلاں چیز انبیاء کے ساتھ خاص نہیں یعنی علوم غیبیہ کا حصول انبیاء کے ساتھ خاص نہیں اور ایک ہے یہ کہنا کہ ایسا علم تو زید عمرو بکر صبی مجنون کے لئے حاصل ہے اس میں فرق آپ واضح طور پر محسوس کر سکتے ہیں ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اللہ رب العزت کو کہیں تو کفر نہیں لیکن ﴿خَالِقُ الْكَلْبِ﴾ کہہ دیں یا ﴿خَالِقُ الْخَنَازِيْر﴾ کہہ دیں یعنی خنزیروں کا پیدا کرنے والا تو کفر لازم آجائے گا تو بالعموم بعض علوم کے اختصاص کی نفی کرنا اور چیز ہے ان علوم کی جو سرکار سے نسبت رکھتے ہیں ان کی تمثیل اور تشبیہ ان چیزوں کے ساتھ دینا یہ اور بات ہے جیسے خصوصیت کے ساتھ کتے اور خنزیر کی طرف اللہ کے خالق ہونے کی نسبت کرنا کفر ہے لیکن ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ کہہ دینا کفر نہیں دوسری یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ عقلی طور پر تمام علوم انبیاء میں جاننے ضروری ہیں یا نہیں شرح مواقف میں اس کا جواب دے رہے ہیں کہ فلسفی کہتے ہیں کہ عقلی طور پر یہ تسلیم کرنا لازم ہے کہ انبیاء کرام کو علوم

حاشیہ: (بقیہ) دیوبندی صاحبان کو دراصل ان پر سارا غصہ تو اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اشرفعلی تھانوی کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن بجائے اس کے کہ مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کو خود بھی برا بھلا کہیں الٹا مولانا محمد عمر صاحب پر گستاخی انبیاء کا الزام لگا رہے ہیں۔ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

غیبیہ ہونے چاہییں عقلا یہ محال ہے کہ نبی ہو اور اس کو علوم غیبیہ حاصل نہ ہوں علمائے متکلمین نے اس کا رد کیا عقلا یہ ضروری نہیں ہے مگر ضروری ہونے کی نفی سے شرعا علوم غیبیہ کے حصول کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ علوم غیبیہ کی اطلاع از روئے قرآن انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ قرآن یہ خصوصیت انبیاء کرام کے لئے ثابت کر رہا ہے۔ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ کہ کسی کو میں علم غیب پر اطلاع نہیں دیتا مگر مرتضی اور پسندیدہ رسل کو اطلاع دیتا ہوں تو ایسی صورت میں آپ یہ فرمائیں کہ قرآن کریم یہ خصوصیت ثابت کرے اور شرح مواقف اس خصوصیت کا انکار کرے تو آپ قرآن کریم کا ارشاد تسلیم کریں گے یا شرح مواقف پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ آپ لوگ قرآن مجید کے مقابل حدیث رسول کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے اور خبر واحد اور لازم سمجھنا ٹھیک نہیں ہے تو وہ فقط عقلی دلیل کے لحاظ سے اعتراض ہے [1]

رہا یہ سوال کہ صوفی اسلم صاحب فرماتے ہیں پھر آپ وہی فرما رہے ہیں ہم عرض کر چکے ہیں کہ فتاوی رشیدیہ میں مولانا رشید احمد کے فتوے جمع کیے گئے ہیں ان میں مولانا احمد رضا صاحب کا فتوی موجود ہے وہ ساری تصدیقات یہاں اس فتوے میں موجود ہیں اس سے کوئی اتحاد و اتفاق لازم نہیں آتا آپ علمائے معتبرین بریلوی کی بات کریں آپ ایسے ویسے حوالوں کی طرف جانے

حاشیہ : [1] جیسے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک عقلاً اللہ تعالی کا سچا ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ العیاذ باللہ جھوٹ بول سکتا ہے مگر شرعا اس کو سچا ماننا ان کے نزدیک بھی ضروری ہے لہذا عقلی طور پر نبوت کے لئے علوم غیبیہ کا حصول لازم اور ضروری نہ ہو تو از روئے شرع ان کے لئے علم غیب ضروری ہونے کی نفی نہیں کی جا سکتی۔

بریلی بھیجتا ہے تو تصدیق ہو جاتی ہے تو اس سے جملہ مسائل کے اندر اتحاد لازم نہیں آسکتا۔

منظور احمد خان صاحب منصف:۔ کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ یہ آپ کے مسلک کی معتبر کتاب نہیں ہے

بریلوی مناظر:۔ ہمارے مسلک کی یہ کوئی معتبر کتاب نہیں ہے۔

بریلوی صدر مناظرہ:۔ جن حضرات سے بریلویت کا تشخص قائم ہوا ہے ان کے حوالے پیش کریں غیر موزوں آدمیوں کے حوالے پیش نہ کریں۔ بریلوی مناظر نے فرمایا کہ بخاری مسلم کی روایت میں اگر راوی غیر معتبر ہے تو وہ روایت نا قابل اعتبار ہوگی۔ اور اگر مولوی اسلم نا قابل اعتبار ہوگا تو اس کے جمع کردہ فتاوی کیسے قابل اعتبار ہوں گے۔ سنیئے بخاری کی روایت اسی بنا پر رد کردی جاتی ہے

حاشیہ:۔ مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت اپنوں کی نظر میں

1 تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اس عبارت کی مختلف تاویلیں کی ہیں جن میں سے ایک تاویل تغیر العنوان میں کی ہے ذرا اس کا پس منظر خود ان کی زبانی سنیئے اور اس عبارت کی سنگینی اور اس کی توجیہ وتاویل سے قاصر ہونے کا بیان بھی ملاحظہ فرماویں۔ واقعہ تمہید یہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط حیدر آباد دکن سے آیا جس کا عنوان از عامہ مخلصین حیدر آباد دکن تھا اور ذریعہ جواب منگانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے اس میں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق (جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے) رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کردی جائے اور مقتضیات ترمیم کا اجتماع اور مواقع ترمیم کا ارتفاع ان جملوں میں ظاہر کیا تھا (اگلے صفحہ پر

کہ راوی غیر معتبر ہے مسلم کی روایت اسی لئے رد کر دی جاتی ہے کہ راوی غیر معتبر ہے اب محمد اسلم صاحب بخاری اور مسلم کے راویوں سے بڑھ گیا۔

حاشیہ :۔ 1۔ ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جاوے۔

2۔ جس میں مخلصین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو چونکہ اس میں جو بنیاد بیان کی گئی تھی وہ واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا۔ (تغیر العنوان ضمیمہ حفظ الایمان)

اس عبارت سے صاف ظاہر اور اعتراف و اقرار تھانوی صاحب کے مخلص اور حامی لوگوں کا بھی واضح ہے کہ ظاہری معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ عبارت سخت بے ادبی اور گستاخی پر دلالت کرتی ہے اور صحیح جواب اور مناسب توجیہ و تاویل میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اور خود تھانوی صاحب کا اعتراف بھی واضح کہ عبارت تبدیل کرنے کا جو مشورہ دیا گیا اس کی بنیاد واقعی ہے ۔ جب مصنف اور اس کے حامیوں کا اقرار و اعتراف واضح ہو گیا کہ اس میں مفہوم ظاہر و متبادر اور عرف عام اور محاورات کے مطابق بے ادبی ہے۔ اور کسی عبارت کے کفریہ ہونے کی مدار عرف عام اور معنی متبادر پر ہے لہذا اس کا کفریہ ہونا خود مصنف اور اس کے حامیوں اور مخلصوں کو بھی ماننا پڑ گیا

2۔ مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اس کی توجیہ و تاویل میں کہتے ہیں کہ ایسا کا لفظ بمعنی اتنا اور اس قدر ہے یہ تشبیہ کے لئے نہیں ملاحظہ ہو فتح بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ 33,47 مگر مولانا حسین احمد صاحب اس کی توجیہہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبارت (اگلے صفحہ پر)

دیوبندی صدر مناظرہ:۔ بخاری و مسلم کا کون سا راوی غیر معتبر ہے؟

بریلوی مناظر: اچھا یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کے سارے راوی معتبر ہیں۔

حاشیہ: (بقیہ) میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اتنا تو نہیں فرما رہے (تا) لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے :شہاب ثاقب صفحہ 102,103 اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا صفحہ 102

گویا سنبھلی صاحب کی تحقیق کے مطابق تھانوی صاحب نبی اکرم ﷺ کے علوم کو ان خسیس چیزوں کے علوم سے تشبیہ دیتے تو گستاخ قرار پاتے برابری ثابت کر کے گستاخ نہیں ہوئے اور مدنی صاحب کے نزدیک تھانوی صاحب نے علم نبوی کو بہائم وغیرہ کے علوم سے تشبیہ دی ہے لہذا گستاخ نہیں ٹھہرتے اگر برابری ثابت کرتے تو گستاخ ٹھہرتے اور لہذا تھانوی کا لفظ ایسا علم غیب بھی اتنا ہے تو مدنی صاحب کے نزدیک گستاخ اور کافر ہیں اور بمعنی تشبیہ ہے تو سنبھلی صاحب کے نزدیک کافر اور گستاخ ہیں۔

منصف :۔ دیوبندی صاحبان کے اعتراضات کا گھنٹہ ختم ہوا چنانچہ اب بریلوی حضرات کیا اعتراضات کا گھنٹہ شروع ہوا۔

حاشیہ نمبر:1 مولانا منظور احمد صاحب کو یہ بات مولانا احمد شاہ صاحب چوکیروی سے دریافت کرنی چاہیے تھی جنہوں نے حدیث فدک کی تحقیق کرتے ہوے امام زھری جیسے شخص کو شیعہ ثابت کر کے روایت نا قابل قبول قرار دے دی ہے۔اور جناب نیلوی صاحب ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ان سے دریافت کر لینا تھا کہ سماع اموات کے ضمن میں وارد بخاری مسلم کی احادیث کو انہوں نے کس طرح نا قابل قبول قرار دے دیا ہے اور اپنے رسالہ شفاء الصدور میں پورے ذخیرہ احادیث پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے۔شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ 9 پر فرماتے ہیں دریں کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان وضعاف ہمہ موجود است وتسمیہ آن بصحاح بطریق تغلیب است یعنی صحاح ستہ میں صحیح ،حسن ،اور ضعیف ہر قسم کی احادیث موجود ہیں اور ان کو صحاح کہنا اکثر احادیث کے صحیح ہونے کی وجہ سے ہے اور غلبہ اکثریت کے پیش نظر ہے نہ یہ کہ سبھی احادیث انکی صحیح ہیں۔

حاشیہ نمبر 2۔ علاوہ ازیں اگر صوفی اسلم صاحب نے نقل مطابق اصل ذکر کی ہے اور مولوی نظام الدین صاحب جس مسلک سے بھی متعلق ہوں دیوبندی یا بریلوی اگر انہوں نے یہ کہا ہے اور اپنی طرف سے تحقیقی جواب کے طور پر ذکر کیا ہے تو اس عبارت کا گستاخی پر مشتمل ہونا بالکل واضح ہے اور ہمیں اس کو کفریہ کہنے میں قطعاً تامل نہیں ہے۔ جتنے علماء دیوبند ہیں وہ نہ پیدائشی طور پر ہمارے مخالف تھے نہ ہم ان کے دشمن تھے (باقی اگلے صفحہ پر)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب:۔

﴿فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ اللہ رب العزۃ نے

حاشیہ: (بقیہ) صرف گستاخانہ عبارات کی بنا پر ان سے اختلاف ونزاع پیدا ہوا اور ان کے سنیت اور حنفیت کے دعوؤں کے باوجود ان کو اپنے سنی اکابر سے نکال باہر کیا لہذا مولوی نظام الدین بھی اپنی طرف سے یہ الفاظ تحقیر استعمال کر رہا ہے تو ہمارے نزدیک اسی زمرہ سے ہے البتہ اگر اس نے یہ الفاظ کسی عیسائی کے رد میں ذکر کیے ہیں اور ظاہر بھی یہی کیا ہے کیونکہ دوبارہ عیسی علیہ السلام کی تشریف آوری کو ان کے افضل ہونے کی دلیل وہی لوگ بنا سکتے ہیں نہ کہ کوئی اہل اسلام تو اس صورت میں اس جواب کا مدار الزام اور خصم پر ہے اور یہ جدلی انداز ہے لہذا اس کو گستاخی اور کفر قرار نہیں دیا جا سکتا اسی تقدیر پر وہ اپنے طور پر عیسی علیہ السلام کو ناکامیاب قرار نہیں دے رہے بلکہ ان کا مقصد فقط خصم کو اس انداز فکر کی غلطی پر متنبہ کرنا ہوگا۔

اس ضمن میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا عیسائی کو اسی انداز میں الزامی جواب دینا اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے ملاحظہ ہو مجموعہ کمالات عزیزی صفحہ 4۔

1 پادری صاحب نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پادری نے کہا تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام فریاد رسی نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے خدا تعالی ضرور توجہ فرماتا۔ حضرت علامہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے جواب دیا پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردہ غیب (باقی اگلے صفحہ پر

نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جولوگ رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے حضرات اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ کوئی ایسا لفظ یا ایسی عبارت استعمال کرنا جس کے اندر سرکار دو عالم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی لازم آتی ہو تو وہ اللہ رب العزۃ کے ہاں بہت ہی نا قابل برداشت ہے۔اوران کے لئے عذاب الیم سنایا گیا ہے تو ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ کسی قسم کی بے ادبی اور اور گستاخی والے الفاظ استعمال نہ کرے اب اس روشنی میں آپ پورے انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ توجہ فرمائیے گا ہم یہ کتاب کسی ایسے ویسے کی پیش نہیں کررہے ہیں بلکہ ہم مولانا اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان صفحہ 12 کی عبارت پیش کررہے ہیں جن پر مسلک علماء دیوبند کا دارومدار ہے وہ اللہ اور مخلوق اور منصب نبوت والوہیت کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑی یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے''۔اس آیت کو (جو میں پیش کرچکا ہوں) بھی دیکھیں اور پھر اب جو عبارت پیش کررہا ہوں اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں

حاشیہ: (بقیہ) سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسی کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے یہ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے

1۔کیا کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کا بیٹا تسلیم کرلیا۔

2۔انہوں نے قرآن کریم کے ارشاد کے برعکس ان کا سولی پر چڑھایا جانا تسلیم کرلیا حالانکہ یہ کلام اللہ کی تکذیب ہے۔3 نبی اکرم ﷺ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء خلاصی فرمانا ثابت ہی نہیں (باقی اگلے صفحہ پر

کہ ہر مخلوق وہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل کہا ہے اس بڑی مخلوق کے اندر کون کون آگئے اولیاء کرام رسل عظام لیکن ان کو چمار سے ذلیل کہا جارہا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ 50 پر مولانا خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء وانبیاء امام وشہید یعنی اللہ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے وہ ہمارے بڑے بھائی ہوئے اور ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا لہذا ہم ان کے چھوٹے ہیں تو ثابت کردیا کہ بڑے بھائی کون ہیں اولیاء وانبیاء اسی پس منظر میں آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس عبارت پر (ہر مخلوق بڑی اور چھوٹی اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے) اس میں کس قدر بے ادبی اور گستاخی ہے ذرا توجہ فرمائیں کہ الوہیت کے منصب کی وضاحت ان لفظوں کے اندر کرنا اور سب مخلوق کو ذلیل کہہ دینا وہ لوگ جن کو رب العزۃ نے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً﴾ کہ میں زمین کے اندر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں اور وہ لوگ جن کو اللہ رب العزۃ نے اپنا مقبول اور پیارا قرار دیا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ﴾

حاشیہ: (بقیہ) لہذا یہ نبی اکرم ﷺ پر افتراء ہے جس کا انجام نار دوزخ ہے ﴿فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ﴾

4۔ شاہ صاحب نے اللہ تعالی کے لئے گویا بوجہ مغموم ومکروب ہونے کے امداد مظلوم کربلا سے معذوری ثابت کی جبکہ اللہ غم واندوہ اور مشغولیت ومصروفت اور عاجز وناتوانی اور مجبوری و معذوری سے پاک ہے ان الزامات اور اعتراضات کی گنجائش صرف اس لئے نہیں کہ یہ جواب الزام خصم کے لئے ہے اور اس کے زعم فاسد پر مبنی ہے۔

جن کو اللہ رب العزت نے ہدایت کے لیے منتخب فرمایا اور چن لیا اور وہ حضرات جن کے قدموں کے ساتھ مس ہونے والی مٹی خدا کے لئے قابل قسم بن جاتی ہے۔ اور وہ پتھر جوان کے پاؤں سے مس ہو جائیں وہ اللہ کی نشانی بن جاتے ہیں ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ جوان پتھروں اور مٹیوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے متقی ہونے کی علامت بن جائیں اور جن کی عظمت اللہ رب العزۃ کے ہاں اس قدر ہو ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ جو متقی ہے وہ رب کے ہاں عزت والا ہے اور کرامت والا ہے اور اپنے پیارے حبیب کے بارے اللہ رب العزۃ کے اس قسم کے بے شمار ارشادات ہیں جن میں نبی پاک کی عزتوں اور عظمتوں کو ظاہر کیا گیا ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ جوان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال لے وہ محبوب خدا بن جائے لیکن وہابیہ کے نزدیک خود محبوب خدا کو چمار سے ذلیل کہا جاتا ہے تو بتائیے نبی پاک کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کونسی سنگین سے سنگین عبارت ہو سکتی ہے۔ حضرات توجہ فرمائیے ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ جو نیکی کرتے ہیں اور سرکار کی غلامی کرتے ہیں وہ ولی بن جاتے ہیں اللہ کے پیارے بن جاتے ہیں ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ اللہ ان کا محب بن جاتا ہے اور وہ اللہ رب العزۃ کے محب بن جاتے ہیں تو جن کے غلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اس آقا کی شان کیا ہوگی اور پھر ایسی صورت میں ان کو چمار سے ذلیل کہہ دینا کتنی بڑی زیادتی ہوگی ان کے ساتھ ساتھ ایک دو حدیثیں عرض کرتا جاؤں نبی پاک گھر سے نکلے صحابہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ نے سنا کہ صحابہ باہم تبصرہ کر رہے ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ ہیں عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ ہیں فرمایا یہ سب باتیں ٹھیک ہیں مگر بتلائیے میرا مقام اور میرا منصب کیا ہے انہوں نے سکوت اختیار فرمایا تو سرکار خود بولے اور فرمایا۔ ﴿اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ﴾ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس چیز کو بطور فخر

بیان نہیں کر رہا ہوں وہ انبیاء کرام جن کے متعلق جامع الفصولین اور فتاوی عالمگیری کے اندر لکھا ہے کہ اگر نبی کی چادر کو کوئی میلا کہے گا تو کفر لازم آجائے گا ان کے بال کو تصغیر کے ساتھ کوئی تعبیر کر دے شعر کی بجائے شعیر کہے تو کفر لازم آجائے گا ان کے آواز پر کوئی آواز بلند کرے گا تو سب نیکیاں برباد ہو جائیں گی ایسی صورت میں خود ان کی ذاتوں پہ اس قسم کا حملہ کرنا اور ان کو چمار سے ذلیل کہنا کتنی بڑی زیادتی ہوگی۔

اس کے ساتھ میں دوسری عبارت انہی مولانا اسمعیل صاحب کی آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں جن کو منصب نیابت اور منصب رسالت کے لئے منتخب کیا گیا ہے ان کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر قرار دینا کس قدر زیادتی ہے انبیاء کرام کی شان کے اندر اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا کتنی بڑی جسارت ہے اور میں آپ سے گزارش کروں کہ سب سے پہلے ذلیل کا لفظ انبیاء کے متعلق جس شخص نے استعمال کیا تھا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا مدینہ سے باہر تھا اس نے کہا ﴿ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الاعز مِنْهَا الْاَذَلّ ﴾ کہ ہم مدینہ پہنچ لیں ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے تو اس کے جواب میں اللہ رب العزت نے فرمایا ﴿ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ کہ عزت اللہ کے لئے ہے اللہ کے رسول کے لئے ہے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں ہے تو ایک طرف منافق اس قسم کا لفظ استعمال کر رہا ہے اور دوسری طرف مولانا اسمعیل صاحب بڑی جرأت کے ساتھ وہی الفاظ اور کلمات اپنی کتابوں کے اندر لکھ رہے ہیں میں پہلے بھی گزارش کر گیا ہوں کہ اللہ رب العزۃ کے نزدیک اس کے حبیب ﷺ کی شان کیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

جو لوگ ان پر ایمان لے آئیں ان کی تعظیم کریں اور ان کی خدمت کریں اور اس قرآن کی اتباع کریں جو ان پر نازل کیا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور کوئی کامیاب نہیں ہے تو کیا یہ تعظیم کے الفاظ ہیں جو ان بزرگواروں نے استعمال کیے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کا ارشاد بھی مدنظر رہے۔

﴿یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً﴾

اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر و نذیر بنا کر بھیجا تا کہ اے محمد یو! تم اللہ تعالی کے ساتھ ایمان لے آو اللہ کے رسول کے ساتھ ایمان لے آو ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ ان کا ذکر صبح و شام کرو جن کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی بارگاہ اقدس کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ آواز پر آواز بلند ہو جائے تو سارے اعمال حبط اور برباد ہو جائیں جن کے بال مبارک کو تصغیر کے ساتھ ذکر کیا جائے چادر کو میلا کہنا کفر بن جائے اور وسیلے کے مقام پر اگر کوئی شخص بحرمت جوانک عربی کا لفظ استعمال کر جائے کہ اس شخص کی عزت اور حرمت کا صدقہ جو عربی ہے مگر جوان کہنے کی بجائے جوانک کہہ جاتا ہے یعنی تصغیر کا لفظ استعمال کر جاتا ہے اگر چہ مقام عظمت و توقیر کا ہے ان کی حرمت اور وسیلہ سے دعا کر رہا ہے۔ مگر جوان عربی کی بجائے جوانک عربی کہہ جاتا ہے تو کفر لازم آجاتا ہے غور تو کیجئے کہیں جوانک عربی کہنا کفر بن جاتا ہے اور کہیں چمار سے ذلیل کہنے پر بھی دل کے اندر ذرا بھر افسوس نہیں ہوتا ایسی عبارتیں اہل ایمان کے نزدیک کس قدر سنگین ہیں اور نا قابل برداشت

خان منظور احمد خان صاحب ایڈووکیٹ صفحہ 50 کی عبارت کو دوبارہ پڑھیں (تا کہ نوٹ کر سکیں

علامہ سیالوی صاحب :۔ اولیاء و انبیاء و امام زادے پیر زادے شہید یعنی اللہ تعالی کے جتنے

مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ ہمارے بڑے ہیں۔

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب :۔ قابل صد احترام سامعین تقویۃ الایمان شاہ اسمعیل صاحب کی کتاب کے حوالہ جات پیش کئے گئے تو میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے ہمارے شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد صاحب مدنی نے اس تقویۃ الایمان کے بارے لکھا ہے کہ غیر معتبر کتاب ہے اور شاہ صاحب کی طرف اسے غلط منسوب کیا گیا ہے۔

بریلوی صدر مناظر: اس کا حوالہ بتایئے مولانا حق نواز صاحب مکتوبات حسین احمد مدنی۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ تقویۃ الایمان اردو زبان میں نہیں لکھی تھی بلکہ یہ بعد میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کو شائع بھی آپ کی وفات کے بعد کیا گیا ہے یہ شاہ صاحب نے نہ اردو میں لکھی اور نہ اپنی زندگی میں اس کو شائع کیا تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح تقویۃ الایمان میں موجود ہے اسی طرح یہ بات معتبر طریق سے ملفوظات حضرت نظام الدین صاحب اولیاء قدس سرہ کے صفحہ 223 پر موجود ہے فرماتے ہیں چند لمحے توکل کا ذکر رہا آپ نے فرمایا حق تعالی پر بھروسہ کرنا چاہیئے کسی اور پر نظر نہیں رکھنی چاہیے بعد ازاں زبان پاک سے ارشاد ہوا کہ کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے سامنے ساری خلقت اسی طرح ظاہر نہ ہو گویا وہ اونٹ کی مینگنی ہے ساری خلقت میں انبیاء و اولیاء دیگر تمام ہستیاں آگئیں جب کہ وہ مخلوق ہے اور یہ فرماتے ہیں کہ جب تک ان کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ سمجھا جائے اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوتا فرض کرو میں بہت نیچے ہو کر کہتا ہوں اگر مان لیا جائے تو جو تقویۃ الایمان کی عبارت ہے اس میں شاہ صاحب ذلیل کا وہ معنی نہیں لے رہے ہیں جو ہماری زبان

میں ہے کیونکہ اردو میں انہوں نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ کمزور کا معنی ذلیل لے رہے ہیں کیونکہ اگر ذلیل کا معنی وہ ہماری زبان والا لیتے تو وہ اسی تقویۃ الایمان میں یہ لفظ خود استعمال کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے جب وہ بڑائی کا لفظ خود استعمال کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ذلیل کا وہ یہ معنی نہیں لے رہے جو عام طور پر لیا جا رہا ہے۔ 1 بلکہ اس کا معنی کمزور ہے اور اللہ رب العالمین کے مقابلے میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بالکل اللہ کے مقابلے میں کمزور ہیں آگے انہوں نے گویا بات سمجھانے کے لئے مثال دی ہے 2 مثال کیا ہے کہ ایک چمار ہے وہ بادشاہ کے مقابلے میں اتنا۔

بریلوی صدر مناظرہ: فارسی ایڈیشن میں کیا لفظ استعمال ہوے ہیں؟

مولوی حق نواز: فارسی کی اصل تقویۃ الایمان ہمارے پاس نہیں ہے یہ اردو میں چھپی ہے اور آپ کی وفات کے بعد چھپی ہے۔

حاشیہ 1 جب بڑائی کا لفظ قرینہ ہے کہ ذلیل بمعنی حقیر نہیں ہے تو بڑائی کا لفظ ذلیل بمعنی کمزور کے بھی منافی ہے کیونکہ جو بالکل کمزور ہے اور ضعیف و ناتواں بہمت وطاقت تو اس میں بڑائی کیسے ہوسکتی ہے تو لامحالہ ماننا پڑ گیا کہ یہ لفظ قطعاً اس تاویل و توجیہ کا قرینہ نہیں بن سکتا پھر تیسری عبارت میں ذرہ ناچیز سے کم تر ہونے کی تصریح موجود ہے تو ناچیز کا لفظ صاف صاف نہیں بتا رہا کہ یہاں ذلیل کا معنی بے قدر و قیمت اور حقیر لیا گیا ہے۔

2 تعجب ہے علمائے دیوبند کی دیانت و امانت پر ایک طرف تو شکاری اور شکار والی تمثیل پر اعتراض ہے کہ یہ گستاخی و بے ادبی ہے مگر دوسری طرف چمار کے ساتھ مثال دینا روا رکھا جا رہا ہے اور اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آ رہی ہے تف ہے اس تعصب اور ہٹ دھرمی پر۔

میرے واجب الاحترام بزرگو میں عرض کرر ہا تھا کہ انہوں نے اس کا معنی یہ کیا کہ بڑائی تسلیم کرلی میں عرض کرر ہا تھا کہ اگراس کوشاہ صاحب کی کتاب مان لیا جائے تو چونکہ انہوں نے اردو ترجمہ نہیں کیا ترجمہ کسی اور نے کیا ہے اس کا معنی وہ ذلیل ہونا نہیں جو عام زبان میں استعمال ہوتا ہے بلکہ اللہ کے مقابلے میں وہ کمزور بتلا رہے ہیں اور آگے یہ بتلاتے ہیں کہ چمار تو بادشاہ کے مقابلے میں اتنا کمزور نہیں جتنا مخلوق اللہ کے مقابلے میں کمزور ہے کیونکہ چمار میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو بادشاہ میں نہیں ہیں مثلاً کھانا وہ بھی کھاتا ہے کھانا چمار بھی کھاتا ہے اس لحاظ سے وہ بھی محتاج ہے چمار بھی محتاج ہے اس کو ﴿مِنْ كُلِّ الْوُجُوْه﴾ اس پر قدرت طاقت اور تسلط حاصل نہیں جتنا کہ اللہ کو اپنی مخلوق پر ﴿مِنْ كُلِّ الْوُجُوْه﴾ تسلط حاصل ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ انبیاء واولیاء ہوں اللہ کے سامنے کمزور ہیں اور یہ کمزور اس لئے مانا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بڑائی کا اقرار کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ میں کہتا ہوں جناب والا اگر ذلت کا لفظ استعمال کرنا توہین ہے تو لیجئے آپ کی معتبر شخصیت کی کتاب پیش کرنا چاہتا ہوں (اوراق غم) میں مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رضوی اشرفی یہ فرماتے ہیں کہ ''وہ آدم جو سلطان مملکت بہشت تھے وہ آدم جو متوجہ تاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں''۔ اگر یہ مذلت کا لفظ استعمال کرنا توہین ہے تو یہ مولانا ابو الحسنات صاحب نے آدم علیہم السلام کے لئے استعمال کیا ہے جناب والا اگر آپ نے ذلیل ہونے کا ایک ہی معنی متعین کرنا ہے تو آپ کو یہاں یہ معنی متعین کرنا ہوگا اسی طرح آیئے اگر ذلت کا ایک ہی معنی ہے کہ ذلیل بمعنی راندہ ہو تو اللہ رب العزۃ قرآن میں فرماتے ہیں۔

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ فرماتے ہیں کہ خبردار یاد رکھو تحقیق اللہ نے تمہاری بدر میں امداد کی ﴿وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ یہ لفظ اَذِلَّةٌ کے قرآن میں آئے ہوئے ہیں کیا اس کا معنی یہ ہوگا کہ تم گئے گزرے ہو تم ذلیل ہو تم رسوا ہو تم خوار ہو وہی حاشیہ آرائی کی جائے گی نہیں یہاں اَذِلَّةٌ کا

معنی کمزور بے سروسامان ہے کہ تم کمزور تھے بے سروسامان تھے تمہاری طاقت نہیں تھی میں نے تمہاری مدد کی تو شاہ اسمٰعیل نے اللہ کی توحید کو بیان کرتے ہوئے اور قدرت کو بیان کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کمزور تھے اور یہی وجہ ہے کہ اگر واقعی توہین ہے تو میں مدمقابل سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب جن کے نام سے بریلویت مشہور ہے انہوں نے ایسے گستاخ کو کافر نہ کہا جب کہ وہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ بات ایسی ہے حقیقت یہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل کو بعض سوچی سمجھی سکیموں کے ساتھ ان کی عبارات کو غلط معانی پہنائے گئے۔ حاشیہ آرائیاں کی گئیں ورنہ اندر سے دل مانتا تھا کہ ان عبارات کے یہ مفہوم نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے آخرت کا ڈر رکھتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ میں اس کو کافر نہیں کہتا ہوں ورنہ یہ طے شدہ بات تھی کہ کسی پیغمبر کی عبارت میں گستاخی ثابت ہو جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہوتا ہے لیکن مولانا احمد رضا خان صاحب نے جب کافر قرار نہیں دیا تو میرا افاضل مخاطب سے سوال ہے کہ جس وجہ سے انہوں نے مولانا شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کہا اب وجہ بتائیں اس عبارت سے ایک ایسی شق نکال لائیں کہ جناب اس کا ایک یہ معنی غلط تھا یہ بھی غلط تھا لیکن ایک معنی شاید یہ بن سکتا تھا اور مصنف نے یہی لیا ہو اور لزوم ہوا ہو التزام نہ ہوا ہو تو وہ ایک معنی آپ نکال دیں کہ اس عبارت کے اس ایک مفہوم کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا تو میں اسی عبارت سے تقویۃ الایمان کو اور زیادہ صاف کر دوں گا لیکن جب تک آپ یہ نہیں لاتے تو احمد رضا خان صاحب نے گویا کفر کا فتویٰ نہ دے کر تسلیم کر لیا ہے اسی طرح میرے بزرگو قرآن مجید کے الفاظ میں اللہ رب العزۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ﴾ یہ ترجمہ رب العزۃ فرماتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ کہ انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے

اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں یہ ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب کر رہے ہیں کہ اللہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ ﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡئٍ﴾ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اسی کو کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہیں ﴿سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ﴾ اس کا ترجمہ مولا احمد رضا خان صاحب کرتے ہیں وہ اللہ کے حضور ذلیل ہیں اگر ذلیل کا یہی مطلب ہے کہ گویا راندہ درگاہ تو آیا اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کی مخلوق جو اللہ کو سجدہ کرتی ہیں وہ راندہ درگاہ ہے یہ ترجمہ اردو میں کیا گیا حاشیہ پہ لکھا گیا خوار عاجز اور مسخر ہیں خوار بھی ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ 1

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب۔

سب سے پہلے تو مولانا نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب معتبر نہیں ہے وہی بات جو ہم عرض کر رہے تھے اور اس پر ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا اب خود فاضل مناظر کو وہی سہارا لینا پڑ گیا ہے اگر آپ کے ہاں یہ چیز (معتبر کتاب اور غیر معتبر کا فرق) جائز ہے تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں نیز ہم تو آپ کے چوٹی کے امام کی بات پیش کر

حاشیہ: ترجمہ میں بامر مجبوری لفظ کا تحت اللفظ ترجمہ کیا جاتا ہے جس طرح علمائے دیوبند نے ووجدک ضالا کا ترجمہ یہ کیا ہے "پایا تجھے گمراہ" تو العیاذ باللہ کیا علمائے دیوبند نبی الانبیاء ﷺ کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ امت کا اس مر پر اجماع ہے کہ کہ پیغمبران کرام پیدائشی طور پر شرک وکفر اور گمراہی سے محفوظ ہوتے ہیں نیز یہاں انبیاء واولیاء کی تصریح نہیں ہے۔ تا کہ ان کے متعلق اس ترجمہ سے استدلال کیا جا سکے بلکہ اس عموم سے وہ مقدس ہستیاں مستثنیٰ ہیں جیسے دوسرے دلائل سے یہ امر واضح ہے۔

رہے تھے نہ کہ کسی عام آدمی کی بات پیش کر رہے تھے نیز یہ دعوی کہ اردو تقویۃ الایمان مولانا اسمعیل صاحب کی لکھی ہوئی نہیں ہے غلط ہے یہ ارواح ثلاثہ مؤلفہ مولانا اشرفعلی صاحب میرے ہاتھ میں ہے جس کے صفحہ 73 پر انچاسویں حکایت کے تحت ارشاد فرمایا کہ مولانا اسمعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی عبارت میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خان صاحب کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا وہی مولانا جو عربی میں لکھنے والے تھے انہی مولانا نے اسے اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب مولوی عبد الحی صاحب شاہ اسحاق صاحب مولانا یعقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی مومن خان، عبد اللہ خان علی وغیرہ مولانا مملوک علی صاحب بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے تو یہ اردو کی کتاب انہی کی ہے ان کو تسلیم ہے کہ اس میں تشدد ہے اور سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں [1] اس بنا پر آپ کو جان نہیں

حاشیہ: نیز یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ کتاب مولوی اسمعیل صاحب کی وفات کے بعد چھپی بلکہ بقول تھانوی صاحب اس کتاب کی اشاعت اسی طرح ہوگئی اشاعت کے بعد مولانا حج کو تشریف لے گئے اور حج کے بعد چھ مہینے دہلی میں قیام رہا چھ مہینے کے بعد جہاد کے لئے تشریف لے گئے ارواح ثلاثہ صفحہ 104 علاوہ ازیں ہم نے تقویۃ الایمان مطبوعہ دیو بند حضرات منصفین کے سامنے رکھی اور دریافت کیا کہ یہ اردو کتاب بریلوی حضرات نے دیو بند سے شائع کر دی ہے یا خود علماء دیو بند نے جس کا کوئی جواب نہ بن سکا نیز جب ملت دیو بند کے حکیم الامت اسی اردو کتاب کو اسمعیل کی تالیف تسلیم کر رہے ہیں تو ان کے مقابلہ میں مولوی حسین احمد کے (باقی اگلے صفحہ پر

چھڑانے دی جائے گی کہ یہ مولانا کی لکھی ہوئی نہیں ہے اب رہ گیا یہ معاملہ کہ ذلیل کا لفظ عربی میں فلاں معنی میں استعمال ہوتا ہے تو عربی کے اندر الفاظ اور معنوں میں آسکتے ہیں مثلاً ﴿کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ﴾ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے یہ عربی کے اندر ہے لیکن کسی کو کہا جائے کہ تو ہلاک ہوجائے تو ظاہر ہے یہ بے ادبی بن جائے گی اور وہ اس کو برا مانے گا ﴿کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ﴾ قرآن مجید میں ہے لیکن اگر کسی کو کہا جائے کہ تو فنا ہوجائے تو اس عبارت کے اندر سختی آجائے گی لہذا عربی محاورات کو اردو محاورات پر قیاس کرنا قطعاً غلط ہے 2۔

اس کے ساتھ ساتھ جس چیز سے گستاخی کا ابہام بھی پیدا ہو اس کے متعلق مولانا حسین احمد مدنی صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی آپ ذرا ملاحظہ فرماتے جایئے گا۔

حاشیہ: (بقیہ) قول کا کیا اعتبار یا یہ کہنا پڑے گا کہ علماء دیوبند بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں اکابر کی اصاغر نہیں مانتے اور اصاغر کا مشورہ اکابر کے لئے قابل قبول نہیں۔

2 اردو محاورہ میں جب بھی کسی کی تحقیر مقصود ہوگی تو اس کو چمار یا چمار سے ذلیل کہا جائے گا اور کوئی شخص بھی اس سے کمزور اور عاجز والا معنی نہیں سمجھتا اور کسی بھی لفظ کے لیے بے ادبی و گستاخی پر مشتمل ہونے کی مدار عرف عام ہے نہ کہ لغوی معنی مواھب لدنیہ مع زرقانی جلد خامس صفحہ 315 اس امر کی تصریح موجود ہے ﴿اِنَّ مَنْ سَبَّ اَوْ نَقَّصَهٗ بِاَنْ وَصَفَهٗ بِمَا یُعَدُّ نَقْصاً عُرْفاً قُتِلَ بِالْاِجْمَاعِ﴾ بے شک وہ شخص جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ کی شان ارفع و اعلیٰ میں تنقیص کی یعنی آپ کی طرف اس چیز کی نسبت کی جس کو عرف عام اور عام محاورات میں تنقیص شمار کیا جاتا ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق امت محمدیہ کے تمام علماء کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

فرماتے ہیں کہ ''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں گے اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان کے کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے'' چنانچہ یہ حوالہ شہاب ثاقب صفحہ 57 پر موجود ہے جس پر واضح کیا گیا ہے کہ ارادہ گستاخی کا نہ بھی ہو صرف گستاخی کا وہم پیدا ہو سکتا ہے تو کفر لازم آجاتا ہے اسکے ساتھ ساتھ یہی مضمون صفحہ 50 پر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''الفاظ قبیحہ بولنے والا اگر معنی حقیقی مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مراد لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واذیت ذات حق اور جناب رسول علیہ السلام سے خالی نہیں تو یہی سبب ہے کہ حق تعالی نے لفظ ﴿رَاعِنَا﴾ بولنے سے منع فرمایا اور ﴿اُنْظُرْنَا﴾ کا لفظ ذکر کرنا ارشاد فرمایا یعنی صحابہ کو جب کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی تو عرض کرتے تھے ﴿رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ علیہ السلام﴾ ہماری رعایت فرمایئے اور اس بات کو دوہرا دیجئے یہود اسی لفظ کو ذرا موڑ کر بیان کرتے تو اس کا معنی یا تو چرواہا بن جاتا یا مغرور اور متکبر بن جاتا لفظوں کی باہم صوری مشابہت ہوتی مومن خلوص سے کہتے معنی صحیح مراد لیتے لیکن اس کو منافق گستاخی کی آڑ بنا لیتے تھے تو اللہ رب العزت نے اس کا استعمال کرنا منع فرما دیا کہ ﴿لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوْا انْظُرْنَا﴾ ایسا لفظ مت استعمال کرو جس سے یہود اور منافقین کو گستاخی کا موقع ملے تو وہ لفظ استعمال کرنا حرام ہوگا۔ اور فرمایا ﴿قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ بلکہ یہ کہو کہ ہمارے حال پر نظر کرو فرماؤ اور توجہ فرماؤ۔ اور غور سے سنو کہتے ہی کیوں ہو کہ یارسول اللہ دوبارہ فرماؤ ﴿وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ اور کافروں کے لیے عذاب الیم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں گزارش کروں آپ نے جو حضرت نظام الدین صاحب محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی عبارت پیش کی ہے آپ نے اس کے معنی پر غور نہیں کیا ایک ہے عمومی طور پر مخلوق کو ذلیل کہنا اور ایک ہے خاص طور پر کسی شخصیت کا نام لے کر اسے ذلیل کہنا تو عموم اور

تخصیص کے اندر فرق واضح ہے میں عقائد کی بات پہلے کر چکا ہوں ﴿خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ﴾ کہنا کفر نہیں ہے اور ﴿خَالِقُ الْخَنَازِیْر﴾ کہنا کفر ہے حالانکہ خنزیروں کے پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے لیکن خاص خنزیروں کی طرف نسبت کر کے کہنا اللہ ﴿خَالِقُ الْخَنَازِیْر﴾ ہے کفر بنتا ہے اور ﴿خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ﴾ کہنا کفر نہیں ہے تو عموم اور اجمال کے ضمن میں بات اور حکم رکھتی ہے تخصیص کے ضمن میں جو بات کی جاتی ہے وہ اور حکم رکھتی ہے اور بڑی مخلوق میں کون داخل ہے میں پہلے مولانا رشید احمد صاحب کی زبانی فتاوی رشیدیہ کی بات عرض کر چکا ہوں کہ اس میں جناب رسالت مآب ﷺ داخل ہیں وہ بڑی مخلوق ہیں لیکن ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے جیسے کمہار اور لوٹے کا ہوتا ہے لوٹا جتنا پیارا ہو حسین ہو لیکن کمہار توڑنے پر قادر ہے تو وہی تمثیل دے کر انہوں نے اس عبارت کی توثیق کر دی ہے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کے اندر وہ کہا ہے کہ جمیع مخلوق اور چیزیں ذلیل اور خوار ہیں اور ساتھ مطیع بھی فرما دیا ہے تو وہاں عموم پایا گیا ہے اس کا حکم اور ہے اور تخصیص سرور کائنات کا حکم اور ہے یہ بنیادی خرابی ہے کہ آپ منصب رسالت کو عام مخلوق کی سطح پر رکھ کر سوچتے ہیں اور یہی بات اختلافات کی بنیاد ہے۔

تمام مخلوق کا مقام الگ ہے اور نبی پاک کا مقام الگ ہے اور نبی الانبیاء کا مقام الگ ہے۔ اس نبی الانبیاء کے مقام کو عوام کی سطح پر رکھ کر سوچنا یہ غلطی کا موجب ہے آپ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کا حوالہ کیوں دیتے ہو آپ نے یہ حدیث نہیں پڑھی خود سرکار ارشاد فرماتے ہیں ﴿اَلدُّنیا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ اِلَّا او عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ﴾ یہ حدیث مشکوۃ شریف کے اندر موجود ہے اگر حوالہ مطلوب ہو تو ہم پیش کر سکتے ہیں ﴿اَلدُّنیا مَلْعُوْنَةٌ وَّ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا﴾ دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر علماء کو متعلمین کو ان سے

دوستی رکھنے والوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے تو عموم کے حکم کی اور بات ہے اور ان کو خاص کر لینا اور بات ہے ہر معاملہ میں مستثنیات ہوتی ہیں لہذا انبیاء کرام اس معاملہ میں مستثنیٰ ہیں کہ جس لفظ سے بے ادبی کا وہم پیدا ہو اس کا استعمال بھی ممنوع وحرام ہے اور چمار سے ذلیل کہنے میں واضح طور پر بے ادبی اور گستاخی لازم آ رہی ہے ہاں لیجئے تقویۃ الایمان اردو کے متعلق مزید تحقیق وتدقیق کے لئے رشید احمد صاحب کا فتویٰ بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں اور اسی اردو تقویۃ الایمان کی اہمیت بھی آپ کے سامنے واضح کر دوں اسمعیل دہلوی امام ہے علمائے دیوبند کا اور مولانا رشید احمد صاحب امام ہیں علمائے دیوبند کے تقویۃ الایمان کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کا حال دریافت کرنا چاہتا ہوں کیسی کتاب ہے اس کو اچھا سمجھنا اس کو حفظ کرنا اس پر عمل کرنا کیسا ہے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے موجب قوت اور اصلاح ایمان کے ہے اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا یہ ہے اور پورا فتویٰ اس کے نیچے ایک اور فتویٰ ہے وہ بھی ذرا ملاحظہ فرماتے جایئے گا مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے اور سنت کو جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حالت میں رہے اور بالآخر سلسلہ جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے پس جن کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِنْ اَوْلِيَاۤؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ یہ ہے آپ کی کتاب تقویۃ الایمان 1 اس کے ساتھ میں یہی فتویٰ لے کر کھڑا ہوں اور اس سے بتلائے دیتا ہوں کہ ان حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص صفات

پر کیسے ہاتھ صاف کیا ہے رحمۃ للعالمین حضور اکرم ﷺ کا وہ امتیازی وصف ہے جو کسی اور پیغمبر کو بھی نصیب نہیں ہوا اور قرآن پاک نے صرف آپکی ہی یہ امتیازی شان بیان کی ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ لیکن مولانا اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین نبی پاک کی صفت خاصہ نہیں ہے یہ عبارت صفحہ 94 پر موجود ہے سوال کیا جاتا ہے رحمۃ للعالمین نبی پاک ﷺ کی صفت خاصہ ہے یا ہر شخص کو رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔

جواب :۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء انبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگر چہ جناب رسول اللہ ﷺ سب سے اعلی ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو تاویل بول دیوے تو جائز ہے: فتاوی رشیدیہ صفحہ 94۔

حاشیہ: 1: جب عربی کا نسخہ عام دستیاب ہی نہیں تھا تو اس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت ہی کہاں تھی جو ملتی تھی سائل اسی کے متعلق دریافت کر رہا ہے اور مولانا رشید احمد صاحب اس کی توثیق فرما رہے ہیں اور مولا رشید احمد کے مقابل حسین احمد صاحب کی کیا حیثیت ہے اور بالفرض انہوں نے کہا ہے کہ یہ کتاب مولانا اسمعیل صاحب کی نہیں ہے تو اس سے صرف یہی ثابت ہو گا کہ علمائے دیوبند بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں جو کسی کا جی چاہتا تھا کہہ دیتا تھا اور اکابر کی بات اصاغر کے نزدیک لغو اور باطل تھی اور ناقابل قبول۔

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ﴾

حضرات گرامی! لفظ ذلیل پر بحث کرتے ہوئے میں نے بریلوی مکتب فکر کے ایک ذمہ دار عالم مولانا ابوالحسنات صاحب قادری کا ایک حوالہ پیش کیا تھا کہ اوراق غم صفحہ 102 پر وہ فرماتے ہیں کہ وہ آدم جو سلطان مملکت رہے تھے وہ آدم جو مزین بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں یہاں آدم علیہ السلام کا نام لیکر ان کو شکار تیر مذلت کہا گیا۔

میرے فاضل مخاطب نے اس عبارت کو چھوا تک نہیں ہے اور یہاں انہوں نے اس ذلیل ہونے کا کوئی معنی بیان نہیں کیا 1 اگر یہ واقعی ذلیل کا ایک ہی مطلب لینا ہے۔ اور اس کا کوئی اور مطلب نہیں تو یہاں تیر مذلت میں آدم علیہ السلام کا نام لیکر ان کو ذلیل کہا گیا ہے حتی کہ شاہ اسمٰعیل شہید نے ہر چھوٹے بڑے پر مخلوق کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی تقویۃ الایمان سے آپ بتائیں کہ انہوں نے کسی جگہ کہا ہو نبی ذلیل ولی ذلیل ہے فلاں پیغمبر ذلیل ہے نام لیکر انہوں نے بھی کوئی نہیں کہا۔ جیسے فوائد الفواد میں کہا گیا کہ ساری مخلوق اللہ کے مقابلہ میں اونٹ کی مینگنی

حاشیہ :۔ بحث چل رہی تھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کی اس عبارت میں کہ سب مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے اور اوراق غم والی عبارت کو اس سے کیا نسبت یہاں کسی کو چمار سے ذلیل کہا جا رہا ہے نیز یہاں شان اور مرتبہ کے لحاظ سے چمار سے ذلیل کہا گیا ہے نعوذ باللہ اور اوراق غم میں لغزش کی وجہ سے جنت سے اتارا جانا اور جنتی (باقی اگلے صفحہ پر

ہے ساری مخلوق میں چھوٹے بھی ہیں بڑے بھی ہیں تمام مخلوق کو جب اونٹ کی مینگنی کے برابر سمجھا گیا اور وہ توہین نہیں تو یہ کیسے ہو گیا۔ یہاں بھی کمزوری بیان کرنا مقصود ہے یہ حوالہ بالکل صاف ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا نام لے کر ذلیل کہا گیا ہے لیکن اس کو چھوا تک نہیں گیا شکار تیر مزلت کا معنی آپ بتادیں کہ وہ بڑے عروج پر پہنچ گئے تھے یا اس کا کوئی اور معنی تھا۔

دوسری بات میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ اسمعیل شہید نے کتاب (تقویۃ الایمان) لکھی مولانا گنگوہی نے اس کی تائید کی دوسروں نے بھی اس کی تائید کی ہو گی لیکن اس (تقویہ الایمان) کا جس کو انہوں نے خود لکھا تھا ترجمہ انہوں نے نہیں کیا بلکہ یہ (تفسیر الاقوام) میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ 2 پر موجود ہے کہ سلطان احمد کہتے ہیں کہ یہ تقویۃ الایمان شاہ صاحب نے لکھی اور میں نے اس کا ترجمہ کیا۔

حاشیہ : (بقیہ) لباس کا چھن جانا اور دار تکلیف میں بھیجا جانا مراد ہے یعنی مکان کے لحاظ سے بلندی سے پستی کی طرف آنا پھر شکار تیر مذلت سے ذلیل ہونا لازم آتا ہی نہیں مثلاً کسی کو کہیں کہ وہ شکار تیر جفا ہے تو اس کا مطلب کیا ہو گا کہ وہ جفا کار ہے العیاذ باللہ یہاں صرف اور صرف ملائکہ اور جنوں کی نگاہوں میں سابقہ عظمت کا برقرار نہ رہنا مراد ہے اور وہ خود نادم بھی رہے توبہ بھی کرتے رہے اور اللہ تعالی نے بعد ازاں ان کی توبہ قبول فرمائی اور مسند خلافت پر متمکن فرمایا مولانا اسمعیل صاحب کسی لغزش کے معاملہ میں نہیں اور تاج خلافت و نیابت ملنے سے پہلے کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کے مراتب ولایت و نبوت کو نشانہ بنا رہے ہیں اور نعوذ باللہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل کہہ رہے ہیں لہذا اس عبارت کا یہاں پیش کرنا ہی قطعاً بے محل تھا اور اس کا جواب طلب کرنا بھی بے سود نیز حق نواز صاحب نے الزامی طور پر دیئے گئے جوابات پر کان ہی نہیں دھرا تھا (باقی اگلے صفحہ پر)

میں جج صاحبان سے گزارش کروں گا کہ جب ہماری طرف سے پیش کئے گئے ترجمے قابل اعتبار نہیں تو آپ کھڑے ہو کر مجھے ٹوکتے ہیں آپ انہیں بھی فرمائیں کہ جس نے ترجمہ کیا ہے یہ سلطان احمد ہمارے نزدیک کوئی معتبر آدمی نہیں ہے اس نے شاہ صاحب کی زبان میں صحیح ترجمہ نہیں کیا اس لئے اس کتاب کا حوالہ نا قابل قبول ہے اور اس کا کوئی پتہ نہیں ہے یہ سلطان احمد کون ہے کون نہیں ہے۔

دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ رحمۃ للعالمین کی بات چلا دی اور یہ کہتے ہیں کے جب مولانا رشید احمد صاحب نے حضور علیہ السلام کی رحمۃ للعالمین ہونے کی خصوصیت کا انکار کیا ہے شاہ صاحب نے باوجود اس کے انہوں نے خود کتاب کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ کسی اور آدمی نے کیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ کہا کہ ان کی عبارات کے ذلیل کے لفظ کا ترجمہ جو میرے فاضل مخاطب نے بیان کیا ہے یہ قطعاً نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ اسی تقویۃ الایمان میں وہ تسلیم کر رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بڑے ہیں اور جب انہوں نے بڑا تسلیم کر لیا تو وہ ذلیل کا وہ معنی قطعاً نہیں لے رہے جو معنی آج بیان کیا جا رہا ہے 1 اور یہ ان سے زیادتی ہے اور میں نے جو پیش کیا تھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت میں توہین اور تذلیل کے باوجود کفر کا فتوی کیوں نہ دیا اس کا جواب قطعاً میرے فاضل مخاطب نے نہیں دیا پھر میں نے ابوالحسنات صاحب کا ذلت والا حوالہ پیش کیا اس کا جواب نہیں آیا ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

حاشیہ : (بقیہ) اور یہی رٹ لگاتے رہے کہ یہ کمہار اور لوٹے والی تمثیل نیز شیر کے بچے اور بھیڑ بکریوں والی تمثیل تم اپنے اعتراضات کے وقت پیش کرنا اب پیش نہیں کر سکتے تو وہ خود کس منہ سے یہ (باقی اگلے صفحہ پر

بلکہ ایک نیا حوالہ پیش کر دیا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ "رحمۃ للعالمین نبی پاک کا خاصہ نہیں ہے" مولانا رشید احمد گنگوہی نے یہ تو واضح کیا ہے کہ کسی تاویل سے اگر کسی اور کو بھی یہ کہا جائے تو جائز ہے جیسے مثلاً دوسرے اولیاء دوسرے انبیاء وہ بھی اللہ کی ایک رحمت ہیں لیکن ان کی رحمت اتنی وسیع نہیں ہے جتنی کہ سرکار دو عالم ﷺ کی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی تو خود وضاحت کر رہے ہیں کہ آپ کی رحمت زیادہ باقیوں کی تھوڑی ہے یعنی رحمت کے اعتبار سے آپ کو خاص کر لینا کہ آپ ہی رحمت ہیں باقی کوئی کسی درجہ میں رحمت نہیں بن سکتا تو وہ تو اس خاصہ کو توڑ رہے ہیں کہ آپ کے علاوہ دوسرے رحمت تو بن سکتے ہیں لیکن ان کی رحمت وسیع نہیں وسیع رحمت آپ کی ہے اور یہ بہر حال آپ کا خاصہ ہے وہ تو مطلق رحمت کو توڑ رہے ہیں اور ان کے الفاظ یہ ہیں ﴿الجواب:۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر علماء و انبیاء علمائے ربانیین موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگر چہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر لفظ رحمت کو بتاویل بول دے تو جائز ہے یعنی کوئی ایسی تاویل جس سے آپ کی وسعت رحمت میں خلل نہ پڑے یعنی یہ کہے کہ باقی انبیاء بھی اللہ کی رحمت ہیں۔ یعنی وہ اس شبہ کو دور کرتے ہیں کہ کوئی اس آیت کا معنی یہ نہ سمجھے کہ بس آپ ہی رحمت ہیں باقی کوئی اور رحمت ہی نہیں آیا لیکن آپ کے مسلمہ بزرگ خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حاشیہ: (بقیہ) مطالبہ کر سکتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا اپنے اسلاف کی مانند دوسروں کے لئے عدل و انصاف کا پیمانہ اور ہے اور اپنے لئے اور۔ خدارا انصاف و دیانت سے کام لو 1 مگر اتنے بڑے کہ بس مولوی اسمٰعیل اور دیگر علمائے دیوبند کے بڑے بھائی مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ذرہ ناچیز سے کم تر اور چمار سے ذلیل العیاذ باللہ شرم از خدا و از رسول ہماری پیش کردہ تین عبارات میں سے صرف ایک عبارت میں ان مقدس ہستیوں کو بڑے ضرور تسلیم کیا گیا ہے

کتاب ''فوائد الفواد'' صفحہ 42 (مختصر سی مداخلت) چند منٹ جھگڑا رہا،

مولانا رشید احمد گنگوہی نے تو یہ کہا تھا کہ آپ میں رحمۃ اللعالمین والی صفت بڑی وسعت کے ساتھ ہے لیکن خواجہ صاحب کے ملفوظات صفحہ 42 پر موجود ہے۔

''یہ غیبی جواہر اور شک وشبہ سے بالا پھول خواجہ راست باز مقلب بہ

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾

جناب والا! کیا اس کو بغیر تاویل استعمال کیا گیا ہے یا اس کی تاویل کی جارہی ہے یہی دلائل تھے جن کی وجہ سے مولانا رشید صاحب نے فرمایا کہ رحمت کا لفظ دوسرے پر بولا جا سکتا ہے اس وجہ سے جیسے جہاں خواجہ صاحب کو ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتا۔

میں پوچھتا ہوں کہ جس کے بغیر زمین وآسمان قائم نہ رہیں کیا وہ اللہ کی رحمت نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے زمین آسمان قائم ہیں جب رحمت ہیں تو یہی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کہتے ہیں کہ باقی لوگ بھی رحمت ہیں مگر آپ کی ذات میں رحمت بڑی وسعت کے ساتھ ہے آپ کے وسیع رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ کہتے ہیں کہ آیا اس سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ آپ ہی رحمت ہیں باقی کوئی کسی درجہ میں رحمت بن ہی نہیں سکتا۔

فرماتے ہیں یہ سمجھنا رحمت اور بھی بن سکتے ہیں یا آپ کی رحمت بڑی وسیع ہے اور اس ''فتوی رشیدیہ'' میں موجود ہے اس میں کیا توہین ہوگئی جبکہ یہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات بھی مانتے ہیں کہ غوث کے بغیر زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتا جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں وہ اللہ کی رحمت ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے اس شک کو زائل کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ میرے واجب الاحترام سامعین! آپ دیکھیے یہ ''دیوان

محمدی" میرے ہاتھ میں ہے اس کا شعر پڑھیے کہ ایک تو رحمۃ للعالمین کی وسعت کو انہوں نے تسلیم بھی کیا اور اچھی بھی کہا اور دوسری طرف یہ ہے۔

"برائے تشنگیاں از مدینہ بر سر ملتان بشکل صدر الدین وخود رحمۃ اللعالمین آمد ﷺ

حضرت محبوب الٰہی کی طرف منسوب ملفوظ کی حقیقت

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی طرف جو ملفوظ منسوب ہے اس میں کون سے لوگ داخل ہیں اس کی وضاحت علامہ قاری رحمہ الباری تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمایئے! اور علمائے دیوبند کی اس عبارت سے استدلال وتمسک کی لغویت اور ان کی مغالطہ آفرینی کا ملاحظہ کیجئے

حضرت خواجہ نظام الدین کا ارشاد:۔ کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک ساری خلقت اس کے سامنے اس طرح ظاہر نہ ہو گویا وہ اونٹ کی مینگنی ہے۔

اولاً۔ تو یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ یہ الفاظ حضرت خواجہ کے اپنے نہیں ہیں بلکہ حدیث رسول ﷺ کا حرف بحرف ترجمہ ہیں کما ورد ﴿لا یُؤمِنُ اَحدُکُم حتّٰی یَکُوْنَ الْخَلقُ عِنْدَہٗ کَالْاَباعِرِ﴾

مرقاۃ: جلد نمبر 10۔صفحہ 68۔

ثانیاً۔ اس کے معنی محدثین کرام اور آئمہ اعلام کے نزدیک کیا ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿یعنی حُبَّ الرِّیاسَۃِ وَالْجاہِ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ ھُوَ مِنْ اَمْرِ غَوائِلِ النَّفْسِ وَمَواطِنِ مَکائِدِھا یُبْتَلٰی بِھا الْعُلَماءُ وَالْعُبَّادُ وَالْمُشَمِّرُوْنَ عَنْ ساقِ الْجِدِّ

لِسُلُوکِ طَرِیْقِ الْآخِرَۃِ مِنَ الزُّھَّادِ فَاِنَّھُمْ مَھْمَا قَھَرُوْا اَنْفُسَھُمْ وَفَطَمُوْھَا عَنِ الشُّبُھَاتِ وَحَمَلُوْھَا بِالْقَھْرِ عَلٰی اَصْنَافِ الْعِبَادَاتِ عَجِزَتْ نُفُوْسُھُمْ عَنِ الْمَعَاصِیْ الظَّاھِرَۃِ الْوَاقِعَۃِ عَنِ الْجَوَارِحِ فَطَلَبَتِ الْاِسْتِرَاحَۃَ اِلَی التَّظَاھُرِ بِالْخَیْرِ وَاِظْھَارِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ فَوَجَدَتْ مُخْلَصًا مِّنْ مُّشَقَّۃِ الْمُجَاھَدَۃِ اِلٰی لَذَّۃِ الْقُبُوْلِ عِنْدَ الْخَلَائِقِ وَلَمْ تَقْنَعْ بِاِطِّلَاعِ الْخَالِقِ وَفَرِحَتْ بِحَمْدِ النَّاسِ وَلَمْ تَقْنَعْ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَحْدَہٗ فَاَحَبَّ مَدْحَھُمْ وَتَبَرُّکَھُمْ بِمُشَاھَدَتِہٖ وَخِدْمَتِہٖ وَاِکْرَامِہٖ وَتَقْدِیْمِہٖ فِی الْمَحَافِلِ فَاَصَابَتِ النَّفْسُ فِیْ ذَالِکَ اَعْظَمَ اللَّذَّاتِ وَاَلَذَّ الشَّھَوَاتِ وَھُوَ یَظُنُّ اَنَّ حَیَاتَہٗ بِاللّٰہِ وَعِبَادَاتِہٖ وَاِنَّمَا حَیٰوتُہٗ بِھٰذِہِ الشَّھَوَاتِ الْخَفِیَّۃِ الَّتِیْ تَعْمٰی عَنْ دَرْکِھَا اِلَّا الْعُقُوْلُ النَّاقِدَۃُ قَدْ ثَبَتَ اِسْمُہٗ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ وَھُوَ یَظُنُّ اَنَّہٗ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہِ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴾ مرقاۃ جلد 2 صفحہ 68,69

ترجمہ: یعنی ریاست وحکومت اور لوگوں کے دلوں میں قدر ومنزلت کی تمنا نفس کی ہلاکت خیزیوں اور اس کی شکار گاہوں میں سے ہے جس کے ساتھ علماء وعابدین اور راہ آخرت پر گامزن ہونے کے لئے کوشاں لوگ مبتلا ہیں کیونکہ جب انہوں نے اپنے نفوس پر جبر وقہر کے ذریعے شہوات وخواہشات نفسانی سے الگ کر دیا ہے اسے دور رکھا بلکہ انہیں انواع واقسام کی عبادات پر آمادہ کر لیا تو وہ نفوس جوارح کے ساتھ واقع ہونے والے ظاہری گناہوں سے عاجز آ کر لوگوں کے سامنے اپنی خوبی اور فضیلت علمی وعملی کے اظہار میں راحت محسوس کرنے لگے اور مخلوق کے نزدیک محبوبیت ومقبولیت ان کو مجاھدات وریاضات کی مشقتیں گوارہ کرنے میں کارآمد ثابت ہونے لگی اور صرف اللہ تعالی کا ان اعمال وافعال پر مطلع ہونا انہوں نے کافی نہ سمجھا لوگوں کی مدح ثناء پر خوشی محسوس ہونے لگی اور فقط اللہ کا محمود وممدوح ہونا انہیں مطمئن نہ کر سکا۔

بلکہ ان کی فرحت وشادمانی کا صرف اور صرف یہ سامان رہ گیا کہ لوگ ان کی مدح سرائی کریں ان کے دیدار و مشاہدہ سے برکات حاصل کریں اور ان کا اعزاز و اکرام کریں ان کو محافل ومجالس میں منصب صدارت پر فائز کریں۔

الغرض ان کے نفوس کو انہی امور میں عظیم ترین لذات اور لذیذ ترین خواہشات کے ساتھ بہرہ وری حاصل ہوئی ان کا گمان تو یہ ہے کہ ان کی حیات اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عبادات سے ہے اور حالانکہ اس کا سامان زیست فقط یہ مخفی خواہشات اور لذات نفسانی ہیں جن کو دیکھنے کی صلاحیت صرف عقول ناقدہ اور ارباب قوت قدسیہ میں ہے دوسرے ان سے اندھے ہیں ایسے لوگوں کا نام عند اللہ منافقین میں ہے حالانکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔''

تو ثابت ہوا کہ اس حدیث پاک اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کا ایمان کامل اسی وقت ہوگا اور طوق نفاق ان کے گلے سے اسی وقت اترے گا جب وہ لوگوں کے نزدیک بڑا بننے کے فکر ترک کریں گے اور ان کی مدح وثنا اور اعزاز و اکرام کو خاطر میں نہیں لائیں گے جو ان کی مدح سرائی میں کوشاں ہیں نہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبولان بارگاہ کو العیاذ باللہ مینگنی کی طرح خسیس ورذلیل سمجھیں۔

اور بقول مولوی اسمٰعیل ان کو چمار سے ذلیل سمجھیں اور یوں کہیں کہ اولیاء انبیاء امام زادے پیر زادے اور شہید یعنی اللہ تعالیٰ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی ہے لہذا وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم ان کے چھوٹے بھائی یا یوں کہیں کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں

مولوی حق نواز سے کوئی پوچھے بڑی اور چھوٹی مخلوق کی تعمیم انبیاء اولیاء امام زادے پیر

زادے اور شہید کی تعمیم وتصریح سب انبیاء واولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں کا عموم بھی اسی طرح کا عموم ہے یااس میں استثناء واختصاص کا دروازہ کلیۃ بند کر دیا گیا ہے۔

لہذااس قسم کے حوالے علمائے دیو بند کوتوہین انبیاء اور تحقیر خواص بارگاہ سے بری الذمہ نہیں کر سکتے علاوہ ازیں ہم نصوص قطعیہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے قدموں سے مس ہو جانے والے پتھر اللہ تعالی کے شعائر ہیں اور ان پتھروں کی تعظیم وتکریم متقی ہونے کی علامت بلکہ دلیل ہے۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ القرآن پارہ 2

اور فرمایا! ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ القرآن پارہ 17

کہاں ان پتھروں کی تعظیم دلیل تقوی ہونا اور کہاں خود ان مقدس ہستیوں کے متعلق یہ رذیل وخسیس کلمات استعمال کر کے ان توہین کرنا۔

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شرر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خرتو زبان پہ چوڑھا چمار ہے

تتمہء مبحث۔2

1۔فتاوی رشیدیہ کی پیش کردہ عبارت یعنی (رحمۃللعلمین نبی اکرم ﷺ کی صفت خاصہ نہیں) ۔۔۔۔کا جواب صرف چند ملفوظات سنا کر دینے کی سعی لاحاصل کی گئی حالانکہ ہم نے اعتراض کیا تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے نبی کریم ﷺ کی صفت خاصہ کا انکار کر کے سخت بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ قطعا نہیں کہا تھا کہ سرے سے فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے مجازاً اولیائے کرام پر اس کا اطلاق بھی کفر ہے۔یا بے ادبی وگستاخی۔لہذا یہ ساری تقریر اصل جواب سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔کیا ان حضرات میں سے کسی نے اس کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا ہے۔

2۔ اگر دوسرے انبیاء اکرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے موجب رحمت ہونے سے حضور اکرم ﷺ سے رحمۃ للعالمین کی خصوصیت ختم ہوگئی۔ تو کیا ماں باپ کے اولاد کے لیے مربی ہونے کی وجہ سے استاد کے تلامذہ کے لیے مربی ہونے، بادشاہ کے رعایا کے لیے مربی ہونے کی بنا پر اللہ تعالی سے رب العالمینی کی صفت خاصہ کی نفی کردی جائیگی۔ (العیاذ باللہ)

بلکہ ہر ایک جانتا ہے رب اور مربی ہونا اور ہے۔ رب العلمین ہونا اور۔۔۔۔ اسی طرح رحمت ہونا اور چیز ہے۔۔۔۔۔ رحمۃ للعلمین ہونا اور چیز ہے۔

3۔ نبی الانبیا علیہ ﷺ روف ورحیم ہیں۔ ﴿وَ بِا لْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وفٌ الرَّحِیْم﴾، تو کیا اللہ تعالی یکتا و یگانہ ہے۔ اگرچہ اپنی استعداد کے مطابق حبیب کریم علیہ السلام، اس کی رافت و رحمت میں کے مظہر اتم ہیں۔

چودھویں کا چاند اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق انوار شمسیہ کا مظہر اتم سہی۔ مگر اس سے سورج کے سراج منیر ہونیکی خصوصیت کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک ﴿فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ﴾ کا مقام مسلم ہے۔

الغرض شان رحمۃ للعلمین میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان، نبی الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے سہیم و شریک نہیں اگرچہ ان کے فیض سے کلیۃً محروم بھی نہیں ہیں۔

حاشیہ:۔ متصف بصفات اللہ ہونا۔ متخلق باخلاق ہونا۔ اخلاق محمدیہ کا کامل نمونہ ہونا مسلم۔ مگر کسی نے بھی نہ اللہ تعالی کی صفات کی خصوصیت بالباری کا انکار کیا اور نہ ہی رسالت مآب علیہ السلام کی صفات کمال کی تخصیص کا ورنہ رسالت اور خاتم النبیین کے صفات بھی ان اولیائے کاملین میں تسلیم کرنے لازم آجائیں گے اور محبوب کریم علیہ السلام کیساتھ انکی خصوصیت کی نفی کرنی لازم آجائے گی۔ العیاذ باللہ (منتھی)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

1۔ جتنی آیات بینات رسول لے کر آئے وہ صرف آپ کے ہی نور اقدس کی بدولت ان کو موصول ہوئیں۔

2۔ ان میں سے ہر نبی ورسول اکرم ﷺ کے بحر جود وکرم سے ایک چلو اور ابر جود ونوال سے چھینٹوں کا طلب گار ہے۔

3۔ اے حبیب کریم تم فضل وکرم کے اندر مثل آفتاب ہو اور وہ مقدس ہستیاں ستاروں کی مانند جو لوگوں کو ظلمتوں میں روشنی مہیا کرتے ہیں اور ان تاریکیوں کو نور سے تبدیل کرتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی مناظرہ سے فرار کی ناکام کوشش

نوٹ:۔ جب مولوی حق نواز صاحب بمشکل صدر الدین والی عبارت پڑھ رہے تھے تو بریلوی مناظر علامہ سیالوی صاحب نے اپنے صدر مناظرہ مولانا عبد الرشید صاحب سے کہا کہ ذرا اس عبارت کو بھی نوٹ کر لیں۔ حضرت علامہ ان کے قریب دائیں جانب بیٹھے تھے اور اس رخ پر خان منظور خاں صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آواز سن لی اور سمجھے کہ مجھ سے خطاب کیا گیا ہے اور یہ مداخلت ہوگئی ہے حالانکہ علامہ سیالوی صاحب نہ اٹھے اور مولوی حق نواز صاحب سے مخاطب ہوئے۔ اور نہ ہی اس کی تقریر میں رکاوٹ ڈالی۔ جس پر خاں صاحب سے کہا گیا۔۔۔۔ جناب والا! یہ مداخلت نہیں ہے۔ مداخلت کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ دوسرے مناظر کی تقریر میں

رکاوٹ ڈالی جائے ۔ اس کو مخاطب ٹھہرایا جائے ۔ یہاں مناظر اپنے صدر مناظرہ کو ضروری پوائنٹس لکھوا رہا ہے ۔ اس کو مداخلت قرار دینا قطعاً غلط ہے ۔ چنانچہ! دوسرے منصفین نے بھی کہا کہ ہم نے تو مولانا سیالوی صاحب کی بات سنی ہی نہیں ۔ اس کو مداخلت نہیں کہا جا سکتا جس پر تینوں منصفین نے متفقہ طور پر فیصلہ دے دیا کہ واقعی مداخلت نہیں ہوئی ۔ اس وقت دیوبندی صدر مناظرہ جناب مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی بھی اس سے اتفاق کر گئے ۔ مگر اس دوران دو گھنٹے کا وقفہ شروع ہو گیا ۔ جس کے ختم ہونے پر فریقین پھر مقام مناظرہ میں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے پھر وہ سوال کھڑا کر دیا کہ بریلوی مناظر کی طرف سے مداخلت ہوئی ہے ۔ لہذا! ان کی شکست کا اعلان کیا جائے جیسے کہ شرائط مناظرہ کی ایک شق میں یہ تصریح موجود ہے ۔

منصفین نے کہا ہم نے متفق فیصلہ کیا ہے کہ یہ مداخلت نہیں ہوئی لہذا اس ضد اور اصرار کی گنجائش نہیں ہے ۔ اور محض وقت ضائع کرنے والی بات نہ کریں ۔ مگر مولوی منظور احمد صاحب نے اس پر ہی جان چھڑانے کا فیصلہ کر رکھا تھا ۔ اور آگے بحث جاری رکھنا ان کو وبال جان نظر آ رہا تھا ۔ لہذا اس قیل وقال میں کافی وقت نکل گیا ۔

خان منظور خاں صاحب نے کہا کہ ہمارا یہ متفق فیصلہ اگر آپ تسلیم نہیں کرتے تو اختتام مناظرہ پر جو فیصلہ ہم دیں گے اس کے متعلق ہمیں کیا اطمینان ہو سکتا ہے کہ وہ تسلیم کر لیا جائے گا ؟ لہذا آپ اس لفظی بحث کو چھوڑیں اور ہم سے مداخلت کی تعریف اور مفہوم بار بار نہ پوچھیں ۔ ہم مداخلت کا مفہوم یہی سمجھتے ہیں کہ دوسرے کی تقریر میں رکاوٹ پیدا کی جائے ۔ اور اس کو مخاطب بنایا جائے لہذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہاں مداخلت نہیں ہوئی ۔

ہاں صرف اتنی بات ہے کہ انہیں اپنے صدر مناظرہ سے بالکل آہستہ کہہ دینا چاہیے تھا ۔ اور ان کا آواز بلند ہونے سے مجھے غلط فہمی ہو گئی ۔ لہذا آپ اس لفظی بحث کو ختم کریں ۔

مگر مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے کہا یہ ساری بات ہی لفظی ہے ورنہ ہم بھی مانتے ہیں کہ گستاخی رسول ﷺ کفر ہے اس پر پروفیسر تقی الدین انجم صاحب صدر منصف سخت برہم ہوئے اور اٹھ کر کافی دیر ان کو متنبہ کیا کہ جب مانتے ہو کہ گستاخی رسول ﷺ کفر ہے تو اس پر اڑے ہوئے کیوں ہو اور محض لفظوں میں الجھاؤ پیدا کر کے لوگوں کے دماغ خراب کر رہے ہوں کیا مدارس قائم کرنے اور طلباء کو پڑھانے کا تمہارے سامنے یہی مقصد ہے اور ان کے ذہنوں میں صرف یہی چیزیں ڈالتے ہو اس وقت عالم اسلام تم سے کیا تقاضہ کرتا ہے ملک پاکستان کس امر کا متقاضی ہے اور غیر تمہارے متعلق کیا سوچتے ہیں مگر تم صرف لفظی بحثوں پر پڑے ہوئے ہو۔

ہم اس ثالثی سے معذور ہیں اور ہمیں آپ لوگوں پر اعتماد نہیں ہے اس معمولی بات میں اگر ہمارا متفقہ فیصلہ تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور تم اسے تسلیم نہیں کرتے تو ہمیں کیا اعتماد ہے کہ تم ہمارا اگلا فیصلہ تسلیم کر لوگے۔

جب انجم صاحب نے پریشانی اور رنج والم کا اظہار کیا اور فیصل و ثالث بننے سے معذوری کا اعلان کر دیا تو حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رضوی اور جناب طاہر القادری نے ان کی منت سماجت کی کہ آپ ان باتوں پر کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

ہمیں آپ کا یہ فیصلہ بھی منظور ہے اور بعد میں جو فیصلہ کریں گے وہ بھی منظور ہو گا اور مولانا منظور احمد چنیوٹی سے بھی کہا کہ منصفین کو کبیدہ خاطر نہ کرو اور ان کو اطمینان دلاؤ چنانچہ چنیوٹی صاحب نے حق نواز سے مشورہ کیا کہ مناظرہ جاری رکھیں یا اڑے رہیں اور راہ فرار اختیار کریں بالآخر بادل نخواستہ مناظرہ جاری رکھنا منظور کر لیا اور منصفین کو ہر فیصلہ تسلیم کرنے کا اطمینان دلایا۔

لیکن افسوس! کہ اس عہد و پیمان کی دھجیاں اڑا دیں اور ان کے فیصلے کو تسلیم کرنے

سے گریز کیا اور ان پر جانبداری کا الزام عائد کیا اور خدا جانے کیا کیا گھٹیا حربے اختیار کئے جو ایک عام شریف شہری بھی نہیں کرسکتا'' چہ جائیکہ علماء''

''اب پانچواں گھنٹہ دیوبندیوں کے اعتراضات کا شروع ہوا''

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

قابل صد احترام معزز سامعین میں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ بریلوی علماء نے اپنی کتب میں انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں توہین آمیز کلمات استعمال کیے ہیں اس سلسلے میں میرے متعدد دلائل پہلے آچکے ہیں جن میں سے تا حال ''جاء الحق'' کی دونوں عبارات لا جواب ہو چکی ہیں تا حال انوار شریعت کی عبارت کا جواب نہیں آیا اسی طرح میں نے دیگر جو بعض کتب کے حوالہ جات پیش کئے ہیں ان میں سے بھی بعض کے جواب وضاحت کے ساتھ نہیں آئے ۔ مقیاس حنفیت کا حوالہ پیش کیا تھا اس میں لفظ تھے کہ اگر کوئی کتے پر ایمان لے آئے نبی مان ے عوعو کرنے لگ جائے تو اسے عذاب نہیں ہوگا اور اس میں وہ گرفتار نہیں ہوگا۔

اب اس پر بحث چل رہی تھی کہ جس میں ہوگا نہیں لکھا کہ مولانا محمد عمر صاحب فراتے ہیں کہ اگر میری بات مان لو تو نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ '' نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہو'' ان الفاظ کا کیا مطلب ہے کہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہوگا اسے عذاب دیا جائے گا یا ان الفاظ کا یہ مطلب ہے اسے عذاب نہیں ہوگا۔

میں عبارت پھر پڑھتا ہوں کہ ''اگر مصنف میری بات مانے اور نہ مصنف مذکو اس توہین مصطفی علیہ السلام سے عذاب الیم میں گرفتار ہوگا نہ سہی سوال یہ ہے ۔۔۔۔۔ کہ کیا ان اردو الفاظ کا یہ معنی لیا جائے گا کہ مولانا محمد عمر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر میری یہ بات مان لی جئے

تو عذاب سے چھوٹ جائے گا جہنم میں نہیں جائے گا یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ میری بات مان لے تو تجھے عذاب الیم نہیں ہو گا یہ بالکل اردو عبارت واضح ہے اس کو صرف ''ہوگا'' کی آڑ میں شائع کردیا گیا اس لئے میں نے اس کو دوبارہ پڑھ دیا ہے اس کا جواب تا حال نہیں آیا۔

میں فاضل مخاطب سے عرض کروں گا کہ وہ عبارت کو دوبارہ لفظ بہ لفظ پڑھیں جج صاحبان اس کو سنیں اور عوام اس کو سنیں اور اس کے بعد یعنی جو سوال میں نے اٹھائے ہیں کہ مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا تھانوی کو دو مشورے دیئے ہیں۔

1۔ایک یہ کہ تو اگر میری بات مان لیتا ہے تو ہم تجھ پر تنقید نہیں کریں گے۔

2۔دوسرا یہ کہ نہ مصنف مذکور عذاب الیم میں گرفتار ہو گا وہ عبارت پڑھ کر یہ بتلائیں کہ تنقید نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ یا شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسے موقع پر تنقید نہ کی جائے مجھے قرآن وحدیث کے حوالے سے بتایا جائے۔

3۔''نہ مصنف مذکور عذاب الیم میں گرفتار ہو ان الفاظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ان کا مطلب یہ بنتا ہے عذاب ہو گا جہنم میں جائے گا یا نہیں یہی وہ عبارت پڑھنے کے بعد اس کا مطلب بیان کریں تا کہ جج صاحبان یہ سن لیں کہ ان اردو الفاظ کا معنی کیا یہی ہے جو کہ مخالف فریق پیش کر رہا ہے اس کے ساتھ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ایک دوسرا حوالہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کا بیان کرنا میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔

چنانچہ مولانا محمد عمر صاحب ''مقیاس حنفیت'' صفحہ 373 پر تحریر فرما رہے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں کہ ''جب موسیٰ علیہ السلام نے ﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾ اے رب مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ولکن انظر الی الجبل﴾ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں

ہوں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالی بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسی علیہ السلام کو رب طاقت دیتا وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔

لیکن موسی علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا کلام رب کی رؤیت تھی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بے ہوشی کی تکلیف میں مبتلا رہے ہیں۔

میں تمام مسلمانوں سے جو یہاں موجود ہیں یہ گزارش کروں گا کہ چودہ سو برس یا سینکڑوں برس بیت جانے کے بعد ایک امتی اور چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے ایک مسلک اور مکتب فکر کے عالم تو کلام الہی کو سمجھ گئے اور انہوں نے کلام الہی کا معنی سمجھا لیا کہ اصل منشا یہ تھا لیکن پیغمبر نہ سمجھا کہ اللہ رب العالمین مجھے کیا فرما رہے ہیں اور میں نے کیا عمل کرنا ہے۔

پھر میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن میں ﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾ کے جواب میں ﴿وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ﴾ نہیں آیا مولانا محمد عمر صاحب نے دانستہ (رَبِّ اَرِنِیْ) کے جواب کو نقل نہیں کیا تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جاسکے کہ اگر حضرت موسی علیہ السلام یہ کہتے "یا اللہ میں پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتا اللہ سے یہ عرض فرمادیتے حالانکہ پوری آیت اس طرح ہے ﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾ اللہ نے جواب دیا ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ﴿وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ﴾ یہ لکن سے (لَنْ تَرَانِیْ) کی دلیل بیان کی گئی ہے آپ کیوں نہیں دیکھ سکتے آپ پہاڑ کی طرف نظر کریں اگر تو وہ اپنے مکان پر ٹھہر جائے ﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ﴾ تو پھر مجھے آپ دیکھ لیں گے۔

میں فاضل مخاطب سے عرض کروں گا کہ یہ تفسیر چودہ سو برس میں کسی اہل سنت کے مفسر یا مبلغ نے کی ہے یہ قرآن حکیم کی تاویل کی گئی۔ ایک آیت کا دانستہ انکار کیا گیا ہے موسی علیہ السلام

کو اللہ کے امتحان میں فیل کہا گیا ہے۔ پیغمبر کے کلام اور عمل میں فرق ثابت کیا گیا ہے اور نبی کے لئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ قرآن کی بات کو نہ سمجھ سکے۔

حالانکہ قرآن کہتا ہے یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا تھا کہ ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ آپ مجھے ہرگز نہیں دے سکتے ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ فرمانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی کوئی غلطی تھی یا آپ پھر بھی کہتے کہ یا اللہ میں تو پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتا اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ تجربہ کے لئے پہاڑ پر نظر ڈالو اگر وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے تو آپ مجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔

چنانچہ پہاڑ پر تجلی ڈالی گئی اور وہ ریزہ ریزہ ہوا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوئے اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا یا اللہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ دنیا میں جیسے مفسرین نے تفسیریں کیں دنیا میں تیرا دیدار نہیں ہو سکتا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو میں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ کلام الٰہی کا جو منشا مولانا محمد عمر صاحب اچھروی سمجھ رہے ہیں کیا پیغمبر یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اللہ کا منشاء یہ ہے یہ موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا جا رہا ہے اور بغیر کسی دلیل کے لگایا جا رہا ہے نہ قرآن میں اس بات کی اجازت ملتی ہے نہ الفاظ اس بات کی اجازت دیتے ہیں نہ حدیث پاک میں اس کی اجازت ملتی ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ مولانا محمد عمر صاحب نے اس تحریر کے پیش نظر۔۔۔۔۔۔(دوبارہ عبارت کا مطالبہ ہوا) چنانچہ اس نے اس عبارت کو دوبارہ پڑھا۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾ اے میرے رب مجھے اپنی زیارت کرا تو اللہ کے فرمان ﴿وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ﴾ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں ہوں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ

بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتا

لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا کلام رب کی رؤیت تھی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے بجائے اس کے بے ہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے۔

1۔ میرے واجب الاحترام بزرگو میں نے اس بنا پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔

2۔ میرے سابقہ حوالوں کے ساتھ ساتھ ایک حوالہ یہ بھی ہے میرے ہاتھ میں ''تحفت اقطاب'' ہے بریلوی مکتب فکر کی معتبر کتاب ہفت اقطاب اس کے صفحہ 151 پر لکھا ہے۔

؎ طالب خدا گواہ کہ نازک بچشم من عین محمد است کہ عربی شنیدہ

نازک پیر صاحب کا نام ہے اور وہ اپنے پیر صاحب کو کہہ رہے ہیں

؎ طالب خدا گواہ کہ نازک بچشم من عین محمد است کہ عربی شنیدہ

میں کہتا ہوں کہ محمد ﷺ کا عین نہ کوئی آج تک ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ آپ کے بعد اللہ رب العزت نے کوئی ذات پیدا کی ہے اس میں فخر دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کی توہین ہے اور ایک پیر کے ساتھ ان کو تشبیہ دے کر بلکہ ''عین'' کہہ کر آپ کی عظمت کو گرایا گیا ہے یہ میرا دوسرا الزام ہے اس میں بھی پیغمبر کی عظمت کو برقرار نہیں رکھا گیا۔

سوال: خان منظور خاں صاحب (منصف) اس کتاب کے مصنف کا نام کیا ہے۔

جواب: حق نواز۔۔۔۔ خادم العلماء فقیر غلام جہانیاں ڈیرہ غازیخان

(وقت ختم ہونے سے قبل ختم)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی! مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ''جاء الحق'' کا جواب نہیں آیا فلاں کا جواب نہیں آیا حالانکہ! میں واضح طور پر جواب دے چکا ہوں اور اس کے مقابلے میں میں. نے اپنے اعتراضات پیش کئے ہیں اور ان پر آیات واحادیث سے عبارات علماء سے استدلال پیش کئے ہیں لیکن مولانا صاحب ان کو ہاتھ تک نہیں لگاتے اور اپنے پہلے اعتراضات دہراتے چلے جاتے ہیں۔

اگر میں اس سلسلے میں مزید کچھ عرض کروں تو وہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا (جاء الحق) کے اندر صرف اتنی بات تھی کہ مسئلہ سمجھانے کے لئے شکاری کی مثال ذکر کی گئی ہے میں اس کے مقابلے میں آپ کے علماء کی بات عرض کر چکا ہوں اور وہ بھی آپ کی مقتدر ہستی اور امام دیوبند مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا اشرفعلی صاحب کا (ارواح ثلاثہ) پیش کر چکا ہوں۔

''منصف'' ''انوار رسالت والی عبارت کا جواب کیا ہے؟

اس سلسلے میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ اگر چہ وہ راوی غیر ثقہ ہے اور اگر تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ مولانا نظام الدین صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ علامہ کاظمی صاحب جو ہمارے مسلک کی مقتدر شخصیت ہیں۔ ان کی کتاب (الحق المبین) میرے سامنے ہے وہ اس مسئلہ میں اپنے مسلک کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''مسئلہ تکفیر'' میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص کلمہ کفر بول کر اپنے فعل سے التزام کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی نیچری ہو یا مودودیہ، اور مسلم لیگی ہو یا کانگرسی، اس میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔

اگر واقعی یہ ان کی عبارت ہے تو ہمیں ان کی اس عبارت کے اندر گستاخی ماننے میں

کوئی تامل نہیں ہے لیکن ان کے ذمے یہ الزام تب لگا سکتے ہیں جب اس قصے کا راوی ثقہ ثابت ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ واقعی یہ ان کی عبارت ہے۔

ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ہم کلمہ سرکار کا پڑھتے ہیں شفاعت انہوں نے کرنی ہے آخرت میں کام انہوں نے آنا ہے یہاں تمام تر مہربانیاں انہیں کے صدقے میں ہیں کسی مولوی کی وجہ سے نہیں ہیں۔

منصف خان منظور احمد خان صاحب۔

آپ کے مسلک کا تعین اور تشخص کن ہستیوں سے ہے؟

ہمارے بریلوی مسلک کا تشخص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وجہ سے ہے۔ان کے شاگردان کرام، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت وغیرہم سے ہے۔انہی اکابر حضرات پر ہمارے مسلک کا تشخص قائم ہے۔ اور اسی بنا پر ہم دیوبندیوں کی ان کتابوں کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔جن سے دیوبندی مسلک کا قلعہ قائم ہے اور کسی نئے آدمی کی عبارت پیش نہیں کر رہے ہیں۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا عمر صاحب کل فوت ہو رہے ہیں وہ تو ہمارے ہی ہم زمان ہیں۔ان کی وجہ سے بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہے۔تشخص قائم ہے اکابر کی وجہ سے۔

اسی لیے ہم مسلک دیوبند کے ان اکابر کی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جو مسلک دیوبند کی بنیاد اور ستون ہیں۔اب رہا یہ معاملہ کہ مولانا عمر صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فلاں بات بطور مشورہ کہہ دی ہے کہ اگر وہ پہاڑ کی طرف نہ دیکھتے۔اور اللہ رب العزت سے عرض کرتے کہ تو مجھے اپنا دیدار کرا تو ناکام نہ رہتے اور بے ہوش نہ ہوتے۔تو سوچنے کی بات ہے کہ آیا اس سے پہلے اکابر نے اس قسم کی رائے قائم کی ہے یا نہیں کی ہے۔

میں صفائی کے طور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو دسویں صدی ہجری کے بعد دنیا سے رحلت فرما ہوئے ہیں اور ہندوستان میں علم حدیث پھیلایا ہے۔ ان کی (مدارج النبوت) میرے سامنے ہے اس میں معراج کے ضمن میں ص 143 پر سرکار کا دیدار خداوندی کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار نہ کرنا اس کی بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہوا اور موسیٰ کلیم اللہ کو دیدار نہ ہوا تو اس فرق کی وجہ کیا ہے؟ کہ میگویند مانع دیدار موسیٰ را طلب وسوال وانبساط شدگاہے نخواستہ می دہند اگر خواہند خواستہ ہم ندہند۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے کام لیا اور اسی کلیم کی خوشی میں آ کر ذرا اور آگے بڑھے اور خود ہی جرأت کر لی ﴿اَرِنِی اَنْظُرُ اِلَیْکَ﴾ مجھے اپنا آپ دکھا تا کہ تیرا دیدار کر سکوں۔ تو شیخ عبدالحق بھی پہلے اکابر کی بات نقل کر رہے ہیں۔ اپنی کوئی رائے قائم نہیں کر رہے ہیں۔ کہ میگویند،، وہ اکابر یہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار سے مانع کون سی چیز آ گئی۔ طلب اور سوال اور بے تکلفی والی صورت جو انہوں نے سمجھ لی کہ چلو کلام کا شرف حاصل ہو گیا۔ چنانچہ یہ بھی مطالبہ کر لو۔

اگر سوال نہ کرتے تو ہو سکتا ہے دیدار ہو جاتا کیوں کہ کریموں کا کام یہ ہوتا ہے کبھی بغیر مانگے دے دیتے ہیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی جلدی سے کام لے لیتا ہے تو پھر وہ محروم بھی فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی صورت حال یہی ہوئی۔

دوسرا اعتراض! آپ نے یہ فرمایا کہ ﴿لَنْ تَرَانِی﴾ کا ذکر نہیں کیا۔ اور ﴿لٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ﴾ کا ذکر کیا ہے تو ﴿لَنْ تَرَانِی﴾ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن جب تک کہ اصرار تھا اللہ رب العزت نے اس اصرار کو ختم کرنے کے لیے اور ان کے سامنے ان کی طاقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ تم کتنی طاقت رکھتے ہو فرمایا ﴿اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ﴾ پہاڑ کو دیکھ لو۔ اگر وہ

میری تجلیوں کے سامنے ٹھہر جائے گا تو تم بھی ٹھہر سکو گے۔ اگر وہ نہیں ٹھہر سکتا تو تم بھی نہ ٹھہر سکو گے۔ تو ﴿وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ﴾ سے یہی مقصد تھا کہ ﴿اِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ﴾ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو مجھے دیکھ سکو گے اور اگر وہ نہ ٹھہرا رہا تو نہیں دیکھ سکو گے۔ تو ایک ادنی آدمی بھی ذہن میں یہ خیال لا سکتا ہے کہ عرض کر لیتے کہ میں کمزور سہی۔ میری طاقت کا حال یہی سہی وہ پہاڑ بھی ٹھہر نہیں سکے گا۔ میں بھی نہیں ٹھہر سکوں گا۔ مگر تو قدرتیں عطا کرنے والا ہے۔ تو ہی مجھے اپنے دیکھنے کی قدرت عطا کر دے تو یہ قدرت عطا کر سکتا ہے۔

الغرض یہ سوال تو ہو سکتا تھا چنانچہ بعض حضرات اس قسم کے صوفیانہ نکتے تفاسیر میں بیان فرما دیتے ہیں اب شیخ محقق اپنی بات کا ذکر کرتے ہیں کہ

"تحقیق آنست کہ ناکامی موسی بجہت آن بود کہ ہنوز سید العالمین ندیدہ وبایں دولت نرسیدہ دیگرے راچہ مجال کہ بیند" ۔۔۔۔۔ ابھی حضور ﷺ نے اللہ کا دیدار نہ کیا تھا جب تک سرکار دیدار سے مشرف نہ ہو لیتے اور کسی کو یہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس معاملے میں اللہ تعالی نے کسی اور کو سرکار پر سبقت نہیں دی کہ پہلے مجھے میرا محبوب دیکھ لے اس کے بعد اگر کوئی دیکھے تو دیکھے آپ سے پہلے کوئی نہ دیکھے چنانچہ ﴿كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا﴾ فرمانے کے اندر یہی وجہ تھی کہ اللہ ایک مخفی خزانہ تھا اور وہ مخفی راز دنیوی زندگی کے لحاظ سے پہلی دفعہ حبیب اکرم ﷺ پر منکشف ہوا۔

آیئے اب میں آپ کو جدلی انداز میں سمجھاتا ہوں آپ تو شاید جانتے ہی نہیں ہیں کہ "جدل" کیا ہوتا ہے برھان کیا ہوتا ہے چناچہ جدل کے انداز میں ۔۔۔۔۔ میں آپ کے مسلک دیوبند کے بنیادی ستون اور چوٹی کے امام تمہارے پیر و پیشوا مولانا رشید احمد گنگوہی کا مشورہ نقل کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں فرماتے ہیں کہ

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کے اندر لکنت کو دور کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ میری زبان کی یہ گانٹھ کھول دے ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي﴾ تا کہ لکنت دور ہو جائے اور ساتھ ہی ﴿يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ کی قید لگا دی کہ یہ گانٹھ اور لکنت اتنی دور ہو کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں''

لکنت دور کرنے کی دعا نہیں کی ہے تو اس وجہ سے موسیٰ علیہ السلام اپنے مقصد کے اندر پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے تو عبارت یہ نقل کی ہے۔

''تمہاری درخواست منظور ہے اے موسیٰ ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھنے لگیں حق تعالیٰ نے قبولیت دعا کا اظہار بھی فرمایا کہ ﴿أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ﴾ کہ اے موسیٰ تمہیں تمہارا سوال دے دیا گیا ہے تمہارا مدعا پورا کر دیا گیا ہے تمہاری درخواست منظور ہے حالانکہ لکنت عمر بھر نہ گئی جب بات کرتے تو سکتہ لسان کے باعث جوش غضب میں رانوں پر ہاتھ مارا کرتے تھے زبان ساتھ نہیں دیتی تھی اظہار مدعا کے قابل نہیں ہوتے تھے تو اس وجہ سے رانوں پر ہاتھ مارنے لگ جاتے تھے۔''

تو اب سنیے پیغمبر کو یہ مشورہ آپ کے مقتدا و پیشوا بھی دے رہے ہیں فوراً امام ربانی نے جواب یہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی نا تمام تھی تو خود ہی اس طرح سوال کیوں کیا تھا کہ اس قدر گرہ کھول کہ لوگ بات سمجھنے لگ جائیں وہ تو عطا ہو گئی پس جو بات کہتے وہ بدقت کہتے مگر لوگ ضرور سمجھ لیتے تھے کہ کیا کہہ رہے ہیں اگر ﴿يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ عرض نہ کرتے تو دعا تام ہوتی اور ساری لکنت جاتی رہتی۔

''یہ مشورہ آپ کے مولانا رشید احمد صاحب نے پیغمبر کو دیا ہے کہ نہیں؟ چودھویں صدی کے یہ عالم اگر مشورہ دے سکتے ہیں تو مولانا محمد عمر صاحب بھی مشورہ دے سکتے ہیں یہاں مشورہ

دینے کی بات نہیں بلکہ وہ تو قرآن کے نکات پر بحث کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد عمر صاحب پر یہ الزام عائد کرنا لغو، باطل اور بیہودہ ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

رہا یہ مسئلہ کہ موسیٰ علیہ السلام ایک طرف یہ عرض کرتے ہیں یا اللہ تو مجھے اپنا آپ دکھا اور دوسری طرف پہاڑ کی جانب دیکھنے لگ جاتے ہیں تو یہ دوغلی پالیسی ہوگئی اور تضاد ہو گیا ''نہیں نہیں'' نہ یہ دوغلی پالیسی ہے اور نہ تضاد ہے بلکہ اللہ کی طرف سے امتحان تھا کہ آیا مجھ سے دیدار ذات کا ہی مطالبہ کرتے ہیں یا پہاڑ کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں موسیٰ کلیم شوق وصال سے ادھر دیکھنے لگ گئے اور وہ صورت حال پیدا ہوگئی۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے وعدہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ساتھ رکھ لو میں تمہاری کوئی خلاف ورزی نہیں کروں گا لیکن کشتی کے پھٹے اکھڑے تو عرض کر دیا انہوں نے کہا کہ پہلے وعدہ کیا تھا کہ اعتراض نہیں کروں گا اب کیا ہوا فرمایا! پھر سوال نہیں کروں گا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے پھر غلام کو قتل کر دیا تو ان پر اعتراض کر دیا انہوں نے فرمایا تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ میں مطالبہ نہیں کروں گا یہ کیا کر دیا تو عرض کی کہ میں بھول گیا ہوں۔

﴿اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ م بَعْدَھَا فَلَا تُصَاحِبْنِی قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّی عُذْرًا﴾ دو باتیں ہوگئی ہیں مجھے اب تیسرا موقع بھی دے دو۔ اگر پھر بھی یہی سوال کر بیٹھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔

لیکن تیسری بار پھر وہ سوال کر بیٹھے جبکہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ نے مل کر یتیموں کی دیوار کو تعمیر کیا تھا۔ عرض کیا!

حضرت انہوں نے تو نہ روٹی کھلائی نہ مہمانی کی کم از کم کچھ اجرت تو لے لیتے تاکہ روٹی کھا لیتے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا اس کے بعد اب کوئی رفاقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تم نے جو وعدہ کیا تھا اس

کو پورا نہیں کیا۔

تو کیا یہاں بھی تم یہی کہو گے کہ قرآن نے موسیٰ علیہ السلام کے قول و عمل کا تضاد بیان کیا ہے۔ ''نہیں نہیں اسے تضاد نہیں کہتے۔'' اور نہ ہی یہ کوئی دوغلی پالیسی ہے۔ بلکہ نسیان کی وجہ سے اور غیر ارادی طور پر ہے۔ تو اسی طرح یہاں بھی سوال اور مطالبہ سے توجہ ہٹ گئی۔ اور شوق زیارت میں پہاڑ کی طرف دیکھ لیا کہ دیدار ذات براہ راست نہیں ہوتا۔ تو اسی طرح تجلی صفاتی کا ہی دیدار ہو جائے تو یہ قول و عمل کا غیر ارادی فرق ہے مگر تضاد یا دوغلی پالیسی وغیرہ اس کو نہیں کہا جا سکتا۔

دیوبندی مناظر

﴿نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم!﴾

قابل صد احترام سامعین! حضرت موسی علیہ السلام کے سلسلہ میں۔۔۔ میں نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کی عبارت پیش کی تھی۔ میں جج صاحبان اور سامعین حضرات سے بھی پہلے یہ عرض کروں گا کہ پہلے یہ دیکھیں کہ موسی علیہ السلام کو یہ مشورہ دینے والا کوئی ہی ہو کیا اس مشورے کی گنجائش ہے کہ نہیں؟ قرآن کیا کہتا ہے میں قرآن کے الفاظ پڑھ دیتا ہوں اور اس کی تشریح بھی علمائے بریلوی کی عبارات سے پیش کروں گا۔۔۔ ﴿قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾، مولانا احمد رضا خاں صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ عرض کی! اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ فرمایا تو مجھے دیکھ نہیں سکتا ہر گز۔۔۔ ﴿وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ﴾ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اس جگہ پہ ٹھہرا رہا تو عنقریب مجھے دیکھے گا۔ اس پر مفتی نعیم الدین صاحب حاشیہ لگا کر کہتے ہیں کہ ان آنکھوں سے دیکھنے کا سوال کر کے بلکہ دیدار الٰہی بغیر سوال کے عرض کیا تھا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر ان کو

دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بشر دنیا میں دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اور اللہ تعالی نے جواب میں فرمایا ﴿لَنْ تَرَانِی﴾ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ اب اللہ تعالی کو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ دنیا جانتی ہے کہ اللہ رب العزت جو کچھ فرماتا ہے سچ ہوتا ہے۔ اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو فرمادیا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے بعد جو بھی کوئی مشورہ دے وہ کتاب اللہ کو قطعاً منافی ہے قرآن کے خلاف ہے اور قابل رد ہے۔ 1

اور اب مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارات قطعاً ایسی نہیں۔ جیسے

حاشیہ :اگر یہاں اللہ تعالی کے (لَنْ تَرَانِی) فرمانے کے بعد مشورہ دینا غلط ہے تو کیا پچاس نمازیں فرض فرمانے اور امت محمدیہ کو ان کی ادائیگی کا اہل سمجھنے کے بعد موسی علیہ السلام کے مشورہ دینے کے متعلق کیا خیال ہے؟ نیز منافقین کے متعلق اللہ تعالی کے اس اعلان کے باوجود کہ میں ہرگز ان کو نہیں بخشوں گا خواہ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں ﴿قَالَ اللّٰهُ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ نبی اکرم ﷺ کا عبداللہ بن ابی کا نماز جنازہ پڑھنا درست ہوگا یا غلط ؟ جبکہ تم ہر روز اسی نماز جنازہ کو زیر بحث لاتے ہوئے آپ کے بے اختیار ہونے پر استدلال کرتے ہو۔ نیز اللہ تعالی نے حجۃ الوداع، کے موقع پر عرفہ کی شب نبی اکرم ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا ﴿ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا فَاِنِّیْ ا خِذٌ لِّلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ﴾ میں نے ان سب کو بخش دیا لیکن حقوق العباد اور مظالم معاف نہیں کروں گا بلکہ یقیناً مظلوم کا حق لے کر رہوں گا۔ مگر آپ نے عرض کیا ﴿اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ﴾ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس کے حق کا عوض جنت عطا کردے اور ظالم کو معاف فرمادے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے پیش کی ہیں کیوں۔۔۔؟ میرا الزام ہے کہ مولانا عمر صاحب نے (لَنْ تَرَانِیْ) کے لفظ کو اپنی کتاب میں نقل ہی نہیں کیا۔ انہیں نقل کرنا چاہئے تھا تا کہ دیکھنے والے پڑھتے کہ موسی علیہ السلام کی غلطی نہیں ہے اور باقی رہی یہ بات کہ دوغلی پالیسی نہیں تو وہ یہ الفاظ پیش کر رہے ہیں کہ ان کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا اب کلام رب کی رویت تھی اور نظر پہاڑ کی طرف کی کلام کچھ اور عمل کچھ کیا یہ دوغلی پالیسی استعمال نہیں کی گئی۔ اور یہ کہا گیا کہ پیغمبر اپنے مقصد میں ناکام رہے۔

سوال یہ ہے کہ اس مقصد کی ناکامی تب ہوتی کہ زیارت دنیا میں ہو سکتی جب اللہ رب العلمین نے فرما دیا کہ آپ میری زیارت ہرگز نہیں کر سکتے تو اس کے بعد موسی علیہ السلام کی اس میں غلطی ثابت نہیں کی جا سکتی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کا جو حوالہ پیش کیا گیا ہے اس حوالے میں رب العلمین کی طرف سے کہیں ایسا حکم نہیں ہے کہ موسی تو ایسے کر یا ایسے نہ کر یہ کہیں نہیں ہے کہ تو ان الفاظ سے دعا کرتا تو ایسے ہو جاتا اور ان الفاظ سے دعا کرتا تو یہ ہو جاتا۔ اس میں تو اللہ تعالی نے واضح کر دیا کہ موسی ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ اس کے بعد پیغمبر کا

حاشیہ: (بقیہ) اس طرح مظلوم کو راضی کر سکتا ہے اور ظالم کو بھی معاف کر سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فوراً تو اس دعا کی قبولیت کا اعلان تو نہ فرمایا۔ لیکن صبح جب مزدلفہ میں آنحضرت ﷺ نے اس دعا کو دہرایا تو اللہ تعالی نے اس کی قبولیت کا اعلان فرما دیا۔ مفصل روایت مشکوۃ شریف ''باب الوقوف بالمزدلفہ میں بروایت بیہقی'' موجود ہے تو علمائے دیوبند اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں اللہ تعالی کے اس فرمان کے بعد کہ میں ظالموں سے مظلوموں کا حق لے کر رہوں گا۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ مشورہ دینا صحیح تھا یا نہیں؟ اور اس میں اللہ تعالی کو کاذب سمجھنا تو لازم نہیں آتا۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی (باقی اگلے صفحہ پر)

پہاڑ کی طرف دیکھنا اللہ تعالی کا حکم تھا ''نبی'' اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کیسے کرتا ہے۔ 2

مولانا عمر صاحب کہتے ہیں کہ نبی کہتا کہ ''اللہ'' میں تیرا حکم نہیں مانتا گویا اللہ نے فرمایا ہرگز نہیں دیکھ سکتا آپ کی طرف دیکھتا ہوں مولانا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت اور تحریر نص قطعی کے خلاف ہے کہ نہیں؟ قرآن کے خلاف ہے کہ نہیں؟ دوٹوک بات کریں جو عام آدمی سمجھیں اس کے بعد اگر کسی کی اس قسم کی عبارت آئے گی تو اس کی تاویل کرنا پڑے گی اور اس شخص کو صاف کرنا پڑے گا اگر وہ صاف نہیں ہو سکتا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا کہ اس نے پیغمبر پر ناجائز الزام لگایا ہے نہ کہ اس کے عوض میں پیغمبر کی عظمت کو پامال کر دیا ہے قرآن کہتا ہے کہ نبی کا قصور نہیں تھا اور معاذ اللہ یہاں قصور ثابت کیا جا رہا ہے۔ میرے واجب الاحترام بزرگو!۔۔۔۔اسی کے ساتھ ساتھ میں حوالہ پیش کر رہا تھا کہ میرا وقت ختم ہو گیا میرے ''مقیاس حنفیت'' کے

حاشیہ (بقیہ): اور ان کے ساتھ ایک دوسرا شخص بھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے حاضر ہوا مگر وہاں بیمار پڑ گیا تو بے صبری سے کام لیتے ہوئے اپنی انگلیوں کو زخمی کر دیا اور خودکشی کر لی حضرت طفیل نے ان کو خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا مگر اس نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے تو ان کے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اللہ تعالی نے مجھے خودکشی کرنے کا جرم نبی اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے بخش دیا مگر فرمایا ﴿لَنْ نُصْلِحَ مِنْکَ مَا اَفْسَدْتَ﴾ جو حصہ تو نے اپنے ہاتھوں کا خود خراب کیا ہے، ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے تو نبی کریم ﷺ سے یہ خواب طفیل بن عمر نے بیان کیا تو آپ نے دعا فرمائی ﴿اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ﴾ رواہ مسلم مشکوۃ شریف، باب القصاص صفحہ 300۔ اے اللہ اس کے ہاتھوں کو ازراہ مغفرت اور عفو و درگزر درست فرما یہاں پر بھی علمائے دیوبند سے استفسار کرنے کا ہمیں حق ہے کہ اللہ کی طرف سے ''ہرگز درست نہیں کریں گے'' کا اعلان سننے کے بعد بخشش کی دعا فرمانا بقول تمہارے اللہ تعالی کو جھوٹا سمجھنے پر مبنی ہے۔ العیاذ باللہ

سابقہ حوالہ جات کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔ اس لئے میں دوبارہ عرض کرتا ہوں ہاں (جاء الحق) کی عبارت میں یہ کہا گیا ہے کہ جی اس میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لوٹے کی مثال دی ہے یہ دیا۔

جناب والا مثال مثال میں فرق ہے ایک ہے عظمت کے لحاظ سے مثال دینا مثلاً کسی کو شیر کہنا کہ تو شیر ہے اس میں یہ مثال نہیں بتلائی جارہی کہ شیر کی طرح دم لگی ہوئی ہے۔ بلکہ اس کی عظمت بیان کی جارہی ہے بڑا کہا گیا ہے۔

لیکن! یہاں شکاری کے ساتھ مثال دی جارہی ہے وہ دھوکہ ہے وہ کوئی عظمت نہیں ہے شکاری ایک دھوکہ کرتا ہے تشبیہ دھوکے میں دی گئی ہے عظمت میں نہیں دی گئی ان عبارات میں اور اس عبارت میں زمین آسمان کا فرق ہے میں نے عرض کیا تھا کہ دھوکہ ثابت ہوتا ہے کہ نہیں آپ اب تک نہیں بتلا سکے کہ اس عبارت میں دھوکہ نہیں بنتا ہے جب دو باتیں کیں مسلمانوں سے اور کفار سے اور یہ ان الفاظ میں موجود ہیں کہ وہ دھوکہ اور دوغلی پالیسی ہے اور اردو الفاظ پڑھے جاسکتے ہیں اس کے ساتھ میں اور اضافہ کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے قابل

حاشیہ بقیہ 1 الغرض یہ اعتراض انتہائی لغو اور بیہودہ ہے نیز مولانا عمر صاحب نے مشورہ نہیں دیا اب انہیں مشورہ دینے کا تصور ہی کیسے آسکتا تھا جب کہ موسیٰ علیہ السلام کے وصال کو صدیاں بیت گئیں بلکہ وہ تو محض اس امر پر تبصرہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنے مطالبے پر اصرار کرتے اور عرض کرتے ”میں بذات خود اس قابل نہ سہی کہ تیرا دیدار بلا حجاب کرسکوں مگر تو قدرتیں عطا کرنے والا ہے لہذا مجھے قدرت بھی دے اور دیدار ذات بھی عطا فرما تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس شوق کو پورا فرما دیتا نیز پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم امر تکلیفی نہیں تھا جس کی خلاف ورزی قابل مؤاخذہ ہوتی وہ تو ان پر ان کی طاقت ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ جہاں پہاڑ نہیں ٹھہر سکتے تم کیسے برداشت کرسکو گے۔ (منتہی) (باقی اگلے صفحہ پر)

احترام اور مستند شخصیت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری ''اوراق غم'' میں یوں ارشاد فرمارہے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام دانہ کھانے کے بعد جب جنتی لباس اتر گیا اور آپ ادھر ادھر بھاگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَتَهْرِبُ مِنِّیْ یَا آدَمُ﴾ کیا اے آدم ہم سے بھاگتے ہو؟ عرض کی ﴿بَلْ حَیَاءً مِّنْکَ﴾ شرم گناہ سے پریشان ہو کر خجل ہوں تجھ سے کہاں بھاگوں آدم علیہ السلام کے جواب میں شرم گناہ کا لفظ نہیں تھا محض حیا کرتا ہوں اللہ رب العزۃ کے تقدس کے پیش نظر آجائے اللہ کی عظمت کے پیش نظر آجائے اس کی بڑائی کے پیش نظر آجائے۔

حاشیہ: (بقیہ) 2ے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف دیکھنے کے مکلف نہیں تھے کیونکہ دیکھنے کا حکم صرف اس لئے دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (لَنْ تَرَانِیْ) کا تجربہ ان کو ہو جائے تو وہ عرض کر دیتے مجھے بلا تجربہ تیرے فرمان پر اطمینان ہے مجھے اس تجربہ کی ضرورت نہیں ہے اور جب دیکھنا فرض ہی نہ تھا تو نہ دیکھنے سے مخالفت لازم کیسے آسکتی تھی

علاوہ ازیں حکم کی تبدیلی کے لئے دعا کرنا حکم کی خلاف ورزی ہوتا ورنہ شب معراج نبی اکرم ﷺ کا نمازوں کی تخفیف کے لئے بار بار عرض کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگا نعوذ باللہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تخفیف کے لئے مشورہ دینا گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا مشورہ ہو گیا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں کی تخفیف کے لئے عرض کرنا اور نبی اکرم ﷺ کا اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا اللہ تعالیٰ کے فرضیت صلوات والے حکم کی خلاف ورزی اور مخالفت نہیں تو نہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ عرض کرنا مخالفت بنتا ہے اور نہ مولانا محمد عمر صاحب کا یہ تفسیری نکتہ بیان کرنا خلاف ورزی کا مشورہ ہے۔ نیز لَنْ تَرَانِیْ میں موسیٰ علیہ السلام کی ذاتی حیثیت کا بیان ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے طاقت دیدار دینا ممکن تھا اور اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام کا دیکھنا بھی ممکن تھا (منتھی)

﴿بَلْ حَيَاءً مِنْكَ﴾ میں گناہ کا لفظ نہیں تھا آدم علیہ السلام کے سلسلے میں اس لفظ کا ترجمہ کرتے ہوئے شرم گناہ سے پریشان ہو کر خجل ہوں یہ ذکر کرنا یہ بھی پیغمبر پر الزام ہے اور ان الفاظ میں تحریف کر کے نبی علیہ السلام کی طرف ایسے خطرناک الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جبکہ یہاں تاویل چاہئے تھی یہاں تفسیر چاہیے تھی کہ گناہ کوئی نہیں اس کا یہ معنی ہے یہ کوئی لفظی ترجمہ نہیں ہو رہا تھا بلکہ ایک تفصیل بتائی جا رہی تھی تفصیلات میں انبیاء کی اجتہادی لغزشات کو صاف کیا جاتا ہے کہ کوئی گناہ کا شائبہ نہ کرے اور جہاں گناہ کا لفظ نہیں تھا وہ بھی گناہ بتلا دیئے گئے 1۔اس طرح میں نے 'تحفت اقطاب' کا حوالہ پیش کیا تھا لیکن اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔

میں اب پھر کہتا ہوں کہ وہ حوالہ بھی اسی طرح قائم ہے کہ جس میں انہوں نے اپنے پیر کو "عین محمد" کہا ہے جس کا میرے فاضل مخاطب نے جواب نہیں دیا ہے اسی طرح اب میں مولانا ابوالحسنات صاحب قادری کا دوسرا حوالہ پیش کرتا ہوں جو اسی "اوراق غم" کے صفحہ 113 پر تحریر ہے فرماتے ہیں۔

آقائے مدینہ رحمت مجسم ﷺ نے اس آیت کریمہ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ سے رائحہ انتقال پائی اس لئے کہ ہر شے میں بعد کمال زوال ہوتا ہے اس میں امام الانبیاء کی وفات کے بعد آپ کی نبوت کا زوال مانا گیا ہے حالانکہ کمال ہوا خلافت راشدہ نے

حاشیہ : ۔مولانا حق نواز صاحب کو دراصل اپنے گھر کی خبر نہیں ورنہ ایسے حوالہ جات قطعاً پیش نہ کرتے یا پھر دیدہ دانستہ اپنی آنکھ کے شہتیر سے چشم پوشی کی ہے مولوی منظور صاحب سنبھلی کا ارشاد "فتح بریلی کا دلکش نظارہ" صفحہ 95 پر مرقوم ہے "گناہ کے بعد توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت ہے اور تمرد و سرکشی شیطان کی خصلت فرمایئے" سنبھلی صاحب کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ یہاں تو گستاخی لازم نہیں آئی ہوگی اپنے جو ٹھہرے۔(منتھی)

اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا اسلام کے ڈنکے بجا دیئے آقا کی نبوت کو زوال نہیں آیا اور یہاں مولانا ابوالحسنات صاحب امام الانبیاء کی نبوت کا زوال پیش کر رہے ہیں اس میں بھی سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت کے خلاف بات پیش کی گئی ہے اس عبارت کا جواب بھی میں فاضل مخاطب سے طلب کرنا چاہوں گا کہ آپ فرمائیں کہ اس میں توہین کی گئی ہے یا نہیں کی گئی۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

؎ چوں آفتاب بہ نصف النہار یافت کمال　　　مقرر است کہ او مہ نہد بسوئے زوال

اب آپ نے یہ شعر بھی نوٹ کر لیا کہ زوال آیا ہے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی نبوت کو کسی قسم کا زوال نہیں آیا۔

میرے واجب الاحترام سامعین! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ان عبارات میں سرکار انبیا علیہ ﷺ کی عظمت کے خلاف باتیں کی گئی ہیں جو یقیناً قطعاً نا قابل برداشت ہیں اور فرضی باتیں گھڑی گئی ہیں جیسا کہ مولانا محمد عمر صاحب کی ''مقیاس حنفیت'' کی عبارت پیش کی گئی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھی قرآن اس کی تردید کر رہا ہے اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک دفعہ ''جاء الحق'' کی عبارت پھر پڑھ دوں کہ جس میں دوغلی پالیسی اور دھوکہ ثابت ہوتا ہے اور جو آپ نے شیر کی مثال مقابلے میں پیش کی ہے وہ تو عظمت ہے کہ کسی کو شیر کہنا تا کہ اسے اپنی بلندی نظر آوے وہ تو عظمت بیان کی جا رہی ہے عبارت سنیئے۔

''اس آیت میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرما دیا گیا ہے اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں''

شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔۔۔۔! اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں

سے فرمایا گیا ﴿ اَیُّکُمْ مِثْلِی ﴾ واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ کفار کو اور کہا گیا ہے ہم مسلمانوں کو اور کہا گیا ہے شکاری کی مثال دی ہے اور اس میں ہے کہ وہ جہاں دھوکہ کرتا ہے اور اپنی طرف مائل کرنے کے لئے گویا امام الانبیاء ﷺ نے ایک غلط بات کہی بشر نہیں تھے بشریت کی تردید کر رہے ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ بشر نہیں تھے اور کفار کو کہا گیا کہ میری طرف مائل ہو جائیں۔

جب یہ سوال ہی نہیں تھا کفار بشریت کے منکر نہیں تھے تو اس مثال دینے کا اور اس پالیسی کے بیان کرنے کا فائدہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ آقائے دو عالم ﷺ کی صداقت پر حملہ کیا گیا ہے اور یہ عبارت آپ کے سامنے ہے آپ اس کو دوبارہ خود پڑھیں۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی ! بار بار 1 پھر وہی عبارات آ رہی ہیں تو کیا میں آپ

منصفین حضرات سے توقع کر سکتا ہوں کہ آپ انہیں سمجھائیں کہ ان کے مکمل جواب آ چکے ہیں لہذا اب اس رٹ لگانے کی ضرورت نہیں اگر یہاں شکاری کی مثال دی گئی ہے اور اس کے ساتھ عظمت میں فرق آ رہا ہے تو جو مثالیں آپ کے بزرگوں نے دی ہیں ان کے اندر عظمت میں فرق آیا ہے کہ نہیں آیا ؟ ایک مثال عظمت کے اظہار کے لئے دی جاتی ہے شیر کا بچہ جو بھیڑ بکریوں کے اندر ہے تو یہ قریش اور بنو ہاشم یہ صحابہ وغیرہ تمام کیا یہ سارے بھیڑ بکریاں تھے یہ جتنی قریبی برادری تھی ان کو بھیڑ بکریوں کے ساتھ تشبیہ دینا کیا لازم آیا ہے تو ایسی صورت میں کیا گستاخی نہیں

حاشیہ :۔ دراصل مولانا کی مجبوری یہ تھی کہ ترکش میں کل تیر ہی اتنے تھے اب بے بسی اور مجبوری کے عالم میں انہی کا اعادہ وتکرار کیا جا رہا تھا۔ (منتھی)

ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کو (معاذ اللہ) شیر کا بچہ کہا جا رہا ہے تو یہ کوئی بہادری کے لحاظ سے نہیں کہا جا رہا شیر کا بچہ شکل و صورت کے لحاظ سے مختلف ہے تربیت اور پرورش کے لحاظ سے اس کا ماحول اور ہے لہذا! وہ اپنے آپ کو پا نہیں سکا یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے بلکہ اپنی حقیقت کا منکشف نہ ہونا ظاہر کیا جا رہا ہے۔ گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی جس طرح کہ شیر کے بچے کو اپنی حقیقت معلوم نہیں تھی جب وہ پانی پر گیا اور اپنی صورت دیکھی تب اسے اپنی حقیقت کا پتہ چلا! گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی لہذا یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے۔

پھر میں (صراط مستقیم) کی عبارت میں موازنہ کر چکا ہوں کہ ایک طرف سرکار کا تصور رکھا گیا ہے دوسری طرف گدھے اور بیل کا تصور رکھا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ سرکار کی طرف توجہ کا کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے کیا آپ کو اس توازن کے اندر کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے؟

اسی طرح میں (تقویۃ الایمان) کی وہ عبارت عرض کر چکا ہوں کہ جن میں مولوی اسمعیل صاحب دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ (سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی) اتنا عموم کر رہے ہیں اور بڑی کی وضاحت بھی وہ آپ کر رہے ہیں اولیاء انبیاء امام زادے پیر زادے شہید تقویۃ الایمان صفحہ **50** اور کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔ ''خدا کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے''

کیا یہ چمار کی مثال عظمت کے لئے دی جا رہی ہے یا توہین بیان کرنے کے لئے دی جا رہی ہے کسی کی توہین مقصود ہو تو کہتے ہیں کہ تو چمار ہے تو فلاں ہے تو عرف کے اندر جب چمار کے ساتھ تشبیہ بھی دی جائے تو ذلت سمجھی جاتی ہے یہاں صرف برابری نہیں کی گئی بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں تو یہاں کتنی بڑی گستاخی موجود ہے اس کے ساتھ اسی طرح یہ اللہ رب العزۃ کی طرف کذب کی نسبت کے متعلق بھی مولانا صاحب فرما رہے

تھے کہ حضرت کلیم نے سمجھا کہ اللہ تبارک وتعالی جھوٹ بول رہا ہے (معاذ اللہ) آپ نے یہ آیت کا معنی سمجھا ہے اور کس جملے کا معنی کیا ہے علمائے کلام نے لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا سوال کرنا ہی امکان رویت کی دلیل ہے کیونکہ پیغمبر اللہ رب العزت کے حق میں جو چیز ممکن ہو یا نا ممکن اس سے بے خبر نہیں ہوسکتا۔

لہذا! آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کا دیکھا جانا ممتنع اور محال نہیں ہے پھر اللہ رب العزت نے اپنے دیدار کو پہاڑ کی ثابت قدمی پر موقوف کر دیا ہے پہاڑ کا ثابت قدم رہنا ممکن ہے اور جو ممکن پر موقوف ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہے۔

لہذا اس بات سے ثابت ہو گیا کہ رویت ممکن ہے 1 جب ممکن ہے تو ایسی صورت میں اگر اللہ رب العزت سے اپیل کر بیٹھے تو اللہ رب العزت دنیا میں اپنا آپ دکھا سکتا تھا کیا حضور اکرم ﷺ کو دیدار ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ اگر زمین پر نہیں ہوسکتا تو آسمانوں پر اٹھایا جا سکتا تھا وہاں کرایا جا سکتا تھا۔

بہر حال! حضرت کلیم کی دعا قبول کرنے میں عقلی طور پر مانع موجود نہیں تھا اور شرعی طور پر امتناع موجود نہیں ہے بلکہ شرعا دنیا کے اندر دیدار خداوندی ممکن ہے اور اولیاء کرام کو خوابوں کے اندر یہ زیارات اور دیدار نصیب ہوتا رہتا ہے اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب کی عبارت کے سلسلے میں میں نے گزارش کی تھی۔

(خان منظور خان منصف)۔۔۔۔ قطع کلامی معاف یہ مولانا حق نواز نے دوبارہ جو مولانا محمد عمر صاحب کے متعلق کہا ہے کہ ان کے عمل اور کلام میں فرق تھا اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

اس کے متعلق میں گزارش کر چکا ہوں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ

السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں سوال نہیں کروں گا اور پھر سوال کر بیٹھے۔

یعنی قول اور عمل کے تضاد کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ چیز واجب ہے اس کا خلاف کر لیا یہ شرعاً ممنوع ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ بے توجہی اور بے التفاتی کی وجہ سے یہ صورت حال ہو جاتی ہے۔ جیسے میں مثال عرض کر چکا ہوں کہ آپ یہ بھول گئے کہ میں نے یہ وعدہ کیا ہوا تھا اور اس کے بعد سوال کر دیا تو خضر علیہ السلام نے عذر کر دیا کہ اب تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تو وہاں بھی قول اور عمل کا تضاد موجود ہے کہا تھا کہ میں سوال نہیں کروں گا پھر سوال کر دیا۔

لیکن تضاد ایسا نہیں ہے کہ عمداً قصداً خلاف ورزی کی گئی ہو بلکہ بے توجہی اور بے التفاتی کی صورت میں یہ چیز صادر ہو جاتی ہے لہذا دیدار کے مطالبہ اور پہاڑ کی طرف دیکھنے میں جو فرق آ گیا ہے وہ بھی اسی طرح ہے۔

میں ''تذکرۃ الرشید'' کی عبارت آپ سے عرض کر رہا تھا اس میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی ناتمام تھی تو حضرت کلیم کو تو سمجھ نہ آئی کہ دعا تام کیسے کی جاتی ہے اور ناتمام کیسے ہوتی ہے اور مولانا رشید احمد صاحب اس معاملہ میں یہ تمام اور ناتمام کا فرق بیان کر رہے ہیں کہ اگر ﴿يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ ساتھ نہ کہتے تو پوری لکنت چلی جاتی۔

حاشیہ : ۔نیز اگر لن ترانی کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دیکھنا محال ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا بطور آزمائش طور کی طرف دیکھنا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے یا نہیں اللہ کے فرمان پر بے اعتمادی کو مستلزم ہوگا (نعوذ باللہ) لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک رویت باری تعالیٰ اب بھی محال نہیں تھی لہذا اس آیت کریمہ میں رویت باری کے محال ہونے کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کے امکان پر واضح دلالت موجود ہے جیسے کہ کتب عقائد میں تصریح موجود ہے اگرچہ مولوی صاحب نے ان کے پڑھنے کی زحمت نہیں اٹھائی۔ (منتھی)

چنانچہ! یہ ساتھ کہہ دیا تو اللہ رب العزۃ نے صرف اس قدر لکنت دور فرمائی اس سے زیادہ دور نہیں فرمائی۔۔۔۔۔حضرت آدم علیہ السلام کے سلسلے میں یہ ہے کہ حضرت آدم بھاگ رہے تھے اور پوچھا گیا کیوں بھاگتے ہو۔عرض کیا ﴿حَیَاءً مِّنکَ﴾ یہ کس موقع کی بات ہے؟ یہ اس موقع کی بات ہے جب بعد میں وہ اپنی لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (ترجمہ) اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

تو حضرت آدم کی یہ ترجمانی قرآن میں موجود ہے جو کہ اس حَیَاءً مِّنکَ کی علامت تھی۔یعنی مجھ سے اللہ کے فرمان کی تعمیل میں کوتاہی ہوگئی ہے اگرچہ بھول کر ہوگئی ہے۔

لیکن! بہر حال یہ وہی چیز تھی جسکو وہ خود ﴿ظَلَمْنَا اَنفُسَنَا﴾ کے ساتھ تعبیر کر رہے تھے لہذ ﴿اَحْیَاءً مِّنکَ﴾ میں کیوں حیا تھا اس کی کیا علت تھی وہ سمجھتے تھے کہ میں گنہگار ہوگیا ہوں تو حیا کی اس علت اور حقیقت کی وہاں وضاحت کردی گئی ہے۔۔۔۔۔اس کے علاوہ آپ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "میرا پیر عین محمد ہے"

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وہی صوفیاء کے قبیلہ سے بات ہے اور پیروں اور مریدوں کی عقیدت کا معاملہ ہے اور یہ ان لوگوں کی کتابوں میں سے نہیں ہے جن کے ساتھ بریلویت کا تشخص قائم ہے لیکن! اگر آپ کی یہی ضد ہے کہ عقیدت مندی کے مرثیے اس ضمن میں زیر بحث لائے جائیں تو میں ذرا آپ سے یہی پوچھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ﴿اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾ کا سوال کیا تھا؟ اور آپ کے مولانا محمود الحسن صاحب جنکو شیخ الہند کہا جاتا ہے اور چوٹی کے عالم ہیں وہ مولا رشید احمد کی وفات کے بعد مرثیہ لکھتے ہیں۔کہ

تیری تربت انور کو دیکھ کر طور سے تشبیہ　　کہے ہوں بار بار اَرِنی دیکھی میری بھی نادانی

کہ تیری تربت انور کو میں طور سے تشبیہ دیتا ہوں تو طور پر جس طرح رب کی تجلی کا ظہور ہوا تھا جب کہ موسی کلیم کہہ رہے تھے ﴿اُنظُرْ اِلَیکَ﴾ اور یہاں قبر کو کوہ طور قرار دیا جا رہا ہے اور جو طور پر تجلیاں ظاہر ہوئی تھیں ان تجلیوں کا یہاں بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے اور یہاں رشید احمد صاحب کے دیدار کی صورت میں کہا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو کلیم کے منصب پر پہنچایا جا رہا ہے تو اگر خداوند وقدوس کی تجلیات کے مقابلے میں رشید احمد کی تجلی کو دیکھ کر یہ شعر گستاخی اور بے ادبی نہیں ہے۔۔۔۔تو مولانا غلام جہانیاں نے جو یہ کہہ دیا ہے تو اس کے اندر کیا بے ادبی ہوگی۔ بہر حال میں نے یہ تمثیل عرض کر دی باقی غلام جہانیاں صاحب کے ساتھ مسلک بریلوی کا تشخص قائم نہیں ہے وہ پیری، مریدی کے معاملہ کی بات تھی جس بنا پر انہوں نے کہا ہے (وقت ختم) 1

دیوبندی مناظر

﴿نَحمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ﴾

قابل صد احترام سامعین! سیدنا موسی علیہ السلام کے سلسلے میں بات چل رہی تھی میرے فاضل مخاطب نے دوران تقریر ارشاد فرمایا ہے۔ کہ موسی علیہ السلام اس دنیا میں زیارت کر سکتے تھے۔ اور زیارت ممکن تھی۔ علماء نے اس سے اللہ کے دیدار کو ممکن ثابت کیا ہے۔

حاشیہ :۔ وقت ہونے کی وجہ سے (اوراق غم) کے دوسرے حوالے کا جواب نہ دیا جا سکا۔ اگلی عبارت میں مولانا نے خود اپنے مقصد کی وضاحت کر دی ہے فرماتے ہیں۔ ''تو آفتاب نبوت 'ماہتاب نبوت' خورشید ہدایت' نیر محبوبیت' جب ہر طرح کمال کو پہنچ گیا تو اب نظر سفلاء میں اس کا زوال لازمی ہوا۔ جب وزیر دبیر نظم مملکت کر چکا تو دورے کا التوا ضروری (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میرے قابل صد احترام سامعین۔۔۔۔گزارش یہ ہے کہ مفسرین نے تو یہ لکھا ہے کہ ان کی استدعا ہی اللہ کے دیدار کے لیے ثبوت ممکن ہے یہ کب لکھا ہے اور کس وقت لکھا ہے۔ دیدار کو ممکن لکھنے کا یہ معنی نہیں کہ اس دنیا میں انسانی آنکھوں کے ساتھ دیدار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں اس کے ثبوت کے لیے آپ کے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔! وہ اپنے ملفوظ نمبر 100 صفحہ 25 پر فرماتے ہیں کہ ''دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے''

پتہ چل گیا کہ اس دنیا میں اللہ کا دیدار ان آنکھوں سے محال ہے ممکن ہے تو بروز محشر ہے یہاں تو آپکے اعلیٰ حضرت اس کو محال قرار دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شرعاً کوئی محال نہیں ہے اس کے حاشیہ پر آپ ہی کے مفسر مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے لکھ دیا کہ اس دنیا میں کوئی بشر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا شرعاً تو یہی بات ثابت ہو رہی ہے کہ دنیا میں کوئی دیکھنے کی

حاشیہ :(بقیہ) ہوا تا کہ وہ اپنے دار السلطنت میں قرار پکڑے۔ چنانچہ جب تکمیل اسلام اور اتمام انعام ہو چکا تو ناظم اعلیٰ سید نبی آدم ﷺ کو اس مصیبت خانہ دنیا میں رہنے سے تعلق بھی کیا رہا ۔۔۔۔اولاً۔ تو اس کو نظر سفلا میں زوال لکھا جا رہا ہے نہ کہ اپنے عقیدے کے لحاظ سے دوسرا اس میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زوال اور نقص **العیاذ با اللہ** مراد نہیں بلکہ اہل دنیا سے اس عظیم نعمت کا زوال مراد ہے کیونکہ آپ کی بعثت سے مقصود تکمیل اسلام اور اتمام دین تھا جب وہ مقصد پورا ہو گیا تو آپ کو اپنے ہاں بلا لیا اور اہل اسلام جس نعمت کاملہ سے آپکی ظاہری حیات طیبہ میں مالا مال تھے اس سے محروم ہو گئے پہلے پہل فتنہ وارتد اد رونما ہوا بعد ازاں باہم نزاع و اختلاف خلافت راشدہ کا دور بے شک خیر و برکت کا دور تھا مگر زمانہ رسالت مآب ﷺ سے اس کو کیا نسبت جیسے کہ خلافت راشدہ کے بعد والے دور کو خلافت راشدہ سے کوئی نسبت نہیں (منتھی)

طاقت نہیں رکھتا۔

اور اسی طرح علامہ روح المعانی نے بھی تفسیر کرتے ہوئے اس آیت میں انہوں نے یہی لکھا ہے کہ ﴿لاقَابِلِيَّةَ لَکَ﴾ موسیٰ آپ کی یہ قابلیت نہیں ہے کہ آپ میرا دیدار نہیں کر سکتے اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی تو معاذ اللہ وہ دو کاری اور غلطی ثابت ہی نہیں ہوتی۔

چنانچہ روح المعانی صفحہ **35** پر یہ چیز موجود ہے ﴿لَنْ تَرَانِیْ اَیْ لَا قَابِلِيَّةَ لَکَ وَاَنْتَ عَلٰی مَا اَنْتَ عَلَیْہِ وَھُوَ مَعْنَی الْاِرَاءَۃِ الْمَطْلُوْبَۃِ عَلٰی اَتَمِّ وَجْہٍ﴾ یہ علامہ روح المعانی ایک مانا ہوا مفسر ہے یہ (لَنْ تَرَانِیْ) کا معنی کر رہے ہیں کہ اس دنیا میں قابلیت ہی نہیں تھی۔

اس لئے موسیٰ علیہ السلام کا پہاڑ کی طرف دیکھنا عین ممکن تھا اور انہوں نے ٹھیک دیکھا ۔مولانا عمر صاحب نے ان پر الزام لگایا ہے کہ نہ دیکھتے تو ایسا ہو جاتا اس کے بعد آپ نے ایک طور والا شعر پڑھ کر کہا ہے مولانا محمود الحسن نے فلاں شعر کہا ہے لیکن میں آپ سے آپ ہی کی ذہانت کا واسطہ دے کر گزارش کروں گا شعر میں لفظ موجود ہے۔

''کہ دیکھی میری بھی نادانی ہے''

شاعر خود کہتا ہے کہ میں ایک نادان اور بے وقوف ہوں کہ ایک قبر سے طور کو تشبیہ دے رہا ہوں جب وہ اپنی نادانی تسلیم کر رہا ہے کہ میری غلطی ہے اور ایک نادانی مانتے شخص کو کہنا کہ تو تو قبر کو طور مانتا ہے تو یہ حوالہ قابل سند اور قابل اعتبار نہیں ہوگا اس شاعر نے خود مان لیا کہ میری نادانی ہے میں قبر کو کیسے طور سے تشبیہ دے رہا ہوں یہاں اس سلسلے میں وہ عبارت قطعاً پیش نہیں کی جا سکتی اس کے ساتھ ساتھ میری ''مقیاس حنفیت'' کے قول و عمل میں تضاد والی عبارت میں سے اس سوال کو اٹھائیں کہ قول عمل کا تضاد ہے کہ نہیں ہے انہوں نے لکھ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قول و عمل میں چونکہ فرق آ گیا اس لئے اپنے مقصد میں ناکام رہے پیغمبر کو اپنے مقصد میں

ناکام کہا اور بلاوجہ کہا جب کہ یہ بات نہیں ہے آگے اس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سابقہ حوالہ جات اسی طرح قائم ہیں ان کے کماحقہ جوابات نہیں آئے یہ مزید پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ''فوائد فریدیہ'' میرے ہاتھ میں ہے اور شہباز طریقت شہنشاہ ولایت خواجہ غلام فرید صاحب کی لکھی ہوئی ہے اس کے صفحہ 73 پر موجود ہے کہ ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامی سے کہا کہ قیامت کے دن ہر ایک آدمی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا حضرت بایزید نے فرمایا میرا جھنڈا محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے سے زیادہ ہے۔

اسی طرح ''فوائد فریدیہ'' کے صفحہ 72 پر ہے حضرت جنید مناجات میں فرماتے ہیں ------ میں عرش و کرسی لوح و قلم ہوں میں جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل۔ میں موسیٰ میں عیسیٰ ہوں 1

میرے واجب الاحترام کیا یہ عشق تسلیم کر لیا جائے گا جیسے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس چیز میں عشق ہے امام الانبیاء کو عین محمد کہہ دیا گیا ہے ایسا عشق شرعاً قبول ہوگا کیا ایسے لوگوں پر گرفت نہیں کی جائے گی ؟ اور کیا ایک منبر و محراب سے دین کی ترجمانی کرنے والا مبلغ ایسے پیروں کی نشاندہی نہیں کرے گا ؟ کہ ان کی بیعت چھوڑ دو یہ اپنے پیروں کو ''عین محمد'' کہتے ہیں ان کی اتنی تاویل کافی ہوگی کہ انہوں نے یہ عشق میں کہہ دیا ہے اس کے لئے کوئی ثبوت نہیں کہ وہ نبی کی عزت کو پامال کرتے جائیں۔

گویا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی تعریف کر کے مان لیا کہ توہین تو ہے لیکن اس کی تعریف کر کے یعنی اسے الزام لگانا کافی ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین ! اسی طرح ''فوائد فریدیہ'' میں اس کے صفحہ 82 پر لکھا ہے کہ ایک شخص خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے اپنا مرید

بنائیں فرمایا کہ کہہ ''لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ''

میرے واجب الاحترام سامعین !ان حوالہ جات کے بعد میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مولا نا احمد رضا خان صاحب نے انبیاء کی توہین کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''ملفوظات'' جلد 1 میں تحریر کیا ہے کہ

ایک میاں صاحب آپ کے پاس آتے ہیں شاہ اسمعیل کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے انہوں نے کہا جناب والا ! آپ نے شاہ اسمعیل کو کافر کہہ دیا ہے؟ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب نے کہا میں نے کافر کب کہا ہے میری طرف سے ''الہندیہ'' اٹھاؤ

پھر اسی شخص نے سوال کیا کہ آپ نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ شاہ اسمعیل رسالت کا منکر تھا اور کہتا ہے کہ رسول کو نہ مانو ملائکہ کو نہ مانو قیامت کو نہ مانو میں نے کہا لکھا ہے اسی کتاب میں لکھا ہوگا دیکھ لو چنانچہ !میاں صاحب کے ساتھ مکالمہ کیا مکالمہ میں تسلیم کیا کہ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''شاہ اسمعیل رسالت کا منکر ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ میں اس کو کافر نہیں کہتا ہوں۔''

میرا سوال ہے اے فاضل مخاطب جب شاہ اسمعیل رسالت کا منکر تھا تو رسول کے منکر

حاشیہ :۔1 کیا حضرت جنید اور بایزید بریلوی علماء میں سے تھے ان کی عبارات پیش کرنے کا کیا جواز؟ مگر مولوی صاحب نے منصفین کے بار بار ٹوکنے پر اس بے جا حرکت کو ترک نہ کیا اور محض کچھ نہ کچھ بولتے رہنے کو ہی کافی سمجھا۔ نیز مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ شطحیات صوفیا کو نہ رد کرے اور نہ قبول کرے۔ فتاوی رشیدیہ صفحہ 86۔

لہذا مولوی صاحب اپنے امام و پیشوا سے پوچھیں کہ ان کا رد کیوں نہ کریں اور ان کی بیعت سے لوگوں کو کیوں نہ بچائیں۔؟ اور گستاخ کو گستاخ کیوں نہ کہیں۔؟ (منتہی)

کو کافر کیوں نہیں کہا یہ بڑی پر لے درجے کی رسالت مآب ﷺ کی توہین ہے اگر نبی کا منکر کافر نہیں تو اور کون دنیا میں کافر ہوگا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب نے ''الکوکبۃ الشہابیہ'' میں لکھا کہ شاہ اسمعیل نے امام الانبیاء کو پادری جیسی گالیاں دی ہیں اور اسی طرح کے الفاظ لکھتے گئے اور آخر میں یہ فتوی دیا کہ میں ان کو کافر نہیں کہتا:

آپ ارشاد فرمائیں کہ لزوم اور التزام کا فرق کیا ہے تو اس میں وہ یہ لفظ لکھتے کہ ''صریح گالی دی صاف صاف اقرار کرلیا صاف صاف پادریوں کی طرح گالی دیں'' مولانا احمد رضا خان صاحب کے الفاظ میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی وہ صاف صاف کے الفاظ استعمال کر کے ان کو ایک طرف نبی کو گالیاں دینے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔

دوسری طرف مسلمان مان رہے ہیں گویا نبی کو گالیاں دے دینا یہ اسلام کے خلاف بات نہ ہوئی اور یہی عین توہین مصطفےٰ ﷺ ہے کہ نبی کو جو گالیاں دے اسے مسلمان سمجھا جائے۔

میرے واجب الاحترام سامعین! اسی طرح ''الکوکبۃ الشہابیہ'' میں لکھا کہ شاہ اسمعیل اپنے پیر کو نبی مانتا تھا اور اپنے پیر پر وحی نازل ہونا مانتا تھا اپنے پیر کے نام پر ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی﴾ پڑھتا تھا اس کے باوجود یہ کہا کہ میں کافر نہیں کہتا ہوں اب میں مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ ایک بندہ اپنے پیر کو نبی بھی مانے اس کے رتبے میں ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی﴾ بھی کہے اور اس کے اوپر وحی آنا بھی مانے اس کے بعد وہ کافر کیوں نہیں ہے آپ کہیں گے کہ لزوم اور التزام کا فرق ہے کیسے فرق ہے مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ لوگو بتلاؤ اور نبوت کیا ہوتی ہے یہی تو ہوتی ہے کہ ایک ولی اپنے پیر کے لئے ایمان لائے اس میں تو وہ التزام ثابت کر رہے ہیں لے دے کے شاید جیسے آپ کے مفتی نعیم الدین صاحب نے ایک تاویل کی ہے کہ شاہ اسمعیل

نے توبہ کر لی تھی یا اس طرح آپ کوئی اور تاویل کریں تو میں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنے ''ملفوظات'' میں لکھا ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہابی کے لئے دعا کی جائے کہ وہ توبہ کرے اور اللہ اسے توبہ کی توفیق دیوے فرمایا! وہابی کے لئے توبہ کی دعا نہیں کی جاسکتی وہ توبہ نہیں کرے گا اور اس عبارت میں لزوم والتزام بھی نہیں تو توہین ثابت ہوگئی اس کے بعد بھی اسے کافر نہ کہنا یہ بھی توہین مصطفے ہے۔

اسی طرح مولانا احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب فتاوی افریقہ کے صفحہ 116 پر فرماتے ہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے وارث کامل نائب تمام آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جلیل صفات جمال وجلال وکمالات اور ذات کے ان میں متجلی ہیں جس طرف تجلی فرما ہوئے ﴿مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ﴾ تعظیم غوثیت عین تعظیم رسالت ہے عین تعظیم سرکار رسالت ہے جمیع صفات کا ذکر کیا ہے کہ غوث پاک میں امام الانبیاء کی جمیع صفات آگئیں اس امام الانبیاء کا علم آپ کی صفت ہے آپ کی ختم نبوت آپ کی صفت ہے تو کیا یہ تمام صفات آگئیں۔ (وقت ختم)

حاشیہ :۔ 1 حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی اسمٰعیل کی اس قسم کی جملہ عبارات کو کفریہ کہا ہے اور ان کے ظاہری معنی کے لحاظ سے لازم آنے والی خرابیوں کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور امکان تاویل اگرچہ بعید سہی مگر قائل کے التزام کفر کا یقین کرنے سے مانع ہے لہذا بالخصوص نام لیکر فتوی کفر نہیں دیا مفصل تقریر پہلے آچکی ہے (منتھی)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی میرے فاضل مخاطب نے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں رویت محال ہے حضرات علماء بیٹھے ہیں آپ کو پوری طرح علم ہے اور نبراس شرح عقائد کی شرح اور خود شرح عقائد میں بھی موجود ہے یہاں آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس معاملے میں علمائے اہل سنت کا کیا مذہب ہے کہ رویت اللہ کی دنیا میں ممکن ہے بالفعل نہیں ہے قیامت کے دن بالفعل ہوگی۔

اب مولانا حق نواز صاحب فرماتے ہیں قیامت کو ممکن ہے اور دنیا میں ممکن ہی نہیں ہے تو اہلسنت کا مذہب جو کتب عقائد میں موجود ہے اس کے بالکل خلاف کہہ رہے ہیں آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا میں ممکن ہی نہیں اور آخرت میں ممکن ہے عقائد کی جو کتب میں ان کی بات کریں دنیا کے اندر ممکن ہے رہ گیا محال کا لفظ تو محال بالذات کا ذکر کیا ہے اور نہ بالغیر ذکر کیا ہے مطلق محال ذکر کیا ہے لہذا یہ محال بالغیر کے لحاظ سے ہے کہ عوام کے حق میں اللہ رب العزت نے یہ خبر دی ہے کہ عوام مطالبہ نہیں کر سکتے اور شرح عقائد کے اندر یہی بات واضح کی گئی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا تھا کہ ''کوئی آنکھ حتی کہ حضور ﷺ نے بھی اللہ تعالی کا دیدار نہیں کیا کیوں! اللہ فرماتا ہے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں ہیں لہذا سرکار نے بھی نہیں دیکھا ہے''۔

تو علمائے کلام نے اور ہمارے اہل سنت نے عقائد کی کتابوں میں جو صدیوں سے پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں تصریح فرمائی ہے کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ساری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں یہ رفع ایجاب کلی ہے ساری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں

ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی مخصوص نگاہ بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتی ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت وہ الگ بات ہے اور عوام کے لئے جو حکم ہے وہ الگ بات ہے قول باری تعالیٰ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ﴾ کہ کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تین صورتوں کے علاوہ کلام نہیں کر سکتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صریح آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بشر تین صورتوں کے علاوہ کلام نہیں کر سکتا تو رویت کیسے ہوگی کلام تو شب معراج میں ہوا مگر رویت نہیں ہوئی علمائے عقائد نے اس کا بھی یہی جواب دیا ہے کہ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ کے اندر جو کچھ فرمایا گیا ہے اسکی اور آنحضرت ﷺ کے لئے دیدار خداوندی ثابت کرنا اس کی باہمی تطبیق یہ ہے کہ رویت کی حالت الگ ہو جائے اور کلام کی حالت الگ ہو جائے لہذا دنیا کے اندر کوئی نبی نہیں ہے کہ جس وقت اللہ سے ہمکلام تھا اس وقت اسے دیدار ہوا ہو اور جس وقت دیدار ہوا اس وقت ہم کلام نہیں تھا۔

لہذا اس آیت کا جواب بھی اس طرح دیا اور ان آیتوں کی تصریح کے باوجود علمائے اہل سنت کی کتابوں کے اندر جمہور علماء کا یہی مذہب نقل کیا گیا کہ اللہ کا دیدار دنیا کے اندر ممکن ہے اور آخرت کے اندر بالفعل پایا جائے گا اور ہر کوئی اس کے دیدار سے مشرف ہوگا ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ اس دن کئی چہرے ہوں گے جو تر و تازہ ہوں گے اور اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے۔ وہاں پھر امکان کی بات نہیں ہے آپ نے اس سلسلے میں جو اعلیٰ حضرت کا حوالہ دیا ہے اس کا جواب عرض کر گیا ہوں کہ انہوں نے محال بالغیر کے لحاظ سے کہا ہے اور وہ بھی عوام کے لحاظ سے ہے نہ کہ انبیاء کرام کے لحاظ سے ہے اتنی صریح آیات کے ہوتے ہوئے علماء نے عقائد کی کتابوں میں سرکار کے دیدار کو مستثنیٰ قرار دیا ہے رہ گیا یہ معاملہ کہ آپ نے حضرت معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے

﴿لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ﴾ کہلوایا تو کلام علمائے بریلوی کے معتبر علماء کی گستاخانہ عبارات میں تھی اور آپ حضرت خواجہ ہند کی بات پیش کر رہے ہیں یا جس مرید نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے اس کی بات پیش کر رہے ہیں لہذا اگر تم خواجہ ہند کو علماء بریلوی کے کھاتے میں ڈالتے ہو تو بے شک ہم ان کے اس قول کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

الحمد للہ مگر ایسی صورت میں تمہیں یہ بتلانا پڑے گا کہ آپ کہاں سے نکلے ہیں اور تمہارا مذہب و مسلک کیا ہے اگر ایسی عبارتیں ہمارے اکابر سے منقول ہیں تو یہ مثالیں تو آپ کے ہاں بھی موجود ہیں یہ مولانا اشرفعلی صاحب کا ''رسالہ الامداد'' جو 35ء کا چھپا ہوا ہے اس میں ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب سے ان کے ایک مرید عرض کرتے ہیں کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف ﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ پڑھتا ہوں لیکن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی غلط پڑھ دیا ہے۔۔۔۔ چنانچہ! اس کو صحیح پڑھنا چاہیے! تو اس حال میں دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ کی جگہ اشرفعلی کا نام نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو معلوم ہے کہ اس طرح کلمہ شریف درست نہیں ہے لیکن زبان سے بے اختیار یہی کلمہ نکل جاتا ہے۔

یہ صورت تو خواب کی تھی لیکن اس کے بعد حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ کیا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے تا کہ پھر کہیں ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ لیٹ گیا اور دوسری کروٹ بدل کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھی پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَفْعَلِی﴾ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب بھی نہیں ہے لیکن بے اختیار

ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں ہے تو اب بیداری میں درود پڑھا جا رہا ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَفْعَلِی رَسُوْلُ اللّٰہِ﴾ اور خواب میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْرَفْعَلِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا جا رہا ہے اب یہ خواب اور بیداری کی باتیں مولانا اشرفعلی کی طرف لکھی جاتی ہیں اور کہی جاتی ہیں لیکن وہ اس کا جواب کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس میں اشارہ ہے کہ تو جدھر متوجہ ہے وہ متبع سنت ہے یعنی تو جس کا مرید ہے جس سے عقیدت رکھتا ہے جس سے نسبت رکھتا ہے وہ متبع سنت ہے''

اس کی حوصلہ افزائی کر دی گئی ہے کہ کوئی ڈر نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے تو جدھر توجہ کر رہا ہے وہ متبع سنت ہے لہذا بیداری میں منہ سے جو نکل جائے وہ قابل مواخذہ نہیں ہے تو حضرت! یہ معاملہ تو آپ کے ایک مستند عالم دین حکیم الامت مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کا بھی ہے اور آپ یہاں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری (رضی اللہ عنہ) کی بات پیش کر رہے ہیں فقراء سکر کے اندر (انا الحق) بھی کہہ جاتے ہیں ان کو سولی پر لٹکا دیا جاتا ہے وہ ایک الگ معاملہ ہے لیکن جو علماء ظاہر ہیں جو بزعم خویش پابند شریعت ہیں اور ان فقراء کو بھی سولیوں پر لٹکانے والے ہیں ذرا ان کی بات بھی آپ دیکھ لیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور ایسی بات کہنے والے کی تائید اور تصدیق اسی طرح کرتے ہیں کہ جدھر تم متوجہ ہو بحمد اللہ وہ متبع سنت ہے۔

اس کے علاوہ اسی طرح خوابوں کے اندر بھی یہ بات پیش آتی رہی غالباً ۱۳۴۶ھ کا ماہ ربیع الاول کا ذکر ہے کہ دیکھتا ہوں کہ ''جہاں پور'' مسجد موضع خان میں شمال کی طرف منہ کئے بیٹھا ہوں کہ ایک صاحب نمودار ہوئے دونوں ساقیں نصف نصف کے قریب کھلی ہوئی تھیں دونوں ساقیں یعنی آدھی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں بعد نمودار ہونے کے میرے دل میں خیال آیا کہ ''یہ حضور اکرم ﷺ ہیں آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو کیونکہ کبھی ایسا موقع میسر نہیں آئے گا

میں اس وقت ہاتھ سے جھاڑو رکھ کر قدموں میں گر گیا اور ان قدموں کو پکڑ کر سر جھکا دیا اور قدموں کو بوسہ دیا اور آپ پر اس طرح صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی تھے اور یہ درود ان پر پڑھا گیا جب یہ معلوم ہو تو ضمیر خطاب کو مبہم کر کے اس طرح پڑھنا شروع کر دیا کہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ

(اصدق الرؤیاء از اشرفعلی تھانوی

اور آپ نے مرثیہ والے شعر کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ نادانی میں کہہ گیا ہے۔1

منصف:۔ ذرا اس کا حوالہ تو بتا دیجئے جو آپ پہلے بیان فرما رہے تھے۔

مناظر:۔ یہ کتاب ''اصدق الرؤیاء'' ہے یہ مولانا اشرفعلی صاحب کی اپنے خوابوں کی تعبیرات نقل کی ہوئی ہیں انہیں کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہیں۔ خواب بیان کئے گئے ہیں انہوں نے ان کی تعبیرات بیان کی ہیں (وقت ختم)

یہ آخری گھنٹہ بریلوی فاضل مناظر کی طرف سے اعتراضات کا تھا چنانچہ بریلوی فاضل مناظر نے پھر تقریر شروع کی۔

بریلوی فاضل مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾۔ میں آپ کے سامنے ''تقویۃ الایمان'' اور ''صراط مستقیم'' کی چند عبارات پیش کر چکا ہوں جن کا ابھی تک ہمیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا ایک تو ''صراط مستقیم'' کے اندر جو توازن قائم کیا گیا تھا قرون اولی کے مفسرین ومحدثین کے

اقوال میں سے ہمیں اس قسم کی کوئی مثال بتلائی جائے کہ کسی نے اس قسم کا توازن قائم کیا ہو کہ ایک طرف نبی پاک ﷺ کا خیال ہو اور اس کے مقابلے میں گدھے اور بیل کا ذکر ہو اسی طرح کسی کے چمار سے ذلیل کہنے کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہو عمومی طور پر ﴿اَلدُّنیَا مَلعُونَۃٌ وَمَلعُونٌ مَا فِیھَا﴾ یعنی دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے کہنا ثابت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مستثنیات کا ذکر بھی موجود ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے اس کے ساتھ ساتھ دوسری عبارات جواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ان میں سے پہلی عبارت یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی "تقویۃ الایمان" کے اندر ہی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے"

یہ الگ مسئلہ ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ نہیں اور وہ کتنے ایک اختیار کے مالک ہیں مختار بالذات ان کو کوئی بھی نہیں مانتا جو سنی جتنا اختیار بھی مانتا ہے اللہ کی عطا سے ہی مانتا ہے لہذا کسی

حاشیہ:۔ تو کیا آپ کے ہاں شیخ الہند وہی ہوتا ہے جو نادان ہو اور کیا آپ ایسے نادانوں کو مرفوع القلم سمجھتے ہو اور مواخذہ شرعی سے ماورا! جب یہ قطعاً غلط ہے وہ باہوش وحواس تھے اور آپ کے دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور شیخ الہند تو انہوں نے جو کچھ کہا عمداً کہا اور لفظ نادانی کا محض زیب داستان کے لئے کہا گیا ہے۔ تو ہمارا یہ اعتراض اسی طرح قائم ہے کہ رشید احمد کی تجلیات کو تجلیات الہیہ قرار دینے والا اور اپنے آپ کو کلیم قرار دینے والا اور رشید احمد کی تربت کو "طور" قرار دینے والا بے ادب و گستاخ ہے یا نہیں؟ صرف اپنے پیرومرشد کو "عین محمد" کہنے والا بے ادب ہے اپنے پیرومرشد کو عین خدا اور اپنے آپ کو کلیم اللہ کہنے والا بے ادب و گستاخ نہیں ہے۔ تمہارے بے ادبی و گستاخی کے پیمانے اپنوں کے لئے الگ کیوں ہیں اور دوسروں کے لئے الگ کیوں؟ کیا مولانا محمود الحسن صاحب سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں ان کو بے ادب اور گستاخ کہا گیا؟

مومن کے شرک کو زائل کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کرنا کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے'' سخت بے ادبی ہے ''جس کا نام محمد یا علی ہے'' اس جملہ میں کتنا تجاہل کارفرما ہے کتنی بے نیازی برتی گئی ہے کہ ہمیں تو پتہ نہیں ''محمد'' کون ہے یا ''علی'' کون ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے۔

آپ غور کریں جو مولانا حق نواز صاحب کے معتقدین ہیں وہ یہ نہیں کہیں گے کہ جس کا نام حق نواز ہے اس کے ہاں کچھ بھی نہیں اس کا علم کچھ نہیں ہے وہ جاہل مطلق ہے بلکہ وہ ادب سے اس کا نام لیں گے۔ مولانا حق نواز صاحب مدظلہ یا دامت برکتہ کہیں گے اور اگر ہوسکا تو مولانا حق نواز صاحب ''شیر جھنگ'' بھی کہہ دیں گے ان کا نام لیتے وقت جس کا نام حق نواز ہے والا جملہ ہرگز استعمال نہیں کریں گے۔۔۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہنا کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے'' یہ بہت بڑی بے باکی دیدہ دلیری اور جسارت والی صورت ہے۔

اس کے علاوہ سرکار دو عالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ''حضرت'' کا لفظ ذکر نہیں کیا[1] اور اسی طرح حضرت علی نہیں کہا۔ نبی پاک کے نام نامی کے بعد ﷺ نہیں کہا۔ مولا علی شیر خدا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسم پاک کے ساتھ کرم اللہ وجہہ یا رضی اللہ عنہ نہیں کہا مسئلہ سمجھانے کے لئے یہ کہا جاسکتا تھا کہ وہ مختار کل نہیں ہیں وہ مختار بالذات نہیں ہیں ان کے سامنے اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے اور بھی بہت سی عبارتیں ہوسکتی تھیں۔

حاشیہ: [1] ان الفاظ کے دیکھنے سننے والوں کو یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ سید الانبیاء اور سرچشمہ ولایت کی بات ہو رہی ہے یا مولوی اسمٰعیل صاحب کے کسی نوکر چاکر کی۔ کیا یہ گستاخی کی انتہا نہیں ہے کہ آدمی جس کا کلمہ پڑھے اس کے ساتھ اس قسم کی بے پرواہی اور بے نیازی برتے اور تجاہل عارفانہ:۔ (منتہی)

مگر یہ لب ولہجہ اختیار کرنا کہ۔۔۔۔۔ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے'' کھلی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہی مولانا اسمعیل شہید دہلوی صاحب کی ''تقویۃ الایمان'' کی دوسری عبارت بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی گئی کہ حضور! اجازت عنایت فرمائیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں آنحضرت ﷺ نے فرمایا!

''کیا جب تم میری قبر پر سے گزرو گے تو پھر بھی سجدہ کرو گے تو عرض کی نہیں سجدہ نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ یہ تو حدیث کا مضمون تھا لیکن اس پر مولانا اسمعیل صاحب ''یعنی'' کے ساتھ اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ حیاۃ نبوی کے قائل تھے یا نہیں تھے ہمیں تو اس انداز تکلم اور اس شان بے نیازی سے کلام کرنا مقصود ہے کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں عرف عام اور محاورات کے اندر عام بول چال کے اندر کس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص یہ بات سنے گا اس سے کیا نتیجہ اخذ کرے گا اور جو لوگ اس کو پڑھیں گے یا سنیں گے وہ کس قدر گمراہ ہو جائیں گے تو اس معاملہ میں یہ بہت بڑی بے احتیاطی کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اسی ''تقویۃ الایمان'' کی تیسری عبارت بلکہ ایک لحاظ سے یہ چھٹی عبارت بن جائے گی کیونکہ میں تین عبارات پہلے عرض کر چکا ہوں فرماتے ہیں کہ۔

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے''

کروڑوں نبی ولی جن فرشتے کُن کے برابر پیدا کر ڈالے۔ محمد اور جبریل کے برابر تو اس عبارت سے یہ بات ظاہر ہے کہ سرکار کی ''رحمۃ للعالمین'' سرکار کی ''ختم المرسلین'' اور نبی اکرم ﷺ

کی نا قابل تنسیخ اور ابدی شریعت اور نبوت بھی ان مولویوں کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی اور اللہ کے وعدوں کے باوجود، قرآن مجید کے اندر صاف اعلانات کے باوجود معاملہ وہیں کا وہیں ہے کہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے محمد اور جبریل جیسے پیدا کر ڈالے تو جو پیدا ہوں گے وہ بھی ''خاتم النبیین'' ہوں گے وہ بھی رحمۃ للعالمین ہوں گے وہ بھی ابدی رسول ہوں گے۔؟

جب نہیں ہو سکتے تو یہ انداز اختیار کرنا سراسر بے نیازی اور بے پرواہی ہے اور یہ بات سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں ایک بہت بڑی گستاخی ہے۔

گر کوئی کہے کہ فلاں عالم کو اللہ تعالی خنزیر کی صورت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے تو جناب والا! اس بات میں خدا تعالی کی قدرت کے بیان کے ساتھ اس عالم کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے اور صورتوں میں بھی قدرت کے بیان کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہ انداز اختیار کرنا کہ کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ تو یہ بات تمام حدود ادب و نیاز کو اور تمام نصوص کو پس پشت رکھ کر اور سرکار کے منصب کو نظر انداز کر کے کہی جا رہی ہے ﴿خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ﴾ سے بھی قدرت کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ اور ﴿عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر﴾ سے بھی قدرت کا اظہار ہو سکتا تھا چنانچہ! یہ تین عبارتیں میں نے اس ضمن میں پیش کی ہیں۔

اور اب سنئے! یہ کتاب آپ کے مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی ہے اس کا نام ''براہین قاطعہ ہے'' اور اس کا ہر ہر حرف پڑھنے کے بعد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی ہے۔ اس کے اندر آپ دیکھیں کہ وہ سرکار کے علم کی کس بے باکی سے نفی فرماتے ہیں کہ فخر عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ﴾ کہ نبی پاک ﷺ نے خود کہہ دیا کہ بخدا! میں نہیں

جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔)

یہ حدیث تو مولانا کے پیش نظر رہی لیکن یہ آیات نظر نہ آئیں جنکے اندر فرمایا گیا ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ جس پر تم راضی ہو جاؤ گے ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾ کہ ہر آنے والی گھڑی اور ساعت آپ کے لیے پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ اور فرمایا! ﴿السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ حبیب تمہارا مقام تو بہت بلند ہے وہ مہاجر اور انصار جو آپ کے غلام بن گئے اور جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلے میں ان سے بھی راضی ہونے کا اعلان کرتا ہوں وہ مجھ سے راضی ہو چکے اور میں ان سے راضی ہو گیا اور جو امتی ولی بن گئے ان کے لئے اعلان کیا ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

لیکن ان سب آیات کو چھوڑ کر ان سب دلائل کو نظر انداز کر کے سرکار کے علم میں تنقیص پیدا کرنے کے لئے وہی روایت چن کے لائے جس کا نہ یہ معنی تھا نہ یہ مقصد تھا کیونکہ درایت عقل و قیاس سے کسی بات کے جان لینے اور ادراک کر لینے کو کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ لہذا آپ ﷺ نے تو فرمایا ہے ﴿لَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي﴾ کہ میں اپنے طور پر نہیں جانتا اگرچہ اللہ رب العزت نے قرآن کے اندر فیصلہ فرما دیا ہے اور میرے متعلق مراتب اور درجات کے اعلان فرما دیئے ہیں ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ حبیب وہ وقت قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب مقام محمود پر پہنچائے عرش کے دائیں جانب ایک کرسی ہو گی جس پر حبیب پاک جلوہ افروز ہوں گے اور آپ پوری مخلوق کی پہلی اور پچھلی امتوں کی شفاعت فرمائیں گے تو سرکار کا مقام یہ تھا لیکن اس کو نظر انداز کر کے یہ روایت نقل کی ہے۔

اب غور فرمایئے اسی مضمون کی آیت موجود ہے ﴿لَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ

﴾لیکن ساتھ ہی موجود ہے ﴿اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ﴾ میں تو صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی خود وضاحت فرما دی ﴿اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ﴾ یعنی فرما دو کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کے احکام اور وحی کی اتباع کرتا ہوں تو مقصد یہ ٹھہرا کہ میں اپنے طور پر اپنے قیاس سے اپنے گمان سے تخیلات سے اور تخمینوں سے فیصلہ نہیں کرتا میرا علم براہ راست خدا سے مستفاد ہے تو جو علم خدا سے مستفاد ہے وہ قطعی ہوا۔

لہٰذا مطلب یہ نکلا کہ یہاں سرکار نے اعلان فرمایا کہ میرا علم ظنی اور تخمینی نہیں ہے بلکہ میرا علم وحی سے مستفاد ہے جو قطعی اور حتمی ہے اس میں ظن کا شائبہ تک نہیں مگر مولانا خلیل احمد اور مولانا رشید احمد نے سرکار کا حتمی اور قطعی علم ماننے کی بجائے سرے سے نفی کر ڈالی ہے اور نعوذ باللہ سرور انبیاء علیہ السلام کو اپنے انجام اور خاتمہ سے بے خبر ثابت کر دکھلایا یہ پانچ عبارات ہیں جن کا جواب دینا اور اپنے علماء کا دامن صاف کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

خان منظور صاحب! آخری عبارت ذرا دوبارہ پڑھیں۔

فرمایا کہ فخر عالم ﷺ خود فرماتے ہیں ﴿وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ﴾ الحدیث یعنی بخدا میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا ہوگا تمہارے ساتھ کیا ہوگا صرف اتنی حدیث ذکر کی ہے اور اگر وقت ہے تو میں دوسرا حوالہ بھی عرض کرتا جاؤں یہی خلیل احمد صاحب اسی کتاب "براہین قاطعہ" کے اسی صفحہ پر قمطراز ہیں شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوت جلد اول صفحہ 7 پر نقل فرماتے ہیں۔

"ایں سخن اصلے ندارد و روایتے بداں صحیح نشدہ"

اس روایت کی بنیاد ہی کوئی نہیں ہے لیکن انہوں نے شیخ عبدالحق کا نام استعمال کر کے اپنے مذموم اور فاسد ارادوں کی تکمیل کی خاطر روایت جڑ دی ہے اور انہوں نے جو اس کے

موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے اسے ساتھ ذکر نہیں کیا۔۔۔۔۔ میں عدل وانصاف بلکہ ایمان اور دیانت کے نام پر اپیل کروں گا کہ جس نے یہ روایت نقل کی ہے وہ اگر ساتھ ہی یہ لکھے کہ یہ روایت موضوع ہے لیکن پھر بھی اس کا حوالہ دینا روایت پر موضوع ہونے والا ان کا اعتراض نقل نہ کرنا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔

نیز ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ''موضوعات کبیر'' کے اندر اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں ﴿قَالَ الْعَسُقَلَانِی لَا اَصْلَ لَهٗ﴾ علامہ عسقلانی کہتے ہیں کہ اس روایت کا کوئی سر اور پاؤں نہیں ہے یہ ساری عبارات جو آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں ان سب کے آپ کو جوابات دینے ہوں گے۔ (وقت ختم)

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم﴾

قابل صد احترام سامعین! اس سے پہلے کہ میں ''براہین قاطعہ'' کی عبارت پڑھوں اور اس کی تفصیل عرض کروں میں ایک ایسا قاعدہ اور اصول عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس سے یہ پتہ چل جائے یہ عبارات اس نشست میں پیش کی جاسکتی ہیں یا نہیں اور یہ قابل اعتراض ہیں یا نہیں ہیں چنانچہ! بریلوی مکتب فکر کے مستند عالم دین اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الواعظین حضرت علامہ محقق مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب نے مولانا حسین احمد مدنی کی کتاب ''شہاب ثاقب'' کے رد میں ''ردشہاب ثاقب'' لکھی ہے اور اس میں وہ مولانا حسین احمد مدنی کو الزام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''مصنف صاحب! اگر تمہارے اکابر قائل امکان کذب اور قائل وقوع کذب الٰہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں

بنتا اور ہم اہل سنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ مولانا اجمل العلماء نے ''ردشہاب ثاقب'' صفحہ 138 پر فیصلہ کر دیا کہ علماء بریلوی اور علمائے دیوبند کا اختلاف مسئلہ امکان کذب باری پر ہے اس کے سوا کوئی اختلافی بات نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ عبارات اجمل العلماء کے سامنے بھی تھیں جو آپ نے شاہ اسمعیل یا مولوی اشرفعلی تھانوی کی پیش کی ہیں یا مولوی خلیل احمد کی پیش کیں یہ سب ان کے سامنے تھیں لیکن انہوں نے یہ کہہ دیا کہ عبارات اختلافات کا مبنیٰ نہیں ہے بلکہ امکان کذب باری اختلاف کا مبنیٰ ہیں

بریلوی صدر مناظرہ حضرت علامہ محمد عبد الرشید صاحب رضوی: جناب! امکان کذب باری کا یہاں بیان نہیں ہو رہا ہے یہاں تو گستاخانہ عبارات کی بات ہو رہی ہے لہذا وہ پیش کریں جس سے شان رسالت ظاہر ہو اس کے بعد اگر امکان کذب باری کا مسئلہ آئے گا تو پھر بات کریں گے۔

مولوی حق نواز صاحب:۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے اکابر کی بعض عبارات پیش کی ہیں جن میں توہین رسالت ہے میں نے یہ کہا ہے کہ توہین رسالت نہیں ہے کیونکہ اگر توہین رسالت ہوتی تو وہی عبارات اختلاف کا باعث بنتیں جبکہ مولانا اجمل العلماء فرما رہے ہیں کہ ہمارا تمہارا اختلاف مسئلہ امکان کذب پر ہے اگر تم امکان کذب کے قائل نہ ہوتے تو نہ تمہارا جدید مذہب بنتا اور نہ ہمیں تم سے اختلاف ہوتا۔

پتہ چل گیا کہ ''تقویۃ الایمان'' یا ''حفظ الایمان'' یا ''براہین قاطعہ'' کی جو عبارات پیش کی گئی ہیں وہ اختلاف کا باعث نہیں ہیں اختلافی مسئلہ امکان کذب کا ہے اور اسی وجہ سے تمہارا جدید مذہب بنا تو میں نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ تمہاری یہ مسلمہ شخصیت ان عبارات کو

قابل اعتراض ہی نہیں سمجھتی۔ تو وہ میدان میں کیوں آئیں انہوں نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ عبارتیں جدید مذہب بننے کے لئے کافی نہیں ہیں بلکہ جدید مذہب اس بات سے بن رہا ہے۔

اور دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ''المہند'' میرے ہاتھ میں ہے اور وہی مولانا خلیل احمد صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ۔۔۔آپ شیطان کا علم ''حضور علیہ السلام سے زیادہ مانتے ہیں یا نہیں اور کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ نہیں؟ تو مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری یہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''کہ ہم قائل ہیں''

اور اسی طرح اشرفعلی صاحب تھانوی کی عبارت کا بھی وہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ سوال ان سے یہ ہو رہا ہے۔

مولانا حق نواز صاحب بوکھلاہٹ میں اس عبارت کا جواب دینے لگے جو پیش ہی نہیں کی گئی تھی تو حضرت مولانا عبدالرشید صاحب صدر مناظرہ نے فرمایا ''شیطان کے برابر علم ہے یا نہیں'' یہ حوالہ پیش نہیں کیا گیا بلکہ جو حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

حق نواز صاحب خود مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی طرف سے میں انہی کا جواب نقل کئے دیتا ہوں اور اس عبارت سے ان کا کیا مطلب تھا وہ سرکار کو ''اعلم الخلق'' مانتے تھے یا نہیں یہ ''المہند'' انہوں نے خود لکھی۔ (دو منٹ خاموشی)

میں عرض کر رہا ہوں کہ ''براہین قاطعہ'' کی جو عبارات پیش کی گئی ہیں اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے گویا یہ کہہ دیا کہ ''حضور علیہ السلام'' کو اپنے خاتمہ کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے جس کی انہوں نے کوئی تفصیل نہیں کی زیادہ سے زیادہ اب صرف یہی کہا جا

سکتا ہے کہ وہ اس عبارت کو مطلق بول گئے ہیں ورنہ اس میں یہی بات ہے کہ تفصیلات کے ساتھ یا آخرت میں کتنے درجات ہوں گے یہ کسی کو علم نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں اس کی اس جگہ انہوں نے تشریح کی ہے چنانچہ اب وہ اسی ''المہند'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میرا اور میرے اسلاف کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سب سے اعلم ہیں۔ اور آپ کے علم کے برابر کسی اور کا علم نہیں ہے اور جو آپ ﷺ سے کسی اور کا علم زیادہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے''

جو شخص حضور علیہ السلام کا اتنا وسیع علم مانتا ہو اور جو حضور ﷺ کو اتنا بڑا عالم مانتا ہو اس لئے کوئی یہ کیسے ثابت کر سکتا ہے کہ ان کا اس عبارت سے یہ مطلب تھا کہ آپ ﷺ کو خاتمے تک کا علم نہیں ہے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ تفصیلات کے ساتھ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ جنت میں وفات کے بعد کتنے درجات ملیں گے اور کیا کیا ہوگا۔ ''اجمالاً'' اتنا ہے کہ قیامت کے بعد جو

حاشیہ: 1 کیا موٹی سرخی مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب نے لکھی تھی کتنا عجب مضحکہ خیز جملہ ہے نیز مولانا نیازی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ تم جن امور میں ہمیں بدعتی وغیرہ کہتے ہو انہی کو حاجی صاحب جائز قرار دے رہے ہیں جو تمہارے پیر و مرشد ہیں لہذا انہی کی کتاب کو اس اختلاف کے حل اور اس نزاع کے خاتمے کی بنیاد بنالیں جب حاجی امداد اللہ صاحب میلاد منائیں قیام کریں اور گیارھویں تیجے ساتویں وغیرہ کو جائز رکھیں اور بدعتی نہ بنیں تو ہمیں بھی ان امور کی بنا پر بدعتی وغیرہ کہنا ترک کردو ان کے اس اخباری بیان کا گستاخانہ عبارات سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ اپنے سیاسی جلسوں میں بھی ان عبارات پر گرفت اور مؤاخذہ سے گریز نہیں کرتے اور اگر حق نواز صاحب نے مزید تسلی کرنی ہو تو مولانا عبدالستار خان صاحب سے ہی سوال لکھ کر جواب منگوالیں تاکہ قول قائل کا بزبان قائل ہی فیصلہ ہو جائے:۔ (منتہی)

ایمان لائے گا اور سچا ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جو ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ اور یہ ''المہند'' میں انہوں نے اس بات کا اشارہ کیا ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا اور میں نے ایک اصولی بات پیش کی تھی۔ اصول یہ ہے کہ یہ عبارات اختلاف کی بنیاد نہیں ہیں۔۔۔ چنانچہ! ''یہ رسالہ ''افق'' نکلا ہے۔ جس میں مولانا عبدالستار صاحب نیازی بڑی موٹی سرخی 1 کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ''تمام اختلافات کے خاتمے کے لیے آجاؤ'' خاتمہء اختلاف کے لیے انہوں نے جو بنیاد قائم کی ہے

وہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' ہے۔ تو اس میں وہ اختلاف کو مٹانے کے لیے ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو مان لو۔ جب اس کو مان لو گے تو تمہارے اور اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

اب! فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں مولانا خلیل احمد صاحب کی یہ عبارات جو پیش کی گئی ہیں یہ نہیں ہیں۔ اس عبارت کی اس میں بحث نہیں ہے کہ یہ توہین ہے یا نہیں۔ غلط بات کی گئی ہے یا نہیں۔؟ تو پتہ چل گیا کہ علماء دیوبند کی عبارات میں توہین نہیں ہے۔۔

اسی طرح اسی اصول کے پیش نظر تیسری بات یہ ہے کہ اگر علمائے دیوبند توہین کرنے والے ہوتے تو اتنے بڑے بڑے علماء ان کے لیے یہ الفاظ استعمال نہ کرتے۔ چنانچہ آیئے! میں مولانا ذاکر صاحب جو خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلیفہ ہیں۔ وہ اپنے ماہنامہ ''الجامعہ'' میں فرماتے ہیں۔ اور یہ مولانا محمد ذاکر صاحب وہ ہیں جنہوں نے جمعیت علمائے پاکستان کا الیکشن لڑا۔ اور اسمبلی کے ممبر بنے وہ اپنے ''رسالہ'' کے صفحہ 11 پر فرماتے ہیں کہ

''آج سے پچاس سال قبل میں دارالعلوم دیوبند کا طالب علم تھا۔ خواجہ ضیاء الدین صاحب، خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ کے والد گرامی دیوبند تشریف لائے۔ ان کے

اعزاز میں چھٹی کی گئی۔ طالب علم اور اساتذہ جمع ہوئے۔ اور ان کے اعزاز میں تقریریں کی گئیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ''میں نے صحیح حنفیت'' دیوبند میں دیکھی ہے جب خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ قمر الدین جیسی شخصیت کے والد گرامی، دیوبند پہنچتے ہیں اور وہاں کہتے ہیں کہ میں صحیح حنفیت یہاں دیکھ رہا ہوں مولانا ذاکر صاحب[2] دارالعلوم دیوبند کے طالب علم ہیں کیا ان کو دیوبند کے یہ عقائد نظر نہیں آئے تھے وہ ان کی تعریفیں کرتے ہیں اور آگے فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسا اجتماع تھا کہ دونوں جانب سے محبت کا ایک مخلصانہ جذبہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ رحمت الٰہی کا بادل زمین پر برس رہا ہے۔

پروفیسر تقی الدین انجم (صدر منصف)

خان منظور احمد خان ایڈووکیٹ۔۔۔۔ جناب یہ باتیں اصل موضوع سے ہٹ کر ہیں آپ اصل موضوع پر آئیں!

حق نواز صاحب !۔۔۔۔۔اب آپ یہ خیال فرمائیں کہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ عبارات توہین نہیں توہین ہوتیں تو یہ لوگ ان کی تعریف کیوں کرتے آپ اس اصول کو نہیں سمجھ رہے ان تاویلات کی صفائی پیش کرنا میرا حق ہے ان کی صفائی پیش کرتے ہوئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ علماء ان عبارات کو قابل اعتراض سمجھتے ہی نہیں۔

حاشیہ: [2] مولانا محمد ذاکر دیوبند میں علامہ انور شاہ صاحب کے ہاں دورہ حدیث پڑھتے رہے مگر مخلص سنی تھے اور غایت درجہ اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین کے معتقد اور آستانہ عالیہ کے مخلص نیاز مند البتہ وہ دیوبندی اور بریلوی اختلافات سے الگ تھلگ رہے۔ (منتہی)

اگر سمجھتے تو یہ کہتے کہ ان پر رحمت الٰہی برستی ہے اور اگر ان کو قابل اعتراض اور توہین سمجھتے تو ان کے پاس جاتے کیوں ان کی تعریف کیوں کرتے۔ 1

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

جناب والا میں نے اپنے وقت کے اندر چھ عبارات پیش کی تھیں ایک یہ کہ سرکار دو عالم

حاشیہ: 1 مولانا محمد ذاکر صاحب کی ڈائری سے نقل کردہ عبارات میں یہ بات بھی تھی کہ جب حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بندہ کی دعوت کو شرف قبولیت بخشا اور میرے کمرے میں تشریف لائے تو میں فرط مسرت میں یوں کہہ رہا تھا امروز شاہ شاہاں مہماں شدا است مارا: جبریل باملائک دربان شدا ست مارا: تو فرمائیے ان کا حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ کو شاہ شاہاں کہنا جائز ہے؟ آپ تو سرور انبیاء علیہم السلام کو شہنشاہ کہنا شرک اور حرام قرار دیتے ہیں پھر جبرائیل کا بمع ملائکہ اس حجرے کا دربان بننا جس میں مولانا محمد ذاکر صاحب کے شیخ طریقت موجود تھے یہ آپ کو گوارہ ہوگا اور اس پر آپ کی کفر و شرک کی مشین حرکت میں نہیں آئے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب کے سامنے علمائے دیوبند کی یہ عبارات تھیں اور آپ نے ان کی تائید و تصدیق فرمادی تھی (حاشا و کلا) اس وقت یہ عبارات تمام حضرات کو معلوم ہی نہ تھیں جوں جوں ان سے پردہ اٹھتا چلا گیا تو لوگ بیزار ہوتے چلے گئے اور نتیجۃً دیوبندی ایک الگ فرقہ بن گیا اور یہی وجہ ہے حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب خلف الرشید حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان عبارات کی وجہ سے علمائے دیوبند سے ''کلیۃً'' بیزاری کا اعلان فرمایا اور آپ ان عبارات کو کفریہ کہتے ہیں (منتہی)

ﷺ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے ''کہ میں مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' اس سے سننے والے کو کیا تاثر ہوگا جو ان کتابوں کو پڑھیگا اس کا رد عمل کیا ہوگا اور اس کا عقیدہ کس طرح تباہ ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عبارت پیش کی تھی ''کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں'' اس کا جواب بھی حضرت صاحب گول کر گئے ہیں اس کے ساتھ تیسری عبارت یہ پیش کی تھی ''کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو ایک حکم کُنْ سے کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ گویا کسی ایک عبارت کا جواب نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد آپ کبھی ''افق'' اٹھاتے ہیں اور کبھی ''الجامعہ'' اٹھاتے ہیں کیا یہ ہمارے مسلک کی مستند کتابیں ہیں؟ جو آپ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں پھر مولانا ذاکر صاحب سے کیا علمائے بریلوی کا تعین اور تشخص قائم تھا؟ یا بریلوی علماء ان کو بریلویوں میں شمار کیا کرتے تھے تو ایسی صورت میں یہ آپ کا طویل طویل بیان پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

اور پھر اجمل العلماء کی بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے فرما دیا ہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں صرف یہ جھگڑا ہے۔۔۔ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ان عبارات پر گرفت کریں اور کوئی اجمل شاہ صاحب اس کے مقابلے میں یہ کہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے صرف یہ جھگڑا ہے یہ بھی کوئی بات ہو سکتی ہے جسے آپ لوگ ''بریلویت'' یا ''رضاخانیت'' کہتے ہیں وہ مولانا احمد رضا صاحب علیہ الرحمۃ کی وجہ سے قائم ہوئی ہے انہوں نے ان عبارات پر گرفت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ''المہند'' میں کہہ دیا کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا پتہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ کتاب میں یہ کہہ دینا کہ علم نہیں ہے اور انجام کا کوئی پتہ نہیں وغیرہ وغیرہ بے ادبی گستاخی اور سب وشتم پر مشتمل کہہ دینا کیا یہ بالکل جائز ہے؟ جبکہ دوسری کتاب میں یہ کہہ دیا گیا ہو تو گویا جو ایک کتاب پڑھ لے اس کا بے شک ایمان تباہ ہوتا رہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

الغرض! کتاب ایک ہے اور جو اس میں جملے ذکر کیے گئے وہ تام اور مکمل ہیں مدعا پر دلالت کرتے ہیں تو ایسے الفاظ استعمال کرو کہ پڑھنے والے کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونے پائے اور پھر مولانا صاحب نے کہا ہے کہ آیت درج کی ہے آیت کہاں درج کی ہے فخر عالم خود فرماتے ہیں ﴿وَاللّٰهِ مَاادْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ﴾ یہ آیت ہے یا فخر عالم خود فرماتے ہیں حدیث ہے آپ کو اتنا پتہ نہیں چلا کہ حدیث ذکر کی جارہی ہے یا آیت ذکر کی جارہی ہے پھر شیخ عبدالحق صاحب کی روایت بھی آپ گول کر گئے ہیں اس کا جواب بھی آپ نے نہیں دیا۔

چنانچہ آپ پر یہ سب عبارات ادھار ہیں اور ان کا آپ کو واضح طور پر جواب دینا ہوگا۔۔۔

اور اب میں آپ کے سامنے نئی عبارت پیش کرتا ہوں کہ مولانا خلیل احمد صاحب انبٹھوی ارشاد فرماتے ہیں یہ وہی "براہین قاطعہ" ہے صفحہ 52 ہے مصنف مؤلف اس کے مولانا خلیل احمد صاحب ہیں اور اس کی ہر بات پڑھ کر تصدیق کرنے والے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں کہ

الحاصل! غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

(براهين قاطعه صفحه 52)

حضرات گرامی! آپ توجہ فرمائیں کہ ایک طرف شیطان اور ملک الموت کے لئے تمام روئے زمین کا علم مانا جارہا ہے ملک الموت کے سامنے پوری دنیا کو ایک کاسے اور پیالی کی مانند مانا جارہا ہے اس موحد کو یہاں شرک کا فتوی نہیں سوجھتا لیکن سرور عالم ﷺ کے لئے اتنا علم ماننے کے لئے شرک کا دعوی کرتے ہیں "شرک" خدائی صفات کو غیر میں ثابت کرنے کا نام ہے خواہ کوئی بھی

غیر اللہ ہو نبی ہو یا ملک الموت وغیرہ شرک میں شخصیات کا فرق نہیں ہو سکتا کہ ملک الموت اور شیطان میں آئے تو شرک نہ ہو اور اگر سرکار دو عالم ﷺ میں ثابت کریں تو شرک ہو جائے۔

اور دوسری بات جو قابل اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ خلیل احمد صاحب کہتے ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ کی وسعت کی کونسی نص موجود ہے تعجب کی بات ہے۔۔۔۔۔۔ نہ ﴿عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ والی نص نظر آئی ہے یعنی جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے ہم نے آپ کو وہ سب سکھا دیا اور نہ یہ آیت کریمہ آپ کے وسیع علم میں وارد نظر آئی (فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی) میں نے اپنے محبوب کو اتنا دیا ہے کہ اے مخلوق تمہارے اذہان کے ترازو سے تول نہیں سکتے۔ اور تمہارے اذہان میں وہ سما نہیں سکتے۔

میں تمہارے سامنے اس کا اظہار نہیں کرتا ہوں سرکار کا علم پاک کیا ہے منبر پر بیٹھ کر اعلان فرماتے ہیں۔

﴿وَاللّٰہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِہٖ﴾

''خدا کی قسم اب سے لیکر قیامت تک جو چاہو پوچھو میں بیان کرنے کو تیار ہوں'' جس حبیب پاک کا دریائے علم اس قدر ٹھاٹھیں مارتا ہو ان کے متعلق کسی نص کو تسلیم نہ کرنا اور شیطان اور ملک الموت کے لئے نصوص تسلیم کر لینا کتنی بڑی زیادتی ہے۔ نصیں نظر آئیں تو یہی نظر آئیں ''کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا اور میں یہ نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے نصیں ملیں تو یہیں ملیں اور پورے قرآن کے اندر کوئی ایسی نص نہ مل سکی جس سے عموم علم مصطفےٰ ﷺ سمجھ آسکے اور آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں کہ

روح مبارک علیہ السلام کا اعلیٰ علیین میں تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی علم ہو چہ

جائیکہ زیادہ ہو!

تو یہاں ملک الموت کے ساتھ برابری کی بھی نفی کردی ہے چہ جائیکہ ان سے زیادہ علم تسلیم کریں تو آپ اندازہ فرمائیں کہ ملک الموت کا علم زیادہ مان لیا گیا ہے سرکار دو عالم ﷺ کا علم کم مان لیا گیا ہے۔

میں اب اسی ''براہین قاطعہ'' کی ایک اور عبارت پیش کرتا ہوں کہ علمائے دیو بند اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ صرف ہم نے ہی ادھر سے فیض حاصل نہیں کیا بلکہ کچھ فیض سرکار نے بھی ہم سے لیا ہے۔ تو یہ مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں کہ

مدرسہ دیو بند کی عظمت حق تعالی کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صد ہا علماء پیدا ہوئے آخر میں دلیل اس کی کیا دیتے ہیں کہ ایک صالح نیک آدمی خواب میں فخر عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ زبان کہاں سے آ گئی ہے آپ تو عربی ہیں عربی میں بولتے ہیں فرمایا جب سے علمائے دیو بند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی ہے۔ سبحان اللہ اس سے شان مدرسہ دیو بند کی ظاہر ہوئی۔

تو علمائے دیو بند سے رابطہ رکھتے ہوئے ان کی صحبت کا یہ فیض حاصل ہو گیا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو اردو زبان آ گئی اور یہ حوالہ ''براہین قاطعہ'' صفحہ 27 پر موجود ہے۔

آیئے! اب دیکھیں قرآن کی روشنی میں مفسرین کے اقوال کی روشنی میں یہ دعوی کہاں تک سچا ہے کہ آپ کو پہلے ''اردو'' نہیں آتی تھی اور علمائے دیو بند سے معاملہ ہوا تو آپ کو اردو آنے لگ گئی۔

قرآن پاک میں ہے'' ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ﴾ کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا جس قوم کی طرف بھیجا اس کی زبان میں بھیجا تا کہ نبی کو سمجھانے میں سہولت پیدا

ہو اور امت کو سمجھنے میں سہولت پیدا ہو تو آپ غور کیجئے کہ رسول پاک ﷺ صرف ایک قوم کے لئے رسول نہیں ہیں بلکہ ساری مخلوق کے رسول ہیں ارشاد فرماتے ہیں ﴿اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً﴾ مجھے ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ بے شک ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے ارشاد خداوندی ہے! ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ تا کہ آپ تمام جہان والوں کے لئے نذیر یعنی ڈر سنانے والے ہوں۔

تو معلوم ہوا کہ سید عرب وعجم ﷺ کی نبوت ورسالت کائنات کی ہر شے کو شامل ہے اور ہر ہر ذرہ کائنات کو محیط اور جس قدر نبوت عام ہے اتنی ہی زیادہ زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے

تعجب کی بات ہے چڑیا آپ کی مجلس پر گردش کرے اور چوں چوں کرے تو آپ فرمائیں۔ ﴿اَيُّكُمْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا﴾ تم میں سے کس نے اس کے بچے اٹھا لئے ہیں یہ مجھ سے شکایت کر رہی ہے کہ تمہارے صحابہ میرے بچے اٹھا لائے ہیں ایک صحابی نے اپنے کپڑے کا پلڑا اٹھا دیا عرض کی ''یا رسول اللہ'' میں نے اس کے بچے اٹھائے تھے اور وہ یہ ہیں ۔۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ چڑیوں کی زبان آپ سمجھتے ہیں۔

''اونٹ'' بڑبڑاتا ہوا آگیا آپ سے کچھ عرض کی آپ نے فرمایا اس کا مالک کہاں ہے حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے کام زیادہ لیا جاتا ہے چارہ کم ڈالا جاتا ہے۔ ﴿اِنَّهٗ شَكٰى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ﴾

تعجب کی بات ہے! کیا آپ چڑیوں کی بولی بھی صحبت سے سیکھ گئے تھے؟ چڑیوں سے کوئی معاملہ رکھا تھا اس لئے سیکھ گئے؟

اونٹوں کے ساتھ بھی آپ رہتے تھے اس لئے وہ بولی آپ کی سمجھ میں آگئی تو یہ کہنا کہ

''جب سے علماءِ دیو بند سے معاملہ ہوا یہ بولی ''اردو'' سمجھ آگئی کہاں تک درست ہے اور اس میں آپ ﷺ کی توہین اور گستاخی ہے یا نہیں۔؟

واضح جواب دیں اور دلائل کی زبان استعمال کریں۔

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

﴿نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ !﴾

قابل صد احترام سامعین! مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب ''براہین قاطعہ'' کی یہ نقل میرے پاس ہے اور میرے فاضل مخاطب نے یہ کہا کہ ''میرے ساتھ کیا ہوگا اور آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔؟

اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ قرآن میں یہی موجود ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہی ترجمہ کیا ہے تو کیا ترجمہ کرنا جرم ہے جبکہ ایک مصنف تفصیل کے ساتھ یہ بتائے کہ میرا یہ عقیدہ ہے لیکن ایک جگہ اگر ترجمہ کر دیا ہے تو قابل توجیہ ہے تو بتایئے! مولانا احمد رضا خانصاحب یہ ترجمہ کر رہے ہیں کہ نہیں ﴿قُلۡ مَآ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ﴾ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

یہ بعینہ وہی عبارت جو ''براہین قاطعہ'' میں ہے کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور آپ کے ساتھ کیا۔ جب قرآن میں یہی موجود ہے ترجمہ یہ کیا گیا تو ظاہر ہے یہاں بھی آپ یہی تفصیل کریں گے کہ اس سے مراد اجمالی بات ہے کہ میں تفصیلاً نہیں جانتا اجمالا جانتا ہوں اور یہاں ''براہین قاطعہ'' میں بھی وہی تحقیق کی جارہی ہے کیونکہ! مصنف خود اس بات کی تفصیل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں آپ دیکھئے مصنف سے یہی سوال کیا جاتا ہے اسی قسم کا سوال کیا

جاتا ہے اور وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

اور دوسری عبارت یہ پیش کی گئی کہ شیطان کا علم زیادہ مان لیا گیا ہے اب علمائے عرب نے انہیں مولانا خلیل احمد سے سوال کیا۔۔۔۔۔کھانسی۔۔۔۔۔اور مولانا اس کا جواب دے رہے ہیں ''کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الانبیاء سے زیادہ اور مطلقاً وسیع علم اور کیا تم نے یہ مضمون کسی کتاب میں لکھا ہے اور جس کا عقیدہ یہ ہو اس کا حکم کیا ہے۔؟

مولانا خلیل احمد جواب دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کا علم دیگر اسرار وغیرہ کے متعلق تمام مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یہ یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم ﷺ سے اعلم ہے وہ کافر ہے۔''

جو مصنف خود کہتا ہو کہ نبی علیہ السلام سے کسی کے لئے اعلم کی صفت ماننے والا کافر ہے ظاہر ہے اس کی عبارت کو اس عبارت کے ساتھ رکھ کے جیسے قرآن کی ایک آیت کچھ ہے دوسری میں کچھ ہے اور ان میں تطبیق کی جاتی ہے۔ایک مصنف کی عبارت میں حوالہ کچھ ہوتا ہے دوسری میں کچھ ہوتا ہے تو لازماً ان سب کو تطبیق دینے کے بعد ان کے متعلق کوئی رائے قائم کی جائے گی شیطان اور ملک الموت والی آپ بات نہیں سمجھے کہ بعض جزئیات میں کہہ دینا کہ وہ جانتے تھے رسول خدا ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں تھی اعلم ہونے میں فرق نہیں آتا حضور کے علم کا انکار نہیں کیا بلکہ کہتے ہیں کہ جو حضور سے زیادہ کسی کو اعلم مانے وہ کافر ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس بات کی مزید وضاحت کی ہے اور فرمایا کہ میں جزئیات کا انکار کرتا ہوں بعض جزی کسی اور کو معلوم ہو سکتی ہے اور نبی کے علم سے باہر رہ جائے کیونکہ اس سے فرق نہیں آتا اور اس عقیدہ کو اہل سنت کے مولانا

سید احمد سعید کاظمی صاحب نے (الحق المبین) کے اندر تسلیم کیا ہے لہذا جو سنیوں کا عقیدہ تھا وہی مولانا خلیل احمد نے پیش کیا ہے۔

دوسری بار آپ نے پیش کیا تھا کہ شاہ اسمٰعیل نے کہا کہ (جس کا نام محمد یا علی) ہے وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا آپ فرما رہے ہیں کہ اس میں توہین ہے وہ مسئلہ توحید کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمام اختیارات اللہ کو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برابر کسی میں اختیار ماننے فرماتے ہیں کہ ایسا اختیار جو مافوق الاسباب بن جائے خالقیت کا، بیٹے دینے کا، رزق دینے کا، ایسا اختیار نہ حضور ﷺ کو ہے نہ حضرت علی کو باقی رہی یہ بات کہ وہ آپ کو کتنا بڑا سمجھتے ہیں چنانچہ! وہی شاہ اسمٰعیل صاحب (تقویۃ الایمان) کے صفحہ 62 پر ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

(سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا ﷺ تھے اور جو کچھ انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔)

جو امام الانبیاء کو اتنی بڑی شخصیت مانتا ہو کیا ﴿معاذ اللہ معاذ اللہ﴾ وہ حضور کی توہین کر رہے ہیں ہر گز نہیں یہی وجہ ہے اگر جناب والا! ان عبارات میں توہین ہے تو مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان کو کافر نہ کہہ کر خود توہین کی ہے جو میں بار بار میں کہہ چکا ہوں اور آپ نے ان حوالہ جات کو چھوا تک نہیں ہے۔

خان منظور خان منصف (انہوں نے سب سے پہلے) تقویۃ الایمان کی جس عبارت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اس میں پہلے یا بعد میں کسی ایسی بات کا ذکر نہیں ہے جو آپ نے بیان کی ہیں یا تو آپ سیاق و سباق سے بتائیں

مولانا حق نواز صاحب !انہوں نے جناب والا !ایک باب قائم کیا ہے اور اس کا نام ہے (اشراک فی التصرف) یعنی اللہ رب العالمین کے ساتھ تصرف میں کسی کو شریک کرنا یہ عنوان اور باب قائم کرنے کے بعد وہ یہ عبارت لا رہے ہیں کہ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کے برابر کی قدرت میں ایسے اختیارات جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں وہ محمد ﷺ یا حضرت علی کو حاصل نہیں باقی بڑائی کا اور ان کے دیگر معجزات کا یہ انہوں نے چونکہ عنوان قائم کیا ہے اس کے ساتھ وہ عبارت لائی گئی ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین !باقی میں خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت کے سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ ان کو یہ عبارت کیوں کہنا پڑی کہ آنحضرت ﷺ کے علم کے ساتھ شیطان کے علم کی بحث کیوں آئی جناب والا !اس سے پہلے مولانا عبدالسمیع صاحب نے ''انوار ساطعہ'' میں لکھا تھا ''کہ ملک الموت بھی ہر جگہ حاضر ہے اور شیطان بھی ہر جگہ حاضر ہے''

اس قسم کی باتیں لکھتے ہوئے ''انوار ساطعہ'' کے صفحہ **177** پر یہ بھی فرمادیا کہ شیطان حضور علیہ السلام سے۔۔۔۔۔

خان منظور خان منصف دلائل کا تسلسل اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ آپ ان کے اعتراضات کا سلسلہ وار جواب دیں انہوں نے ایک اور اعتراض یہ کیا کہ اگر شہنشاہوں کا شہنشاہ چاہے تو ایک حکم کُنْ سے کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے تو اس میں نبی پاک ﷺ کی ختم المرسلینی پر حرف آتا ہے آپ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں!۔

مولوی حق نواز صاحب !میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس عبارت میں آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلینی پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ یہاں اللہ رب العالمین کی قدرت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اتنا

بڑا قادر ہے کہ یہ کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس نے فرما دیا ہے کہ نبی پاک ختم المرسلین ہیں اس لئے اپنے فرمانے کے مطابق کرے گا نہیں۔

توجب اللہ رب العزت نے فرما دیا تھا کہ میرا محبوب ''خاتم الانبیاء'' ہے ''رحمۃ للعالمین'' ہے اور سب خلق خدا کے لئے رسول اور میں ان جیسا نہیں بھیجوں گا تو تم بھی شرم وحیا سے کام لیتے ہوئے ایسے لفظ بولتے جن سے ذات خداوندی کا اظہار بھی ہو جاتا اور محبوب کریم کا یہ امتیازی مقام و مرتبہ بھی سامنے آجاتا اور ہر کوئی وہی سمجھتا کہ آپ بے مثل اور بے نظیر ہیں اور آپ کے مثل و نظیر کا وجود محال و ممتنع ہے جیسے اللہ رب العالمین نے فرما دیا کہ مشرک جہنمی ہے اور یقیناً جہنم میں جائے گا لیکن اس کے باوجود حق تعالی شانہ اس پر قادر ہے کہ وہ مشرک کو جہنم میں بھیجنا چاہیں تو وہ اس بات سے عاجز نہیں اللہ فاعل بالاختیار ہے فاعل بالاضطرار نہیں فاعل بالاختیار کا معنی یہ ہوتا ہے کہ دونوں جانبوں پر قادر ہو ''مثلاً'' مشرکین کو جہنم میں بھیجنے پر بھی قادر ہے نہ بھیجنے پر بھی قادر ہے لیکن بھیجے گا ضرور کیونکہ ارشاد فرما دیا ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا﴾ اور وہ سب سے زیادہ سچا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔

توشاہ اسمٰعیل اللہ کی قدرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اللہ پیدا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ آگے یہ بات کہ کرے گا یا کہ نہیں کرے گا یہ بات انہوں نے نہیں فرمائی اور یہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

''قدرت ہے اللہ کو کہ میرے سر میں درخت پیدا فرما دے''

لیکن ایک شخص کہے کہ جناب والا وہ درخت میرے سر پر پیدا ہو گیا یہ نہیں ہو سکتا قدرت ہے اللہ کو کہ ایک نوجوان کو لڑکی بنا دے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اب اس کو لڑکی کہنا شروع کر دیا جائے قدرت کا بیان الگ ہے وقوع الگ ہے وہ امکان ذاتی پر بحث کر رہے ہیں وقوع

ذاتی پر بحث نہیں کر رہے ہیں۔اس لحاظ سے اس عبارت سے سرکار کی ختم المرسلینی میں کوئی فرق یا انکار لازم نہیں آتا ہے۔

اور میں پھر عرض کر رہا ہوں چنانچہ !حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قرآن میں ہے کہ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا﴾ کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے لیکن ایسا ہوا نہیں ہر بستی میں تو ڈر سنانے والا نہیں آیا یہاں بھی قدرت کا بیان ہے اس کو شاہ اسمٰعیل نے بیان کیا کہ اللہ قادر ہے اگر چاہتا تو ایسا کرتا لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا۔قدرت کے بیان میں کوئی حرف گیری نہیں ہو سکتی۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل کی عبارت میں اگر ختم نبوت کا انکار ہوتا میں جج صاحبان کی خدمت میں بصد ادب واحترام گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ بات ہوتی مولانا احمد رضا خان صاحب ان کو کافر کہتے ختم نبوت کا منکر کب مسلمان رہ سکتا ہے۔جبکہ وہ فرماتے ہیں کہ میں شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کہتا ہوں تو معلوم ہوا کہ ان عبارات کا مطلب وہ نہیں ہے بلکہ وہ مطلب ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ یہ قابل اعتراض ہی نہیں ہیں ان کا مفہوم اور تھا اور کچھ اور بیان کیا جا رہا ہے ”تقویۃ الایمان“ کی اس عبارت کا جواب دینے کے بعد اب میں دوبارہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی اس عبارت کی طرف آتا ہوں کہ ان کو یہ بات کیوں لکھنا پڑی وہ اس لئے کہ شیطان ملک الموت کے علم کی بحث اور نبی علیہ السلام کے علم کی بحث اس لئے لکھی کہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے ایک جگہ ”انوار ساطعہ“ میں لکھا تھا کہ شیطان حضور علیہ السلام سے زیادہ جگہ حاضر و ناظر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو بندہ حضور علیہ السلام سے شیطان کا زیادہ جگہ حاضر مانتا ہو اس کی

تردید میں مولانا نے یہ بات لکھی ہے 1۔ یہی وجہ ہے کہ جب مولانا عبدالسمیع صاحب نے "انوار ساطعہ" کو دوبارہ لکھا تو انہوں نے مولانا خلیل احمد صاحب پر اعتراض نہیں کیا کہ تو نے شیطان کے علم کو نبی علیہ السلام کے علم سے زیادہ مان لیا ہے باقی اور باتوں پہ گرفت کی ہے اعتراض کیا ہے لیکن! "انوار ساطعہ" میں اسی عبارت پر اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اصل مسئلہ تو مولانا عبدالسمیع نے پیش کیا تھا اور مولانا خلیل احمد صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح بعض جزئیات کا شیطان کو علم ہو جانا اور حضور علیہ السلام کا رسالت کے کاموں میں مصروف ہونے کی حیثیت سے گندے کاموں کی طرف خیال اور علم نہیں ہو سکتا

"چہ جائیکہ شیطان کے برابر بھی علم ہو۔" (وقت ختم)

حاشیہ 1 کیا یہی تردید ہے کہ شیطان کی یہ وسعت علم نص سے ثابت ہے اور فخر عالم کے لئے کونسی نص موجود ہے اور روح مصطفےٰ کا اعلیٰ علیین میں بھی ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ علم آپ کا شیطان کے برابر ہو۔ "چہ جائیکہ زیادہ ہو"؟ یہ تو بقول تمہارے ان کی تائید ہوئی نہ کہ تردید اگر تردید ہوتی تو خلیل احمد صاحب کہتے کہ حضور علیہ السلام شیطان سے زیادہ جگہوں پر حاضر و ناظر ہیں اور اس کے حاضر و ناظر والے وصف کو سید الانبیاء فخر المرسلین ﷺ کے اس وصف سے کوئی نسبت ہی نہیں نہ یہ کہ آپ کے علم کو شرک قرار دے اور شیطان کی وسعت علم پر وہ نصوص قرآنی کی شہادت کا دعویٰ کرے اور آپ کو شیطان کے برابر بھی عالم تسلیم نہ کرے۔ چہ جائیکہ زیادہ (منہ)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی! مولانا نے اعلیٰ حضرت کے ترجمے کے ساتھ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بھی حضور اکرم ﷺ کے علم کی نفی اور انکار کر رہے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ تمہارا جھگڑا بھی یہی ہے کہ وہ سرکار کا علم کلی مانتے تھے۔ تو قرآن کا تحت اللفظ ترجمہ کرنے میں انہیں یہی ترجمہ کرنا پڑے گا جس طرح (وَوَجَدَکَ ضَآلًّا!) کے آپ کے بزرگوں نے گمراہ کے لفظ سے ترجمہ کر دیا ہے۔

''یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہ پایا۔ پس ہدایت دی''

تو کیا تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ نعوذ باللہ آپ پہلے گمراہ تھے ۔اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اعلیٰ حضرت نے تحت اللفظ ترجمہ کرنا تھا لہذا اس وجہ سے یہ لفظ آ گئے جبکہ کلام مجید میں ساتھ ہی موجود ہے کہ میں تو اسی بات کا تابع ہوں جو تجھے وحی کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حاشیہ پر پوری وضاحت کر دی گئی ہے نبی پاک ﷺ کو یہ تمام امور یعنی اپنے متعلق اور اپنی امت کے متعلق وہ سب کے سب بتلا دیئے گئے ہیں اور احادیث کے اندر صراحتاً مذکور ہے اور یہ زرقانی جلد نمبر **7** کے اندر یہ روایت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿اِنَّ اللّٰہَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ﴾

کہ اللہ نے میرے لئے زمین پر سے پردے اٹھا دیئے ہیں اور میں اب سے لیکر قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے وہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہ تو کہیں یہ کہا ہے کہ آپ کو اپنے خاتمے

کا پتہ نہیں اور نہ کہیں یہ کہا ہے کہ امت کے متعلق پتہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے تحت اللفظ ترجمہ ذکر کیا ہے اور مولانا خلیل احمد صاحب تو اس روایت کو سرکار دو عالم ﷺ کے علم کی نفی میں بطور دلیل پیش کر رہے ہیں تو ایک طرف یہ کہنا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے علم پر دلالت کرنے والی کونسی نص موجود ہے انکار علم کر جانا اور دوسری طرف ان روایتوں کا سہارا لینا جو موضوع اور من گھڑت ہیں جس کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب نے خود متصلا فرمایا!

''ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں ثابت نشدہ''

جس کو ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا گیا ہے اور میں ﴿وَاللّٰہِ مَآ اَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ﴾ کا معنی قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح کر چکا ہوں لیکن آپ اس لفظی ترجمہ کی طرف جاتے ہیں اور قرآن وحدیث کے الفاظ پر غور نہیں کرتے۔ رہ گیا یہ معاملہ کہ وہ ''المہند'' کے اندر کیا کہتے ہیں یہی تو بات تھی کہ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان عبارات پر گرفت کی کہ یہ گستاخی اور بے ادبی بن رہی ہیں اور علمائے حرمین نے اس مضمون کو سمجھنے کے بعد کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب علمائے دیوبند دوڑے اور ایک متفقہ طور پر پنچایت بلا کر اور عبارات کو توڑ موڑ کر ایک رسالہ ''المہند'' لکھ ڈالا اور اس پر غلط بیانی کے ساتھ وہ تصدیقات کرالی گئیں تو ہمیں اعتراض اس عبارت پر ہے کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

<u>پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھنا ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہو۔</u>

آپ سب حضرات سمجھ سکتے ہیں یہ اردو کی معمولی سی عبارت ہے کہ ان دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سرکار کا علم اس ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہو تو وہ کہہ سکتے تھے

ساتھ ہی فرمادیتے ''کہ زیادہ ہے'' ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کا علم زیادہ ہے لیکن بڑی بے رخی کے ساتھ یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ زیادہ تو کیا ملک الموت کے برابر بھی سرکار کو علم نہیں ہے۔

دیوبندی مناظر کا ''براہین قاطعہ'' کے مولف کو کافر تسلیم کرنا

میرے فاضل مخاطب نے جو یہ کہا ہے کہ جو حضور ﷺ سے کسی کا علم زیادہ مانے تو وہ کافر ہے تو آپ کے عالم پر کفر کا فتوی میں نے نہیں دیا وہ خدا نے آپ کی اپنی زبان سے نکلوا دیا ہے۔ رہ گیا یہ معاملہ کہ علمائے دیوبند کا ان عبارات کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی گرفت کے بعد کیا ردعمل ظاہر کیا۔

تو حقیقت یہ ہے کہ سراسر تضاد بیانی دروغ گوئی اور مکاری سے کام لیا گیا ہے اصل عبارات کچھ ہیں اور علمائے حرمین کی طرف جو لکھ کر بھیجیں وہ کچھ اور بطور نمونہ پیش خدمت ہے ابن الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے متعلق دوغلی پالیسی اور تضاد بیانی ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے۔

کہ محمد بن عبدالوھاب نجدی ابتداً تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے ''اہلسنت والجماعت'' سے قتال وجدال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکالیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث رحمت اور ثواب سمجھتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور رسول خدا کی شان میں نہایت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا ہزاروں آدمی اس سے اور اس کی فوج کے ہاتھوں قتل ہوئے الحاصل وہ ایک ظالم باغی فاسق اور خونخوار شخص تھا۔

یہ کتاب ''شہاب ثاقب'' ہے اور اس کے صفحہ 42 پر یہ ساری عبارت موجود ہے جو

میں نے پڑھ کر سنائی ہے یہاں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا یہ عقیدہ اور عمل بیان کیا جارہا ہے ان عبارات میں تضاد ثابت کرر ہا ہوں کہ ان میں تضاد کہاں تک ہے۔

ایک تو مولانا حسین احمد مدنی کی زبانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا یہ معاملہ آ گیا اور آپ ''حق نواز'' صاحب بھی ذرا غور سے سن لیں کیونکہ آپ ان کے بہت بڑے گرویدہ ہیں آپ کے ذہن میں مولانا حسین احمد مدنی کی یہ باتیں ضرور ہونی چاہئیں کہ وہ محمد بن عبدالوہاب کیسا آدمی تھا 1 اس کے ساتھ ساتھ یہ صفحہ 47 پر فرماتے ہیں کہ

شان نبوت اور شان رسالت میں ''وہابیہ'' نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات سمجھتے ہیں اور زمانہ تبلیغ کی نہایت تھوڑی سی فضیلت آپ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ راست پر لانے والے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا ہم پر کوئی حق نہیں اور نہ کوئی ہم پر احسان ہے۔ اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد ہم کو ان کی ذات سے فائدہ ہے۔ اسی وجہ سے سرکار کی ذات اقدس کی وفات کے بعد دعا میں آپ کے توسل کو ناجائز کہتے ہیں اور ان کے بڑوں کا مقولہ ہے ''معاذ اللہ'' ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ہم کو ذات سرور کائنات سے زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس لاٹھی سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

حاشیہ:۔ 1 اور علمائے دیوبند نے اپنی اجماعی کتاب ''المہند'' میں بھی یہ تصریح کی ہے کہ ہمارا نجدی کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو علامہ شامی نے ''رد المحتار'' میں ذکر کیا ہے یعنی نجدی اور اس کے متبعین خارجی ہیں اور باغی ہیں اور ان کا قتل کرنا واجب ولازم ہے۔ (منتہی)

ایک طرف ان کے احوال یہ لکھتے ہیں۔ دوسری طرف مولانا رشید احمد صاحب، (امام اول علمائے دیوبند) کیا ارشاد فرماتا ہے: ؟فتاوی رشیدیه، صفحه 235

سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ وہابی کون ہیں عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا؟ کونسا مذہب رکھتا تھا؟ جواب میں فرمایا۔

محمد بن عبدالوہاب'' کے متبعین کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے ان کا مذھب حنبلی تھا۔ (صفحہ 227) پر لکھا ہے محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔

خدارا انصاف و دیانت کا دامن ہاتھ میں رکھتے ہوئے بتائیں یہی وہ عقائد تھے جو عمدہ تھے۔؟ یہی وہ شخص تھا جو بڑا اچھا اور مقدس تھا؟ جس کی تصویر ''حسین احمد صاحب مدنی'' کی زبانی عرض کر چکا ہوں تو ایک طرف کہا جاتا ہے ظالم۔ باغی۔ خونخوار۔ فاسق اور ان کا عقیدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ کی لاٹھی کو سرکار سے زیادہ فائدہ مند قرار دیتے ہیں پھر (نعوذ باللہ) تمثیل کہاں تک جا کے دی ہے کہ لاٹھی سے کتے ہانکنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور نبی تو یہ کام بھی نہیں دے سکتا۔ ادھر یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے عقیدے اچھے تھے۔ ان کے متبعین بڑے اچھے تھے

الغرض: آپ ''المہند'' کی عبارات سے دھوکہ نہ دیں کیونکہ یہ ساری دجل و فریب اور دھوکہ دہی پر مبنی ہیں۔ اب میں دسویں عبارت ''براہین قاطعہ'' کی آپ کے سامنے صفحہ 149 کی پیش کرتا ہوں جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں انہوں نے بیان فرمائی ہے۔ یہ وہی مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی ہیں جن کے حوالے میں بار بار پیش کر چکا ہوں اور ابھی تک کسی ایک کا جواب نہیں بن سکا وہ سرکار کے میلاد شریف کے متعلق اور میلاد شریف میں جو صدقات ہوتے ہیں اور اعزاز و اکرام کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے اور ''صلوۃ و سلام'' پڑھتے وقت جو لوگ کھڑے ہو کر کرتے ہیں اس کے متعلق جو ارشاد فرماتے ہیں اور جو فتوی دے رہے ہیں وہ عرض کر دوں۔

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کے ہے جو ہر سال اس طرح پر سے منایا کرتے ہیں یا روافض کے نقل شہادت اہل بیت جو ہر سال منایا کرتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم وفسق وحرام ہے۔

اب سامعین آپ غور فرمائیں کہ کہاں تو "صلوۃ وسلام" پڑھنے کے لئے نبی پاک کے ذکر کے احترام میں کھڑا ہو جائے جو بیٹھ کے بھی جائز ہے اور کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔ اگر کوئی قیام کرتا ہے تو قطعاً یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ پہلے آپ تشریف فرما نہیں تھے اور اب آگئے ہیں بلکہ ویسے ہی ذوق وشوق حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کا جشن مناتا ہے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتا ہے جو۔۔۔۔۔۔ "اب قومی اتحاد اور مفتی محمود صاحب نے اقتدار کے دوران منایا تھا اور جلوس نکالے تھے"

اگر کوئی مناتا ہے تو یہ تمثیلات وتشبیہات ایجاد کی جاتی ہیں کہ یہ ہندوؤں کے سانگ کنہیا کے مانند ہو گیا اور یہ تو روافض کے نقل شہادت کی مانند ہو گیا (نعوذ باللہ) تو یہ کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ (وقت ختم)

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

﴿نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ!﴾

قابل صد احترام سامعین!

میرے فاضل مخاطب نے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت پیش کی ہے جس کے جواب میں میں نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ پیش کیا ہے کہ (بعینہ) وہ اسی طرح کہہ رہے ہیں کہ جس طرح انہوں نے (براہین قاطعہ) میں لکھا۔

تو میرے فاضل مخاطب کہتے ہیں کہ جناب والا! حاشیے میں تصریح کردی ہے۔ اب حاشیہ لکھنے والے مفتی نعیم الدین صاحب ہیں اور ترجمہ لکھنے والے مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں گویا! ترجمہ میں اجمال تھا وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ مجھے معلوم نہیں میں کیا جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا اب اس میں صاف ظاہر تھا کہ نبی کو اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں ہے [1]

اب ترجمہ تو اس طرح ہو گیا۔ تفسیر کی لئے نعیم الدین صاحب کی عبارات کو اس ترجے کی تائید کے لیے قابل قبول سمجھ لیا گیا ہے تو کیا انصاف کا تقاضہ نہیں کہ خود ایک منصف ایک مجمل بات کرتا ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ میں آپ کو "اعلم" مانتا ہوں۔ اور میں آپ کے برابر کسی کا علم نہیں مانتا ہوں۔ اور آپ کے برابر علم سمجھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

تو دونوں عبارتوں کے ملانے کی تطبیق یہ ہوگی کہ اصل مسئلہ تو یہ تھا کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کو یہ بات کیوں کہنا پڑی اور اس بات کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی آپ کے مولانا عبدالسمیع صاحب نے (انوار ساطعہ) میں تحریر کیا تھا کہ۔

حاشیہ :1 یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ ترجمہ میں ساتھ ہی یہ بھی موجود ہے کہ میں وہی خداوندی اور اللہ تعالی کے الہام کردہ احکام کی اتباع کرتا ہوں۔ (لہذا) اس میں خاتمہ سے لاعلمی کی تصریح کیسے ثابت ہوئی۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوا کہ میں بذات خود محض قیاس وگمان سے نہیں جانتا بلکہ میرے علوم کا سرچشمہ وحی الہی ہے ہاں البتہ حاشیے میں مزید تشریح موجود ہے اور نہ ہی جواب میں صرف یہ لفظ کہے گئے تھے بلکہ دو جواب اس سے پہلے بھی ذکر کیے گئے تھے جن کو قصداً ہضم کر لیا گیا (منتہی)

(شیطان) حضور ﷺ سے زیادہ تر مقامات پر حاضر ہے۔

اور جب زیادہ مقامات پر حاضر ہے تو میرے فاضل مخاطب اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ (اس کا علم دوسروں سے زیادہ ہے جو موقع پر موجود ہو) اب ظاہر ہے کہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے شیطان کو حضور ﷺ سے زیادہ جگہ موجود مان لیا اور آپ اصول قائم کرتے ہیں کہ علم دوسروں سے بہر حال اس کا زیادہ ہے جو موقعہ پر موجود ہے۔!

اب امام الانبیاء موقعہ پر موجود نہیں شیطان موجود ہے تو یہ تو (انوار ساطعہ) والا تسلیم کر رہا ہے کہ شیطان کا علم حضور ﷺ سے زیادہ ہے آپ کے اس اصول کے پیش نظر مولانا خلیل احمد صاحب تو اس کی تردید کرتے ہیں کہ بعض جزئیات کو دیکھ کر آپ نے جو یہ نتیجہ قائم کرلیا ہے تو یہ غلط ہے انہوں نے اس میں کونسی کوتاہی اور غلطی کی ہے جس کے پیش نظر آپ فرما رہے ہیں کہ تو ہین ہوگئی ہے اور مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا۔

دوسرا آپ بار بار یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جناب انہوں نے خاتمے کی بات کردی ہے تو میں اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے (اعلم) ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کی پوری وضاحت کر چکے ہیں۔

میرے واجب الاحترام سامعین! (بعینہ) اسی طرح جب میں نے عبارات پیش کی ہیں میرے فاضل مخاطب ان کی تاویلات میں دوسرے دلائل جوڑ کر لائے ہیں تو اب میں خود ان (مصنفین) کی عبارات پیش کر رہا ہوں انہوں نے اقرار کیا کہ ہم رسول اکرم ﷺ کو اعلم مانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی کو نہیں سمجھتے اور اسی طرح میرے سامنے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت اور مولانا شاہ اسماعیل شہید کی عبارات آئیں مولانا خلیل احمد نے اپنے عقیدے کو خود واضح کر دیا کہ میں حضور ﷺ کو (اعلم) مانتا ہوں اور اسی طرح پیر مہر علی شاہ صاحب

نے شاہ اسماعیل کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

(میرا مقصود نہ تکفیر یا تکلیف بین الفریقین اسماعیل یا خیر آبادیہ) میں سے ہیں

﴿شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ﴾

راقم سطور دونوں کو معذور مصاب جانتا ہے ﴿فَاِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِا لنِّيَا تِ﴾

فرماتے ہیں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے میں شاہ اسماعیل صاحب کو بھی معذور مصاب سمجھتا ہوں اللہ اس کی کوششوں کو سراہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی کو بھی معذور سمجھتا ہوں اللہ اس کی کوششوں کو سراہے جو اتنے بڑے عالم ہیں اتنے بڑے پیر ہیں۔

وہ تو شاہ اسماعیل کی کوششوں کو سراہ رہے ہیں ان کو معذور سمجھ رہے ہیں کہتے ہیں میں ان پہ کوئی اعتراض نہیں کرتا۔۔۔ تو ان حوالہ جات کے بعد ان عبارات پہ اعتراض میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کے تقاضے کے خلاف ہے وہ عبارات بالکل بے غبار ہیں اور ان میں اس قسم کی کوئی بات نہیں پائی جاتی کہ جس سے آنحضرت ﷺ کی اہانت ہو علمائے دیوبند نے (المہند) میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ ذکر کر دیا کہ ہم آنحضرت ﷺ کی ہر طرح عزت مانتے ہیں آپکو سب سے اشرف مانتے ہیں آپ کو سب سے اعلی مانتے ہیں۔

اب اس کو کہنا کہ تم نے اپنی تحریریں تسلیم کر لی ہیں یہ بالکل اختلافی بات ہے عقائد وہی تھے لیکن ان کو ایک شخص نے کھینچ تان کے بیان کیا جب خود انہوں نے اس کی صفائی بیان کر دی تفصیلات کر دیں عقائد کھل گئے علمائے عرب وعجم نے فتوی (المہند) میں ہمارے علماء کے حق میں کر دیا۔

چنانچہ سنیے! یہ آپ کے مولانا غلام دستگیر قصوری نے بڑی ضخیم کتاب (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) لکھی ہے؛ اور اس میں مولانا خلیل احمد صاحب کا نام تھا مولانا رشید احمد صاحب کا نام تھا ان کا نام لے کر فتوی کفر دیا گیا تھا اور یہ کتاب حاجی

امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پاس لے گئے کہ تم بھی دستخط کرو انہوں نے فرمایا (یہ نام کاٹ دو تو دستخط کروں گا) جس سے پتہ چل گیا کہ ان مصنفین کو وہ مسلمان جانتے تھے اور جب مسلمان جانتے تھے تو ظاہر ہے ان عبارات کا یہ مطلب نہیں تھا اور نہ ہی ان بزرگوں نے یہ مطلب مراد لیا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پیر مہر علی شاہ صاحب کے بھی پیر ہیں جنہوں نے ان کی بیعت کی ہے اتنے بڑے بڑے اساتیذ جبکہ یہ چیزیں تسلیم کر رہے ہیں تو اس کے بعد اعتراض کا کیا معنی۔

پھر مولانا عبد السمیع صاحب فرماتے ہیں کہ جب (براہین قاطعہ) چھپ گئی مجھے کہا گیا اس کی تردید کرو لیکن میرے استاد نے میری طرف خط لکھا کہ معاملہ نہ بڑھاؤ آپس میں اتحاد کرو دشمن خوش ہوں گے تم معاملہ کو بڑھا رہے ہو تم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ساتھ معاملہ کو نہ بڑھاؤ۔

فرماتے ہیں اس کی وجہ سے میں جھجکتا رہا کہ میں (براہین قاطعہ) کا جواب لکھوں یا نہ لکھوں اگر اس میں رسالت مآب ﷺ کی توہین ہے تو مولانا عبد السمیع صاحب کے استاد مکہ معظمہ سے خط کیوں لکھتے کہ آپس میں معاملہ کو نہ بڑھاؤ وہ تو آپس کی بات نہ رہی وہ توہین کر کے کیسے مہمان رہے آپس کی بات نہیں تھی۔

معلوم ہوا وہ توہین نہیں تھی محض اس میں کھینچا تانی تھی کچھ اس میں نفسیات تھیں کچھ اور اغراض تھے جس کی وجہ سے علمائے دیوبند کے اصل مسلک کو پیش نہیں کیا گیا اور ان سے ہر طرح کی باتیں بتائیں گئیں ورنہ آپ حضرات کے ان علماء نے تسلیم کیا ہے ورنہ حاجی امداد اللہ صاحب کہتے ٹھیک ہے آپ دکھلائیں میں فتوی لگاتا ہوں اور اسی طرح آپ کے مسلک کے ایک ذمہ دار عالم قاضی عبد النبی صاحب کوکب تحریر کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کا فتوی ایک جذباتی فتوی ہے اور انہوں نے جذبات میں آ کے فتوی دے دیا ورنہ اس میں شرعی احتیاط کو مدنظر نہیں رکھا جو کہ عین ایسے موقع پر رکھنی چاہیے تھی۔

صدر منصف! پروفیسر تقی الدین صاحب انجم! قاضی عبدالنبی صاحب کا حوالہ نہ دیں وہ تو میری طرح کا ایک استاد اور ٹیچر تھا اس سے بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہوا مولانا غلام باری صاحب منصف!۔ آپ یہ بتائیں کہ سیالوی صاحب نے تمہاری کتاب کا جو یہ حوالہ پیش کیا ہے۔ کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' اس کا کیا جواب ہے۔؟

حق نواز صاحب حواس باختہ ہو کر۔۔۔ بہر حال میں نے ایک اصولی بات عرض کر دی ہے کہ ''مٹی میں ملنے والا'' کا معنی بھی شاہ اسمٰعیل شہید کی اس پوزیشن کے مطابق کیا جائے گا کہ وہ یہ نہیں کہتے کہ (معاذ اللہ) آپ کا جسم مٹی میں بالکل ریزہ ریزہ ہو جائے گا بلکہ ''ملنے'' کے معنی لغت کے اعتبار سے ظاہر ہیں اور پوری دنیا جانتی ہے کہ مٹی کے ساتھ لگ جانا یعنی مٹی وجود کے ساتھ مل گئی چمٹ گئی چمٹ جانے کا نام بھی مل جانا ہوتا ہے جیسے یہ کپڑا میرے جسم کے ساتھ مل گیا میرا یہ کرتہ زیادہ زیادہ تنگ ہے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ پاجامہ زیادہ تنگ ہے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے [1]

حاشیہ:۔ 1 مولانا حق نواز کے اس بیہودہ اور لغو جواب پر سامعین و حاضرین اور منصفین برابر ہنس رہے تھے مگر وہ مکمل ڈھٹائی کے ساتھ یہی جملے دہراتے جا رہے تھے اور بارگاہ نبوت کی واضح گستاخی کا جواب اس لغو اور بیہودہ اور مضحکہ خیز انداز میں دے کر عقل و خرد اور دیانت و امانت کا منہ چڑھا رہے تھے اس دوران مولانا کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور کھانسی کا زبردست حملہ تھا چہرے کا رنگ بدل چکا تھا زبان لڑکھڑا رہی تھی اور بدن پر کپکپی سی طاری تھی جب مناظرہ کے اختتام پر سب لوگ باہر نکلے تو باہر موجود لوگوں نے پوچھا مناظرہ کا نتیجہ کیا نکلا تو مولانا حاجی احمد علی جھنگوی نے کہا کہ فیصلہ تو منصفین دیں گے مگر تم فریقین کے چہرے دیکھ کر نتیجہ معلوم کر سکتے ہو جو ایک کھلی کتاب کی صورت میں تمہارے سامنے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر

ملے ہوئے کا معنی ان کے دوسرے عقائد اور بیانات نظریات اور پیر مہر علی شاہ صاحب کا فتویٰ اور مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب کا ان کو کافر نہ کہنا سنا ہوگا جیسے قرآن وحدیث کی بعض ایسی روایات وآیات ہیں جہاں ظاہراً اعتراض پڑتا ہے یہی معنی لیا جاتا ہے کہ دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے (بعینہ) اسی طرح ''قرآن وحدیث کی مثل'' اگر ہمارے کسی مصنف کی کتاب میں اگر کوئی مجمل بات آگئی ہے تو اس میں بھی یہی معنی لیا جائے گا وہی تاویل کی جائے گی۔

شاہ اسمعیل شہید نے کہیں نہیں لکھا کہ ''حضور علیہ السلام'' مردہ ہو چکے ہیں اور عالم برزخ میں ان کو بالکل کوئی حیات وغیرہ نہیں ہے اور ان کا جسم مٹی میں گھل مل گیا ہے اور وجود باقی نہیں رہا۔ (معاذ اللہ) یہ کہیں نہیں لکھا

اگر یہ لکھتے تو پیر مہر علی شاہ صاحب کیسے دعا کرتے کہ ﴿شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَھُمْ﴾ اللہ ان کی کوششوں کو سراہے کیا یہ کوششیں سراہنے کی تھیں اس لئے میں نے اصولی جواب ذکر کر دیا ہے کہ یہ عبارت کھینچ تان کے بنائی جارہی ہے ورنہ ان مصنفین کے یہ خیالات نہ تھے اور پیر مہر علی شاہ صاحب خود فرماتے ہیں۔ ﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ﴾

کہ اعمال کا دارومدار نیات پر ہے ان علماء کی یہ نیات نہ تھیں جب یہ نیات نہیں تھیں تو ان عبارات پر گرفت نہیں ہوگی۔ ﴿مناظرہ ختم شد﴾

حاشیہ : (بقیہ) مناظرہ ختم ہونے کے بعد دو گھنٹے کے اندر منصفین نے اپنا فیصلہ مرتب کیا جو پروفیسر تقی الدین انجم صاحب نے بوقت آٹھ بجے شام ضلعی حکام اور فریقین کے کثیر التعداد سامعین کی موجودگی میں سنایا اور ''اہل سنت'' فتح مبین کا پرچم لہراتے ہوئے اور اپنے آقا ومولا کی نعتیں گاتے ہوئے جھنگ صدر روانہ ہوگئے۔ (منتہی)

تتمہ بحث

چونکہ آخری تقریر دیو بندی مناظر کی تھی لہذا جو باتیں جواب کے قابل ہیں ان کا جواب بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے۔

(1)۔حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا وہ ارشاد ﴿شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ﴾ صرف ایک اختلافی مسئلہ یعنی امتناع نظیر اور امکان نظیر کے متعلق تھا۔شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نبی الانبیاء ﷺ کی نظیر ممتنع ومحال قرار دیتے تھے اور مولوی اسمعیل دہلوی صاحب آپ کی نظیر کو ممکن قرار دیتے تھے اس مسئلہ کو جب آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے کسی پر کوئی فتوی نہ لگایا بلکہ۔﴿شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ﴾
فرمایا یعنی اللہ تعالی ان کی سعی اور جدوجہد کو قبول فرمائے۔

مگر جب مولوی اسمعیل دہلوی صاحب کی (تقویۃ الایمان) جو آخری تالیف و تصنیف تھی جس کے تھوڑا عرصہ بعد وہ راہی ملک فنا ہو گئے۔حضرت اعلی گولڑوی کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا (اصنام) کے بارے میں نازل شدہ آیات کو انبیاء عظام اور اولیائے کی ذات مبارکہ پر چسپاں کرنا جیسا کہ (تقویۃ الایمان) میں ہے تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا درجہ رکھتا ہے۔ مہر منیر ،صفحہ 548،اعلا کلمہ اللہ صفحہ 171

لہذا جو شخص آپ کے نزدیک تحریف قرآن اور تخریب کا مرتکب ہے وہ کس طرح قابل مدح وثناء ہو سکتا ہے اگر کسی وقت کسی بھی مقدس اور مقتدر ہستی سے ایسے علماء کے حق میں حسن ظن کا اظہار کیا گیا ہے تو وہ ان کا باطن تفصیلی طور پر ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ کوئی ایسی دلیل پیش کی جائے کہ یہ گستاخانہ عبارات اور تحریف قرآن وتخریب دین پر مشتمل عبارات دیکھ کر کسی

ایسی ہستی نے ان کی تائید وتصدیق کی ہو۔ بلکہ علمائے عرب وعجم نے ان کی عبارات کو کفر قرار دیا جس کی تفصیل ''حسام الحرمین'' سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

لہذا حضرت گولڑوی کی اس عبارت کو جملہ گستاخانہ عبارات کی صفائی قرار دینا بہت بڑی زیادتی اور فریب کاری ہے۔ اور حقائق سے دیدہ دانستہ آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔

(2) مولانا حق نواز صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی نے مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری کو فرمایا کہ یہ نام کاٹ دیں پھر میں فتوی کفر پر دستخط کروں گا یہ حوالہ تو مولوی صاحب کے خلاف ہے کیونکہ اگر حاجی صاحب ان عبارات کو کفریہ نہ سمجھتے تو فتوی کفر پر دستخط کرنے پر کیوں آمادہ ہوتے تو معلوم ہوا کہ عبارات کو کفر سمجھتے تھے (البتہ) چونکہ یہ مولوی صاحبان تاویلات سے کام لیتے تھے اگرچہ وہ بعید تھیں لہذا ان کا التزام کفر متحقق نہ ہوا۔ تو ان کو بالخصوص کافر نہ کہا مگر ان کے اقوال کو کفر تسلیم کیا جس طرح کہ مولوی اسمعیل کے متعلق حضرت بریلوی کا مسلک ہے۔

(الغرض) دیوبندی مناظر کے اس حوالہ سے علمائے دیوبند کی عبارات کا اپنے پیرو مرشد کے نزدیک بھی کفریہ ہونا ثابت ہوگیا۔

(3)۔ مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا اپنا دستخطی فتوی اور مفصل بیان ''تقدیس الوکیل عن توهين الرشيد والخليل ''میں موجود ہے ملاحظہ فرمادیں اور مولوی صاحب کی غلط بیانی اور مغالطہ آفرینی کا اندازہ لگائیں۔

تقریظ :۔ حضرت مولانا باالفضل والکمال اولینا حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ پایہ حرمین شریفین۔۔۔۔۔۔زاد اللہ شرفاً وتعظیما

از:۔ ''تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

بعد حمد ونعت کے کہتا ہے ﴿رَاجِیْ رَحْمَتَ رَبِّهِ الْمَنَّان﴾ رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غَفَرَلَهُمَا الْمَنَّان) کہ مدت سے بعض باتیں جناب رشید احمد کی سنتا تھا جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور مولوی عبدالسمیع صاحب کو جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظّمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظّمہ میں آنے کے بعد تقریباً بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علمائے مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا تھا اور میرا اعتبار نہ کرتا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔

سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت گو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں آپ کا اور آپ کے متبعین کا وہ حکم تو نہ تھا جو نجدیوں کا وقت حکومت مکہ معظّمہ کے تھا کہ جو جماعت اول میں حاضر نہ ہو اس کو سزا دیتے تھے سو آپ کا اور آپ کے متبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے

(من وسلوی) ہوگیا کہ سب موسموں میں خاص کر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہوگئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جائیں اور علماء نے جو مخالف ان کے لکھا کب سنتے تھے اپنے ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے پھر ایک فاسق مردود جو اپنے کو حضرت عیسی کے برابر سمجھتا تھا اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا عیسی اور موسی پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت بہاؤالدین نقشبند اور حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ تعالی اسرا ہم کو جن کے سلسلوں میں لکھوکھا صالحین اور ہزار ہا اولیاء مقبول رب العالمین گزرے ہیں کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تھا۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لئے اور ہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اس کا امام الدین نامی (چوہڑوں اور بھنگیوں) کے لئے پیغمبری کا دعوی کرتا ہے اور ان کے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید احمد اس مردود کو مرد صالح کہتے تھے اور جو علماء اس (مردود) کے حق میں کچھ کہتے تھے تو مولوی رشید اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے اور کہتے تھے مرد صالح ہے۔

(الحمد للہ) کہ خدا تعالی نے اس کو جھوٹا کیا اور بیٹے کے حق میں جو دعوی کرتا تھا اس میں بالکل ہی جھوٹا کیا۔

پھر حضرت مولوی رشید احمد (رسول اکرم ﷺ) کے نواسے کی طرف متوجہ ہوا اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے (محرم) کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا

۔اور حالانکہ ! حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایت صحیح سے بیان حال شہادت کرتے تھے سو یہ سب ان کے مشائخ کرام واساتذہ عظام میں ہیں۔سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام واساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔

میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں (ہندوستان) میں تھا حال شہادت کا بیان کرتا تھا اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ہی ہوتے تھے اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی ہے ان کے برائی بیان کرتا تھا اور ان مین تین 3 فائدے تھے۔

اول یہ کہ چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا اور دو پہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا سو (ہزار) سے آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رکے رہتے تھے۔

دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزیے بنتے تھے جس میں دو شیعوں کے اور اٹھاون (سنت وجماعت) کے (اٹھاون) میں سے دو ہی برس میں اکتیس کم ہو گئے تھے دو برس کے بعد (غدر) پڑ گیا اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہنا میر اور ہوتا تو ستائیس 27 جو اٹھاون میں سے باقی تھے موقوف ہو جاتے۔

تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اونچے کو بلا واسطہ اور ہزاروں مرد اور عورت اور بچوں کو بے واسطہ ان ہزار کے برائی تعزیہ کی اور بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے (حرمت بیان شہادت) پر قلم اٹھایا اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی

۔۔۔۔پھر حضرت رشید احمد نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر ہی اکتفا کر کے خود ذات نبوی ﷺ وعلی اخوانہ والہ واصحابہ وسلم) کی طرف توجہ کی پہلے مولود کو (کنہیا) کا جنم اشٹمی ٹھہرادیا اوراس کے بیان کو بتایا اور کھڑے ہونے کو۔ گو!کوئی کیسے ذوق وشوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے بتلانے فرمانے سے لکھوکھا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العالمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھہر گئے۔

پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفانہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے (چھ خاتم النبین بالفعل) ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتے نہ رہا اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت ﷺ کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کم تر ہے اور اس عقیدے کے خلاف کو (شرک) فرمایا پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفانہ کیا ذات اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ ''اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں'' بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال فرمائی ﴿نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ﴾

میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں برا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید احمد اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں۔۔۔۔اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلا تبرا ہوگا لیکن جب جمہور علماء، صالحین اور اولیاء کاملین اور رسول رب العالمین اور جناب باری جہاں آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی ''یہ ہے مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا اپنا بیان اور اساطین دیو بند کی صحیح تصویر اور اصلی رخ جس سے ان کے قلم نے پردہ اٹھادیا ہے اب بھی مولانا عبدالسمیع صاحب کو خط لکھنے اور آپس میں معاملہ نہ بڑھانے اور اتحاد کرنے کی تلقین والا عذر پیش کیا جاسکتا ہے۔

تتمہ بحث:۔

چونکہ ''صراط مستقیم'' کی عبارت پر دیو بندی مناظر کی تقریر کے بعد بحث کا وقت ختم ہو گیا۔ وقت نہ رہا (لہذا) دیو بندی مناظر کی تقریر کا جواب بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے۔ اور مزید دلائل بھی ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں تا کہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔

(اول)۔۔۔۔۔ مولانا حق نواز صاحب نے پھر وہی جھوٹ دہرایا کہ مولانا اپنی کتاب ''کوثر الخیرات'' میں اس کو تصوف کا اعلیٰ مقام تسلیم کر چکے ہیں۔

ہم ''کوثر الخیرات'' کی وہ عبارات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور فیصلہ بھی انہی پر چھوڑتے ہیں۔

آئمہ دین، محدثین، عارفین کے ارشادات آپ نے ملاحظہ فرمائے اب ذرا امام دیوبندیہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی ''صراط مستقیم'' کی تصوف و معرفت سے بھر پور اور توحید باری سے معمور عبارت ملاحظہ فرمائیں اور مراتب عرفان و وصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرماویں فرماتے ہیں۔

''درحالت نماز از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو رسالت مآب ﷺ الی اخرہ۔۔۔۔۔ کوثر الخیرات صفحہ **155**

1۔ کوئی اس فاضل محدث سے پوچھے کہ جب ہم ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ﴾ پڑھیں گے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ﴾ پڑھیں تو کس کی توجہ سرکار دو عالم کی طرف نہ ہو گی جب ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھیں گے تو کلمہ ''قل'' کے مخاطب آنحضرت ﷺ کا تصور ہمیں کیسے نہ

آ ئے گا۔ نیز قرآن کریم میں سینکڑوں آیات اس سید السادات کی بلندی و برتری اور عظمت و جلالت کی قصیدہ خواں ہیں تو یہاں تصور مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے بغیر ان کی تلاوت کیسے ممکن ہوگی۔

نیز! قیام، قعود، رکوع وسجود، قرأت وتشہد اور تحریم وتسلیم میں سنت خیر الوری علیہ السلام ملحوظ نہ رکھنا کیسے جائز ہوگا۔؟

2۔ صحابہ کرام کی مادری زبان عربی، قرآن کریم عربی وہ ہر لفظ کا معنی ومفہوم جانتے تھے۔ اللہ تعالی اوراس کے محبوب نے یہ جانتے ہوئے کہ ان آیات کی تلاوت سے اور تشہد وسلام سے ان کی توجہ جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف منعطف ہوگی منع نہ فرمایا بلکہ آپ نے نماز پڑھنے کا اور تشہد و سلام اور درود وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا

تو اس کا یہ مطلب نکلے گا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) کہ وہ ذات اقدس جو دنیا میں کفر وشرک کی جڑیں اکھیڑنے کے لیے تشریف لائے اور کفر والحاد کی ظلمتوں کو نور اسلام سے کافور کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور صحابہ کرام جنہوں نے اسلام پر جان ومال اور اولاد کو بھی قربان کر دیا۔ وہ بھی اس درجہ توحید کو نہ سمجھ سکے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست،

3۔ اس علامہ کے نزدیک تصور وخیال ممنوع وحرام ہے۔ لیکن صحابہ کرام حالت نماز میں کھڑے ہوئے تھے اور نظریں اس حسن خدا نما پر جمی ہوئی تھیں۔ اور نگاہیں آئینہ حق نما سے تجلیات الہیہ کا نظارہ کر رہی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نماز میں مشغول تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھا رہے تھے اچانک رسول خدا ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ شریف کا پردہ اٹھایا اور اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ۔مسکرائے اور خوشی میں ہنسے ۔ابو بکر صدیق اس خیال سے کہ حضور خود تشریف لاتے ہیں پیچھے ہٹے کہ صف کے ساتھ مل جائیں۔۔۔﴿وَ هَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِىْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَ اَرْخَى السِّتْرَ﴾۔۔۔بخاری شریف صفحہ 104 اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ رسول خدا ﷺ کی زیارت اور دیدار کی خوشی میں نماز کو توڑ دیں۔تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو پورا کرو۔پھر آپ حجرۂ مقدس میں تشریف لے گئے۔

بخاری شریف کی یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم شوق دیدار میں قریب تھا کہ نماز کو توڑ بیٹھتے۔اور اگر آپ اشارے سے حکم اتمام نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہو سکتی۔وہ حجرۂ اقدس جہاں ایام علالت میں حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے وہی آج گنبد خضری کے روپ میں قبلہ اہل ایمان و بصیرت بنا ہوا ہے۔اور مرکز تجلیات بنا ہوا ہے۔وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے۔تو اس جانب سے حضور کا دیکھنا التفات نظر بلکہ چہروں کو قبلہ کی طرف سے پھیرے بغیر ممکن نہیں۔اور پھر آپ کے اشارے کو دیکھنا اور سمجھنا بغیر اس کے متصور نہیں ہو سکتا کہ سب پروانوں کی نظریں اس شمع نبوت پر لگی ہوئی ہوں۔

نیز! ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے مصلائے امامت سے امام الانبیاء والمرسلین علیہ السلام کے لئے پیچھے ہٹے لیکن کسی کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوا نہ حضور نے انہیں نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور عارفین کاملین اپنی نمازوں میں ان کی ذات کو مشاہدہ فرمانے کے بعد ہدیۂ سلام و نیاز عرض کرتے ہیں اور بارگاہ قدس کے حریم ناز میں حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں دیکھ کر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں لہذا ان کی نمازوں میں بھی خلل پیدا نہیں ہوتا اور عوام کو

بھی حریم قدس تک واصل ہونے کا طریقہ یہی بتلایا ہے تا کہ وہ بھی ان کے حضور و وصول سے مشرف ہو سکیں۔

لیکن شیخ نجدی کو دیکھئے یہودیوں کے معبود (بیل) کے تصور کو تو اچھا جانے اور محبوب کریم ﷺ کے تصور کو بدر جہا بد تر کہے نماز میں گدھے کی صورت بمع تمام اجزاء و اعضاء کے دلنشین ہو جائے تو نماز کامل تر ہو جائے گی لیکن آئینہ ذات و صفات حق مظہر انوار الٰہی کی صورت خدا نما اس کی نماز کو فاسد کر دے گی۔ صفحہ 107۔

4۔ امام موحدین نے اپنے اس قول باطل کی توجیہ یہ پیش کی ہے شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل سے چمٹ جاتا ہے بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اسقدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے

صراط مستقیم صفحہ نمر 134

لیکن ہر ذی عقل و شعور جانتا ہے کہ یہ توجیہ انتہائی لغو بیہودہ ہے کیونکہ تصور ذات مصطفےٰ ﷺ کے وقت جو تعظیم دل میں پیدا ہو گی وہ خلیفہ و نائب خدا نبی مصطفےٰ اور رسول مجتبےٰ ﷺ ہونے کے لحاظ سے ہے یا خدا اور مالک و خالق اور معبود و مسجود ہونے کے لحاظ سے دوسری شق ہر حالت میں شرک ہے نماز میں یہ خیال ہو یا اس سے خارج اور شق اول فرض عین ہے اور علامت ایمان و اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیات قدرت کی تعظیم کرتا ہے تو یہ قلبی تقوی اور خدا خوفی کی علامت ہے۔''

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾

''مقام ابراہیم کو اچھی جائے نماز بناؤ''

حالت نماز میں اس مقام سے یمن و برکت حاصل کرنے کا خیال شامل حال ہوگا اور اس کی تعظیم بھی نیز کعبہ کی طرف منہ کرنا اور نماز میں اس طرف متوجہ ہونا اس کی تعظیم ہے لیکن اس سے شرک وکفر لازم نہیں آتا کیا صرف رسول اکرم ﷺ کا خیال ہی تکمیل نماز میں خلل انداز ہے ﴿نعُوذُ باللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ﴾

نیز! ان کی عظمت وجلالت شان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اپنا مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور صف میں کھڑے ہو گئے آنحضور ﷺ نے فرمایا بھی تھا۔

﴿اَنِ مْکُثْ مَکَانَکَ﴾ ''اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو'' لیکن انہوں نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد عرض کیا ﴿مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ﴾ ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ قطعاً لائق نہیں کہ وہ رسول خدا ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

کیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا تعظیم محبوب کے لئے مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا بھی نماز کے لئے مفسد تھا؟ اور کیا یہ تعظیم نبوی بھی شرک کی طرف کھینچ کر لے جانے والی تھی

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فاتحہ شریف پڑھ لینے کے بعد آنحضور ﷺ کی توقیر کی خاطر پیچھے ہٹے تھے اور آنحضور ﷺ نے قرأت وہیں سے شروع فرمائی جہاں پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے چھوڑی تھی۔ اور بقول انور شاہ (مرحوم) یہ روایت گیارہ کتب احادیث میں انہوں نے دیکھی۔ ﴿وَوَجَدْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فِیْ اَحَدَ عَشَرَ کِتَابًا﴾

(عرف شذی جلد اول صفحہ 170)

اگر تعظیم وتوقیر حالت نماز میں موجب شرک یا فساد نماز ہوتی تو یقیناً رسول اکرم ﷺ

انہیں اس سے منع فرماتے اور نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

بخاری شریف کی اس صحیح روایت میں جسے سہل بن سعد نے نقل کیا اور گیارہ کتب احادیث میں اس روایت کا موجود ہونا ناقابل تشکیک ثبوت ہے اور ناقابل تردید حقیقت ہے جس نے حالت نماز میں تعظیم وتوقیر مصطفےٰ ﷺ کے جواز کو ﴿اظھر من الشمس﴾ کردیا

5۔ نیز! رئیس الموحدین تو خیال مصطفےٰ کو موجب شرک بتاتے ہیں حالانکہ مولائے مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ہی محبوب خدا ﷺ کی نیند پر قربان کردی حالانکہ وہ بڑی موکد نماز ہے (شفا شریف جلد 1 صفحہ نمبر 185) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.﴾ سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصا ﴿صلوۃ عصر﴾ کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خضوع وخشوع کے ساتھ قیام کرو" اور حضرت علی المرتضیٰ نے نماز کو ﴿بالکلیہ﴾ ترک فرمادیا اور حبیب خدا ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑنے دیا۔

نیز! نماز سے بھی حفظ جان اہم فریضہ ہے اور جہاں جان کا خطرہ ہو اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا منع ہے لیکن پروانہ شمع نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان کو بھی ان کے آرم پر قربان کردیا اور سانپ کے زہر کو برداشت کرلیا لیکن سید الرسل ﷺ کو بیدار نہ کیا۔

امام اہل سنت نے فرمایا!

مولی علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

اگر اس موحد کے دیدۂ بصیرت کو بغض وعناد نے نابینا نہ کر دیا ہوتا تو کتب حدیث میں سے یہ بھی نظر آ جاتا کہ اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ عین اس وقت میں یاد فرمائے تو نماز کو چھوڑ دینا اور ان کی خدمت میں حاضری دینا لازم ہے۔

حضرت ابوسعید بن المصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مشکوۃ شریف میں بصراحت مذکور ہے کہ وہ نماز میں مشغول تھے، فخر بنی آدم و آدم ﷺ نے یاد فرمایا تو بڑی تیزی سے نماز کو مکمل کر کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے آپ ﷺ نے پوچھا اتنی دیر کیوں لگائی؟ تو عرض کیا ﴿اِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّی﴾ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ﴿اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو''

اس حدیث پاک اور آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نماز کو وہیں چھوڑ دینا اور بارگاہ محبوب خدا ﷺ میں حاضر ہو جانا لازم ہے چہ جائیکہ ان کا خیال پاک نماز میں خلل انداز ہو یا باعث کفر وشرک'' انہیں کون سمجھائے کہ تعظیم اور چیز ہے اور عبادت اور چیز۔ ''عبادت'' اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور ماسوی کی عبادت جائز نہیں۔ ہاں عبادت خدا تعالیٰ کو عظمت مصطفیٰ پر قربان کیا جا سکتا ہے بلکہ فرض عین ہے۔ صفحہ 161

اب ذرا محدثین ومفسرین کی تصریحات بھی دیکھ لیجئے اور اس خانہ ساز توحید کی حقیقت بھی جان لیجئے۔ ملا علی قاری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

﴿دَلَّ الْحَدِيْثُ عَلٰى اَنَّ اِجَابَةَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُبْطِلُ الصَّلٰوةَ كَمَا اَنَّ خِطَابَهُ بِقَوْلِكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ قَالَ

اَلْبَیْضَاوِیُّ اُخْتُلِفَ فِیْهِ فَقِیْلَ هٰذَا لِاَنَّ اِجَابَتَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ اَیْضًا اِجَابَةٌ وَّقِیْلَ اِنَّ دُعَائَهٗ کَانَ لِلْاَمْرِ لَا یَحْتَمِلُ التَّاْخِیْرَ وَلِلْمُصَلِّیْ اَنْ یَّقْطَعَ الصَّلٰوۃَ لِمِثْلِهٖ وَظَاهِرُ الْحَدِیْثِ یَحْتَمِلُ الْاَوَّلَ﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا نماز کو نہیں توڑتا جس طرح کہ آپکو سلام دینا علامہ بیضاوی نے فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ نماز کو چھوڑ کر نبی العالم کی خدمت میں حاضر ہونا کیوں ضروری تھا بعض نے کہا کہ ان کی خدمت میں حاضری نماز کو باطل نہیں کرتی کیونکہ نماز بھی تو انہی کے حکم کی تعمیل ہے اور بعض نے کہا کہ آپ نے ایک ضروری کام کے لئے بلایا تھا جس میں تاخیر کی گنجائش نہیں تھی اور نمازی ایسے معاملات میں نماز کو قطع کر سکتا ہے لیکن ظاہر حدیث وجہ اول کے مناسب ہے۔

اس حدیث پاک آیت کریمہ اور تصریح محدثین ومفسرین سے معلوم ہوا کہ نماز کو چھوڑ کر رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینا ان کے ساتھ کلام کرنا انکے احکام کو بجالانا نماز میں کسی قسم کا خلل پیدا نہیں کرتا اور جہاں نماز چھوڑ کر جائے وہیں سے آکر شروع کرے کیونکہ نماز میں بھی انہی کے حکم کی تعمیل ہے اور کلام کی ہے تو اس ذات مقدس سے جن پر سلام دینا ضروری ہے اور منہ پھیرا قبلہ سے تو متوجہ ہوا اس ذات کی طرف جو قبلہ کا بھی قبلہ ہے۔

اب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے وہی کچھ عرض کرنا کافی ہوگا جو علامہ اقبال مرحوم نے مولانا حسین احمد مدنی کو فرمایا تھا۔

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

گر باو نرسیدی تمام بولہبی است

محمد ﷺ عربی کابروئے ہر دوسرا است

کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او

8۔بعض حضرات نے اس عبارت سراپا عداوت وشقاوت کی توجیہ یہ کی ہے کہ اعلیٰ مقام عبودیت و عبادت یہ ہے کہ بندہ کل ماسوی اللہ سے حتیٰ کہ اپنی ذات وصفات اور اپنی عبادت وغیرہ سے بھی بے خبر ہو" چہ جائیکہ کسی ولی مرشد یا رسالت مآب ﷺ کا تصور وخیال اس کو ہو" لیکن ذرا غور فرمایئے کہ جن کی عبادت میں تصوف کا یہ بلند ترین مقام درج کرنے کی سعی لاحاصل کی جارہی ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ "زنا کے خیال سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور مقربان بارگاہ خداوندی کی طرف توجہ پھیرنے سے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں گم ہو جانا بہتر ہے"

کیا اس ﴿فَنَا فِی اللّٰہِ﴾ کے مقام میں بھی زنا کا خیال آسکتا ہے۔؟ اور کیا وہاں گدھے اور بیل کے خیال کی گنجائش ممکن ہے نیز! یہ مقام تو استغراق اور ﴿فَنَا فِی اللّٰہ﴾ کا ہے اور اپنے آپ سے بے خبر ہونے کا اور "صاحب صراط مستقیم" تو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونے کو بہتر فرما رہے ہیں نیز! کیا ان امور میں اتنی جاذبیت اور کشش موجود ہے کہ مقام ﴿فَنَا فِی اللّٰہ﴾ تک پہنچا ہوا عبد بھی ہر ﴿مَا سِوَی اللّٰہِ﴾ سے بے خبر ہو سکتا ہے لیکن ان سے نہیں ہو سکتا۔

"سچ ہے کہ ایک جھوٹ اور غلطی کو چھپانے کے لئے ہزار جھوٹ بولنا پڑتا ہے لیکن وہ پھر بھی چھپ نہیں سکتا۔ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

وہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا صفحہ 163

یہ چند عبارات بطور اختصار "کوثر الخیرات" سے نقل کی گئی ہیں کیا ان کو پڑھ کر کوئی شخص بقائمی ہوش وحواس یہ دعوی کرسکتا ہے کہ ان میں "صراط مستقیم" کی عبارت کو تصوف کا اعلی مقام قرار دیا گیا ہے۔۔

(فائدہ) ہوسکتا ہے کہ مولوی حق نواز صاحب نے "امام دیوبندیہ کی تصوف ومعرفت سے بھرپور اور توحید باری سے معمور عبارت ملاحظہ فرما کر اور مراتب عرفان ووصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرما کر اس کو اپنے اس دعوی کی بنیاد بنایا ہو تو اس کے جواب میں اتنا کہنا ہی کافی ہوگا۔

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا نیست۔

کیا کوئی شخص ﴿بَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے منافقین کو بشارت دی ہے ﴿ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْکَرِيْمُ﴾ کو دیکھ کر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جہنمی اللہ تعالی کے ہاں عزت وکرامت کا حق دار ہے۔ اور معزز ومکرم ہے بلکہ یہ انداز و اسلوب تحقیر وتوہین اور تکلم واستہزاء کے لئے ہے اور وہی اسلوب بیان "کوثر الخیرات" میں بھی اختیار کیا گیا ہے جیسے کہ بعد والی مفصل عبارت سے واضح ہے۔

(امر ثانی) مولوی حق نواز صاحب نے مولانا نعیم الدین صاحب (مرادآبادی) کی عبارت کو پیش کر کے تاثر یہ دینا چاہا کہ (دہلوی) صاحب کی عبارت کا وہی معنی ومفہوم ہے جو ان کی عبارت کا ہے حالانکہ یہ محض غلط بیانی اور مغالطہ آفرینی ہے۔

1۔ مولانا نعیم الدین صاحب نے نماز میں یکسوئی کی اہمیت بیان کی ہے اور ان کی عبارت میں نہ خیال مصطفوی کا قطعاً گدھے کا اور بیل کے خیال سے موازنہ کیا گیا ہے اور نہ اس سے بدتر کہا گیا ہے لہذا ان دونوں عبارتوں میں کیا مناسبت ہے؟

2۔ مولوی حق نواز صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو غلطی یہاں سے لگتی ہے کہ وہ تصور

مصطفوی کو تصور خداوندی کے خلاف اور الگ الگ سمجھتے ہیں حالانکہ خیال مصطفیٰ خیال خداوند

تعالیٰ ہے اور انکا دیدار دیدار خداوندی ہے ان کا ذکر اور ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی

اطاعت ہے ان کی بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ

﴾ ان کا مارنا اللہ تعالیٰ کا مارنا ہے ﴿وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ ان کا کلام اللہ

تعالیٰ کا کلام ہے ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی. اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾

علامہ شہاب الدین خفاجی ''نسیم الریاض'' جلد اول صفحہ **125** پر فرماتے ہیں ﴿مَنْ

ذَکَرَہٗ مِنْ حَیْثُ کَوْنِہٖ رَسُوْلًا مُبَلِّغًا عَنِ اللّٰہِ فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ وَھٰھُنَا قِیْلَ مَنْ رَاٰنِیْ

فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ﴾

ترجمہ ''جس نے حضور اکرم ﷺ کا ذکر کیا اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس

کے احکام کی تبلیغ کرنے والے تو اس نے صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے جس

نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ لہذا آپ

کے خیال کو استغراق وانہماک اور عبادت میں یکسوئی کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا ورنہ نماز میں

سلام بطور خطاب کا ذکر کیوں کیا جاتا اور ان کے بلاوے پر نماز چھوڑ کر ان کی بارگاہ میں حاضری کو

فرض کیوں کیا جاتا نماز مکمل کر کے حاضری دینے والوں کو متنبہ کیوں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ غیروں

کو سلام دینا یا سلام کا جواب دینا نماز کیلئے مفسد ہے مگر آپکو سلام واجب اور غیروں کے حکم کی تعمیل

مفسد نماز۔ مگر آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل واجب ولازم۔

علامہ علی قاری (مرقاۃ المصابیح) جلد ثالث (صفحہ **27**) پر فرماتے ہیں۔

﴿اِنَّ مِنْ خَصَائِصِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا صَرَّحَتْ بِہِ الْاَحَادِیْثُ الصِّحَاحُ

﴿اَنَّهُ يَجِبُ اِجَابَتُهُ فِي الصَّلٰوةِ بِالْقَوْلِ وَبِالْفِعْلِ وَاِنْ كَثُرَ وَلَا تَبْطُلُ بِهِ الصَّلٰوةُ﴾

احادیث صحیحہ کی تصریح کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ نماز میں آپ کے حکم کی تعمیل واجب ولازم ہے خواہ فعل وقول کثیر ہی کیوں نہ ہوں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

سلام بصیغہ خطاب کے نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہونے کے متعلق علامہ ملا علی قاری (مرقاۃ) جلد دوم (صفحہ 336) علامہ عینی (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر 3 (صفحہ 177) علامہ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری شرح بخاری جلد 2 صفحہ 259 اور شبیر احمد عثمانی (فتح الملهم شرح سلم صفحہ 41 جلد نمبر 2 پر تحریر کر رہے ہیں

﴿اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَصَائِصِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ﴾

نیز! علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اہل عرفان کے طریقہ پر اس کی توجیہ کرتے ہوئے کہ "جب نمازیوں نے تحیات وتحائف لے کر ﴿حی و قیوم﴾ کی بارگاہ والا پر حاضری دی اور حریم ناز میں داخل ہونے کا اذن طلب کیا تو انہیں شرف باریابی سے مشرف کیا گیا اور مناجات وہم کلامی سے ان کے لئے قرۃ عیون اور سرور قلب کا سامان فراہم کیا گیا اور ساتھ ہی ان کو متنبہ کیا گیا کہ یہ وصول وقرب کا حصول نبی رحمت شفیع الامۃ ﷺ کی بدولت ہے۔"

﴿فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا اِلَیْهِ قَائِلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ﴾

جب یہ لوگ بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے تو اس حبیب مکرم کو اپنے حبیب کریم جل وعلاء کی بارگاہ میں موجود پایا اور فوراً اس طرح ان کی جناب پاک میں ہدیہ سلام ونیاز پیش کرنے لگے

﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ﴾

اگر علمائے دیوبند نے اپنے ایک مولوی صاحب کی بے جا طرفداری میں تمام دلائل و براہین سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور انہیں آیات و احادیث اور آئمہ اسلام اور اکابر ملت کے اقوال نظر آتے ہی نہیں ہیں تو ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

﴿وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ﴾

3۔ مزید چند حوالہ جات ملاحظہ فرماویں اور توحید صحابہ کرام اور اس خانہ ساز توحید میں فرق ملاحظہ کریں۔

(بخاری شریف جلد اول صفحہ 153) پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ﴿صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَۃً فَلَمْ یَزَلْ قَائِمًا حَتّٰی ھَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قُلْنَا مَا ھَمَمْتَ قَالَ ھَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ﴾

"ترجمہ" میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز تہجد با جماعت ادا کی آپ نے اتنا زیادہ قیام فرمایا کہ میں نے برا ارادہ کر لیا حاضرین مجلس نے دریافت کیا تم نے کونسا ارادہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول خدا ﷺ حالت قیام میں ہوں"

علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ نماز تہجد اور دیگر نوافل باوجود قیام پر قادر ہونے کے بیٹھ کر ادا کرنے جائز ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ارادہ کو برا ارادہ کیوں قرار دیا تو وہ فرماتے ہیں۔

﴿قُلْتُ سُوْءُہٗ مِنْ جِھَۃِ تَرْکِ الْاَدَبِ وَصُوْرَۃِ الْمُخَالَفَۃِ وَفِیْہِ اَنَّہٗ یَنْبَغِی الْاَدَبُ مَعَ الْاَئِمَّۃِ وَالْکِبَارِ﴾

"اس ارادے میں برائی کا پہلو یہ ہے کہ بارگاہ نبوی کا ادب واحترام ترک کرنا لازم آرہا تھا اور بظاہر مخالفت کہ آپ تو حالت قیام میں ہوں اور حضرت عبداللہ حالت قعود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آئمہ کبار کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنا لازم ہے۔

فتح الباری ،عمدۃ القاری ۔حاشیہ بخاری صفحہ **153** شرح مسلم للنووی جلد نمر **1** صفحہ **264**

حضرات اهل اسلام!

ایک طرف علماء دیوبند کے نزدیک خیال مصطفوی نماز کے حضور واستغراق کے خلاف ہے اور دوسری طرف حضرت عبداللہ ابن مسعود اسمیں قیام صرف نبی اکرم ﷺ کے ادب واحترام کے لئے کر رہے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

2۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز تہجد میں شامل ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے ان کو دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کیا مگر وہ پیچھے ہٹ گئے بار بار آپ کے اپنے برابر کھڑا کرنے کے باوجود جب پیچھے ہٹتے رہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

﴿مَا بَالُکَ اَجْعَلُکَ حَذَائِیْ فَتَخْلِفُنِیْ قُلْتُ اَوَ یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یُّصَلِّیَ حَذَاءَکَ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَدَعَا لِیْ اَنْ یَّزِیْدَنِیَ اللّٰہُ فَھْمًا وَّعِلْمًا﴾

(مسند امام احمد)فتح الباری)جلد **1** صفحہ**155**

(ترجمہ) تمہارا کیا حال ہے میں تمہیں اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں اور تم فورا پیچھے ہٹ جاتے ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس نے عرض کی کیا کسی شخص کو یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔حالانکہ آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں۔۔۔۔۔۔یہ سراسر ادب ونیاز

مندی پر مبنی جواب سن کر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی :۔

﴿اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ التَّاْوِیْلَ وَفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ﴾ اے اللہ ان کو کلام مجید کے اسرار و رموز کا علم عطا فرما۔ اور ان کو دین میں بصیرت کاملہ عطا فرما۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیو بند کہ حضرت ابن عباس کا یہ فعل خضوع وخشوع حضور و استغراق اور قطع علائق عما سوی اللہ کے خلاف تھا یا مطابق ؟ اور کیا اس عظیم دعا کا حق دار ایسا شخص ہو سکتا تھا جس کو نماز پڑھنا بھی نہ آتا تھا بلکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم کے لئے پیچھے ہٹ رہا تھا (اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ)

3. ﴿عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّکُوْنَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ یُقْبِلُ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ﴾

(رواہ مسلم) مشکواۃ باب التشہد فی الدعا)

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ جب ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم اس بات کے متمنی ہوتے کہ ہم آپ کے دائیں جانب (پہلی صف) میں کھڑے ہوں تاکہ بوقت سلام آپ ہماری طرف متوجہ ہوں اور سب سے پہلے ہمیں شرف دیدار حاصل ہو جائے۔

؎ کاش کہ اندر نمازم جاشود پہلوئے تو تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو

کیا خیال ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز میں اس نیت اور آرزو کی وجہ سے ان کا استغراق وانہماک اور قطع العلائق عما سوی اللہ ختم ہو گیا یا باقی رہا۔

؎ شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب۔

4۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ اپنی قوم کے امام تھے ان کی مسجد اور گھر کے درمیان

وادی گزرتی تھی جس میں سے بارش کے موقع پر گزرنا ان کے لئے ممکن نہ رہتا۔ نیز! ان کی نگاہ اور قوت بصری بھی کمزور ہوگئی تو رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا (یا رسول اللہ) میں انہیں نماز پڑھانے سے قاصر ہوں اور میری قلبی تمنا یہ ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور کسی جگہ پر نماز ادا فرمادیں تا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے بطور جائے نماز اور عبادت گاہ منتخب کروں۔

﴿اُحِبُّ اَنْ تَاْتِیَنِی فَتُصَلِّیَ فِیْ مَنْزِلِیْ فَاَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی قَالَ فَاَتَی النَّبِیُّ ﷺ وَمَنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَدَخَلَ وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْ مَنْزِلِیْ وَاَصْحَابُہٗ﴾

الحدیث مسلم شریف جلد اول صفحہ 47 و صفحہ 233)

چنانچہ نبی اکرم ﷺ ان کی آرزو کو شرف تکمیل بخشتے ہوئے قدم رنجہ فرما ہوئے اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی تھی اور آپ آتے ہی بمع صحابہ میرے گھر میں نماز پڑھنے لگے"

امام نووی اس حدیث پاک کے تحت حضرت عتبان بن مالک کی اس اپیل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿اَیْ مَوْضِعًا اَجْعَلُ صَلٰوَاتِیْ فِیْہِ تَبَرُّکًا بِآثَارِکَ﴾

یعنی جس جگہ آپ نماز ادا فرماؤ گے میں اس بابرکت جگہ سے برکت حاصل کرتے ہوئے ہمیشہ اسی جگہ نماز ادا کروں گا۔ (مسلم جلد نمبر 1 صفحہ 47)

نیز! جو کمی نماز با جماعت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے لاحق ہوتی تھی اور مسجد میں حاضر نہ ہو سکنے کی وجہ سے اجر و ثواب میں جو کمی محسوس ہوتی اس کا تدارک بھی اسی طرح کرنا چاہتے تھے کہ ان کے قدم مبارک سے وہ جگہ رشک حرم بن جائے گی۔ اور سب کوتاہیاں اور اجر و ثواب کی

کی اس صورت میں باحسن طریق پوری ہو جائے گی

الغرض ! حضرت عتبان نے اس مقصد کو نبی کریم ﷺ کے سامنے عرض کیا آپ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ اس کو شرف اجابت بخشا۔ اور ہمیشہ وہ اسی جگہ کو حصول فیوضات و برکات کا ذریعہ سمجھ کر وہیں عبادت کرتے رہے۔

کیا اس جگہ پر اس نیت وارادہ سے کھڑا ہونا نماز میں استغراق وانہماک اور انقطاع عمن سوی کے منافی تھا یا نہیں؟ قبل ازیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا آپ کے لئے مصلی خالی کرنا صحابہ کرام کا تالی بجانا بوقت سلام حاضر و ناظر سمجھ کر سلام پیش کرنا۔ امام غزالی، علی قاری۔ شیخ محقق کی زبانی معروض ہو بالجملہ ایسی روایات وآثار اور دلائل و براہین کا سلسلہ بہت طویل ہے اور ان اوراق میں اس کی گنجائش نہیں ہے اگر خانہ دل میں سے عقل وفہم نے مکمل طور پر رخت سفر نہیں باندھ لیا تو یہ حقیقت ﴿اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ﴾ ہو گئی ہو گی۔ کہ تصور مصطفے اللہ رب العزت کی طرف کامل توجہ کا ذریعہ وسیلہ ہے نہ کہ اس کے منافی ومخالف:۔

لھذا مولانا نعیم الدین صاحب (مرادآبادی) کی اس عبارت کا سہارا لینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

نیز! انہوں نے ﴿یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ﴾ (الایۃ 73)

کے حاشیہ میں وہی تقریر نقل فرما کر اپنا عندیہ عقیدہ بارگاہ نبوی کے متعلق واضح کر دیا ہے جو تقریر علامہ علی قاری علامہ بیضاوی اور دیگر اکابر نے اس آیت کریمہ اور حدیث ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ کے تحت نقل فرمائی ہے۔ لہذا ان کی اس عبارت صداقت نشان کو مولانا اسمعیل دہلوی کی اس سراسر شقاوت وبیہودہ عبارت سے کیا تعلق۔؟

امر ثالث :۔ مولوی حق نواز صاحب کے جواب کا اس دفعہ بھی درحقیقت مدار اسی سابقہ گھسی پٹی دلیل پر ہے کہ ''مولانا احمد رضا خان صاحب نے کافر نہیں کہا' لہذا ثابت ہوا کہ عبارت بے غبار ہے حالانکہ یہ خود فریبی ہے۔ قائل کو کافر نہ کہنا اور چیز ہے عبارت کو کفریہ نہ کہنا دوسری چیز ہے۔ انہوں نے اس ابوالوہابیہ مولوی اسمعیل صاحب کے وجوہ کفر اس کی عبارات میں گنوائے ہیں۔ (لہذا) وہ اس کی عبارت کو بہر حال کفریہ سمجھتے ہیں اور کتب عقائد میں لزوم کفر کا کفر نہ ہونا اور التزام کفر کا کفر ہونا (صراحتاً) مذکور ہے اگر مولوی صاحب نے وہ نہ پڑھی ہوں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ اور ہم نے (الکوکبة الشهابیه) سے اس عبارت کا کفر ہونا واضح کر دیا ہے۔

جو مثالیں مولوی صاحب نے بیباکی اور جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذکر کی ہیں یعنی جھوٹا، مجنون، بدذات ﴿نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِک﴾ ان کا اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے کوئی تعلق نہیں انہوں نے تو صرف (صراط مستقیم) کی عبارت کے متعلق یہ فرمایا کہ ایسی عبارت اس قسم کے لوگ ہی بول سکتے ہیں اہل اسلام کو ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کی جرأت کہاں ـــــــ مگر اسمعیل دہلوی کے فرزند نے قدم اور آگے بڑھا دیا ہے۔

نیز! انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ پنڈت جو گالی دیں وہ کافر نہیں ہوں گے یا پنڈتوں کی ہر طرح کی گالیوں کی طرح جو شخص گالیاں دے وہ کافر نہیں ہوگا پیغمبر کی تکذیب بہر حال کفر ہے اور کوئی بدذات اور بداصل اگر ان کے متعلق یہ لفظ استعمال کرے گا تو بالکل کافر ہوگا۔

یہاں فقط اس عبارت میں بحث ہے جو (صراط مستقیم) میں ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش ہے لہذا عبارت باعتبار مفہوم کے کفریہ ہے مگر قائل کو از راہ احتیاط کافر نہیں کہیں

گے ہوسکتا ہے وہ اس قبیح عبارت کی قباحت اور کفر ہونے پر مطلع نہ ہوا ہو لیکن جو عبارتیں مولوی صاحب نے غبار دل نکالتے ہوئے ذکر کی ہیں ان میں قطعاً گنجائش کی تاویل نہیں ہے لھــذا ''عبارت بھی کفریہ اور قائل بھی کافر''

نیز! کسی عبارت کے کفر نہ ہونے سے اس کا بے غبار ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے کیا کفر کے بعد اور کوئی درجہ نہیں ہوسکتا (علامہ طیبی) نے حدیث رسول ﷺ۔

﴿فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ﴾ یعنی ''سنت نبوی کا لازم پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے'' کے تحت یوں کہہ دیا ﴿اَیْ سُنَّةٍ قَذْرَةٍ﴾ یعنی گھٹیا سنت''۔

علامہ ابن حجر نے ان کی اس عبارت پر ردوقدح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔

﴿تُقْضٰی عَلَيْهِ بِهٰذَا الْکَلِمَةِ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ﴾ تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتوی اور کلمہ شرعی عائد کیا جاتا کیونکہ ہمارے علماء اعلام اور آئمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے

﴿مَنِ اسْتَقْذَرَ شَيْئًا مَنْسُوْبًا اِلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کُفِرَ وَالسُّنَّةُ مَنْسُوْبَةٌ اِلَيْهِ فَوَصْفُهَا بِالْقَذَارَةِ يُوْضِعُ فِیْ تِلْکَ الْوَرْطَةِ﴾

(مرقاة) جلد اول صفحہ 256)

جو شخص آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کسی چیز کو گھٹیا اور قابل نفرت جانے وہ کافر ہے اور سنت بھی آپ کی طرف منسوب ہے لہذا اس کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرنا اسی گرداب کفر میں واقع ہونے کا موجب بھی ہے''

﴿لَوْ لَا اِمْکَانُ تَاْوِيْلِهِ بِاَنَّهُ لَمْ يَصِفْهَا بِالْقَذَارَةِ مِنْ حَيْثُ کَوْنِهَا سُنَّةً بَلْ

مِنْ حَيْثُ تَعَلُّقِ فِعْلِهَا بِمُسْتَقْذِرٍ﴾ ۔۔۔لیکن اس میں اس تاویل کا امکان ہے کہ طیبی نے سنت کو از روئے سنت ہونے کے گھٹیا اور قابل نفرت نہیں کہا بلکہ اس کے ایسے فعل سے متعلق ہونے کی وجہ سے جو گھٹیا اور قابل نفرت ہے۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں۔﴿هٰذَا بِفَرْضِ قُبُوْلِهِ اِنَّمَا يَمْنَعُ الْكُفْرَ فَحَسْبُ لَا الشَّنَاعَةَ وَالْقُبْحَ وَسُوْءَ الْاَدَبِ﴾ بالفرض علامہ طیبی کی طرف سے اس تاویل کو قبول کر بھی لیں تو یہ تاویل صرف اس کو کافر کہنے سے مانع ہوگی لیکن انتہائی شنیع وقبیح امر کے ارتکاب اور بے ادبی واساءت کے ارتکاب سے اس کا تحفظ نہیں کرے گی۔

ہماری اس گزارش سے لزوم والتزام کا فرق بھی واضح ہو گیا اور عبارت کے کفر ہونے اور قائل کے کافر ہونے کا فرق بھی واضح ہو گیا اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ بالفرض کوئی عبارت کفریہ نہ ہو تو اس سے کفر کی نفی اسے بے غبار اور درست نہیں بنا دیتی۔

جبکہ ہمارے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس کا گستاخی وبے ادبی پر مشتمل ہونا بالکل واضح ہے اور اس کا کفریہ ہونا بھی عیاں اور اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے عبارت کے کفریہ ہونے کی خود تصریح فرمائی ہے (البتہ) اسماعیل کو اس کی عبارات کے مفہوم ظاہر کے برعکس ممکن التاویل ہونے کی بنا پر کافر نہیں کہا"

(ملفوظات) حصہ اول صفحہ **114** پر اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں (سوال) اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟ (جواب) میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔۔۔۔

(تمت بالخیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منصفین کا فیصلہ

آج مورخہ ۲۷ ش ۹ ۷ کو بمقام بنگلہ، نول والہ، تحصیل جھنگ، مولانا حق نواز صاحب عالم دیو بندی اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب، عالم بریلوی، کے مابین مناظرہ منعقد ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔

"دیو بندی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے بریلی کی عبارات جو اُن کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔ گستاخانہ اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔ جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے دیو بند کی عبارات جو اُن کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں"۔ —— مناظرہ مذکورہ میں دیو بندی مکتب فکر کی جانب سے مولانا منظور احمد صاحب (چنیوٹی)، اور بریلوی مکتب فکر کی جانب سے مولانا عبدالرشید صاحب (رضوی)، نے صدر مناظرہ کے فرائض انجام دیئے۔

ہم منصفین۔ بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف صاحب (سیالوی)، بریلوی مناظر کو ان کے منصفانہ و ٹھوس استدلال، کی بناء پر کامیاب قرار دیتے ہیں ——————

مورخہ ۲۷ ش ۹ ۷

پروفیسر تقی الدین انجم

محمد منظور خان ایڈووکیٹ

غلام بدری ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول
ریل بازار - جھنگ صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ صلوٰۃ الرسول ﷺ

ایک ایسی کتاب جو بیک وقت عربی ادب کا شاہکار بھی ہے اور سیرت مصطفےٰ ﷺ کے مختلف پہلوؤں کا گلشن پُر بہار بھی۔ 5 جلدوں اور 30 پاروں پر مشتمل اس کتاب میں حضرت مصنف نے درود و سلام کے مختلف صیغوں کو اس انداز میں جمع فرمایا ہے کہ اسے سرکار کی ولادت پاک سے لیکر وفات تک کے احوال و واقعات اور معجزات و کمالات کا ایک حسین مرقع بنا دیا ہے۔ اس منفرد کتاب کو جس شخصیت نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے ان کی علمی برتری اور جلالت علمی کی تاریخ نصف صدی پر محیط ہے اور جنہیں دنیا امام العلماء علامہ محمد اشرف سیالوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

تصنیف لطیف

غوث زماں حضرت خواجہ حضرت محمد عبد الرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عمدۃ الاذکیاء اشرف العلماء علامہ **محمد اشرف سیالوی** زید مجدہم

ملنے کا پتہ

اھل السنہ پبلی کیشنز شاندار بیکری والی گلی منگلا روڈ دینہ جہلم

فون نمبر: 0321:7641096 Mob 0333-5833360

مناظرِ اسلام شیخ الحدیث

مدظلہ

محمد اشرف

سیالوی

کی قابل قدر تصانیف

- گلشن توحید و رسالت
- ہدایۃ المتذبذب الحیران فی الاستعانۃ باولیاء الرحمان
- انبیاء سابقین اور بشارات سید المرسلین
- تنویر الابصار بنور النبی المختار

دی ہولی بائبل اور شان انبیاء میں گستاخیاں

Phone:0541-634759

Mobile:0333-5833360